نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

فلم ہمارے ۱۲، کا پوسٹ مارٹم

مرتب

مُفتی احمد اللہ نثار قاسمی

ناظم دار العلوم رشیدیہ و صدر دار الافتاء والارشاد حیدر آباد

ناشر

دار العلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدر آباد

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے رازسر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اسلاموفوبیاوفلمی دنیا

اور

فلم ہمارے ۱۲، کا پوسٹ مارٹم

مرتب
مفتی احمد اللہ نثار قاسمی
ناظم دارالعلوم رشیدیہ وصدر دارالافتاء والارشاد حیدرآباد

دارالعلوم رشیدیہ
زیر انتظام: رشیدیہ ایجوکیشنل چیریٹیبل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

فہرست

پہلی فصل	۱۱
اسلاموفوبیا کسے کہتے ہیں؟	۱۱
اسلاموفوبیا کی وجوہات:	۱۱
اسلاموفوبیا کی اثرات	۱۲
اسلاموفوبیا کے خاتمے کے لئے اقدامات	۱۲
اسلام میں جہاد کی قسمیں	۱۲
اسلاموفوبیا کے تحت جہاد کی سات قسمیں	۱۲
۱۔لو جہاد(Love Jihad)	۱۲
۲۔لینڈ جہاد(Land Jihad)	۱۲
۳۔تعلیمی جہاد(Educational Jihad)	۱۶
۴۔سوشل جہاد(Social Jihad)	۱۶
۵۔"ڈیموگرافک جہاد"(Demographic Jihad)	۱۷
۶۔معاشی جہاد(Economic Jihad)	۱۸
۷۔"پاپولیشن جہاد"	۱۸
کیااولاد کی خواہش فطرت وعقل کے خلاف ہے؟	۲۰
اولاد کی خاطر بیوہ کا دوسرا نکاح کرنے کی ترغیب	۲۰
ہندو دھرم میں اولاد کی خاطر غیر مرد سے تعلق قائم کرنے کی ترغیب	۲۰
"بھگوان واسودیو" اور شری کرشن جی کی بیویاں اور اولاد	۲۰

ایک راجہ کے ساتھ ۲۱/ رانیوں کو جلایا گیا	۲۱
شری کرشن جی کے کم سے کم ۸۰/ بچے تھے	۲۲
واسودیو جی کے کتنے بچے تھے؟	۲۲
رام چندر جی کے بیٹے	۲۳
181 افراد کی فیملی والا ہندو خاندان	۲۳
کثرتِ اولاد پر انعام دینے والے ممالک	۲۴
اسرائیل میں کثرتِ اولاد پر انعام	۲۵
ایران میں ’’ضبط ولادت‘‘ پر دو سے پانچ سال کی سزا	۲۶
ایرانی حکومت کا کثرتِ اولاد پر تعاون	۲۷
کثرتِ اولاد پر ہندو سیاسی لیڈروں کے بیانات	۲۷
لالو پرساد یادو کا بیان	۲۷
رام ولاس پاسوان کا بیان	۲۸
یوگی آدتیہ ناتھ کا بیان	۲۸
ساکشی مہاراج کا بیان	۲۸
کثرتِ اولاد میں مشہور شخصیات	۲۸
دھرمیندر کے بچے	۲۸
لالو پرساد یادو کے بچے	۲۹
ہندوستانی تاجروں میں زیادہ بچوں والے افراد	۲۹
ویرو دھیرو بھائی امبانی کے چار بچے	۲۹
رامیشور داس بجاج کے چار بچے	۳۰

چودھری دیوی لال کے پانچ بچے	۳۰
لال بہادر شاستری کے چھ بچے	۳۱
ڈاکٹر راجندر پرساد بھارت کے پہلے صدر کے پانچ بچے	۳۲
ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کے ۱۵ر بھائی بہن	۳۲
رابندر ناتھ ٹیگور پانچ بچوں کے والد	۳۲
بارک حسین اوباما ۸ بچوں کے والد	۳۳
ڈونلڈ جان ٹرمپ کے پانچ بھائی بہن، اور خود کے بھی چھ بچے	۳۴
یوگی آدتیہ ناتھ سات بھائی بہن	۳۴
نریندر دامودر داس مودی کے چھ بھائی بہن	۳۵
سبھاس چندر بوس کے ۱۳ر بھائی بہن	۳۶
پامولا پرتھی وینکٹا نرسمہا راؤ کے آٹھ بچے	۳۶
لتا منگیشکر کے پانچ بھائی بہن	۳۷
ایکٹر راج کپور کے پانچ بچے	۳۸
فیمِل فریڈم فائٹر سروجنی نائیڈو کے آٹھ بھائی بہن	۳۸
بھگت سنگھ کے ۷ر بھائی بہن	۳۹
پہلا امریکی صدر جارج واشنگٹن کے چھ بھائی بہن	۳۹
رام ناتھ کووند کے سات بھائی بہن	۴۰
پون کلیان کی تین شادیاں اور چار بچے	۴۱
اعتراض: یہ سب پرانے لوگوں کے قصے ہیں؟	۴۱
دوسرا اعتراض: کثرتِ اولاد کی صورت میں غربت کا ذمہ دار کون؟	۴۲

پروفیسر کولن کلارک کا جوابِ لاجواب	۴۲
پاک وہند، اور بنگلہ دیش میں ہندو کیوں کم ہو رہے ہیں؟	۴۳
زیادہ بچے ہونا غربت کا سبب ہونے کی دلیل	۴۴
ہندوؤں میں 2000ء سے 2024ء تک غربت کا ریشو	۴۵
مسلمانوں میں 2000ء سے 2024ء تک غربت کا ریشو	۴۶
دوسری فصل	۴۸
اصولی باتیں	۴۸
فلم بہترین ذریعہ ہے سماج میں بہتری لانے کا مگر..	۴۹
دنیا بھر کی فلمیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بنائی جانے کی وجہ	۵۰
فلم کے ذریعہ بدنام کرنے کی شکلیں	۵۱
مسلمانوں کے جذبات کا تماشا کرنا	۵۲
اسلام فوبیاں فلموں سے فلمساز کتنا کماتے ہیں؟	۵۳
فلم کشمیر فائلز کی حقیقت	۵۴
دی کشمیر فائلس سے اگنی ہوتری کو کتنا فائدہ ہوا؟	۵۴
تاریخِ کشمیر کی سچائی	۵۴
فلم کیرالا اسٹوری کی حقیقت	۵۵
کیا آج تک کو ہندوستانی مسلمان داعش سے جاملا ہے؟	۵۶
اتنا جھوٹ کے جھوٹ بھی شرما گیا	۵۷
فل ”دی کیرلا اسٹوری“ نے کتنا کمایا؟	۵۷
فلم ”۷۲ حوریں“	۵۷

فلم ”۷۲ حوریں“ کا پوسٹ مارٹم	۵۸
جنت میں مسلمان کو کتنی حوریں ہوں گی؟	۵۹
کیا ۷۲ رحوریں صرف جہاد پر ملیں گی؟	۶۰
ہندو مذہب میں جنت کا عقیدہ؟	۶۱
ہندو مذہب میں مذہبی جنگ میں مارے جانے پر ہزار حوریں ملیں گی	۶۱
جب دنیا میں ہزار بیویاں ہو سکتی ہیں تو آخرت میں کیوں نہیں؟	۶۱
فلم سازوں کے جھوٹے بہانے	۶۲
فلم رضا کار کی حقیقت	۶۳
ہندوؤں کو اُکسانے والی فلم	۶۳
مسلم مخالف فلموں کی سیاسی پشت پناہی	۶۴
کیا مسلمانوں کی تہذیب فلم میں دکھانے کے قابل نہیں ہے؟	۶۵
فلموں میں ہولوکاسٹ کا ذکر نہیں ہوگا مگر اسلام کو بدنام کیا جائے گا؟	۶۵
مودی حکومت میں ۳۷ فلمیں مسلمانوں کے خلاف بنائیں گئیں	۶۵
مسلمانوں اور اسلام کے خلاف بنائیں گئی فلموں کی فہرست	۶۶
بالی وڈ اداکارہ ”سورابھاسکر“ کی گواہی	۶۸
اگر انصاف چاہتے تو ان واقعات پر فلم بناؤ اور سچائی پر بناؤ	۶۹
ستی کی رسم کیا ظلم نہیں؟ پر فلم بنا کر دکھائیں!	۷۰
ہندوستان میں بیرون ممالک سے آنے والی عورتوں کے ساتھ زیادتی	۷۰
فلم ”ہمارے 12“ کا ٹریلر	۷۱
فلم میں خواتین اور مذہب کی کیسی بے عزتی کی گئی	۷۲

فلم ہمارے ۱۲ر پر روشِ کمار کاٹیوٹ	۷۲
فلم کے ٹریلر کی شرعی حیثیت	۷۳
ٹریلر میں دکھائے گئے امور	۷۴
’’ نساؤکم حرث لکم‘‘ کاشانِ نزول	۷۵
کیامسلمان سے نکاح کے وقت زیادہ بچوں کاوعدہ لیاجاتاہے؟	۷۶
مسلمانوں کے گھروں میں دوفیصد بھی دس بچے دکھادیں ۱۱ر لاکھ انعام	۷۶
بے شرم اکٹرانوکپور کے دوبیویاں چار بچے	۷۶
عورت کوقرآن میں کھیتی کیوں کہا گیا؟	۷۷
(۱)طہارت:	۷۷
(۲)محبت:	۷۷
(۳)حفاظت:	۷۸
(۴)مقصدیت:	۷۸
(۵)ادائے حق:	۷۹
(۶)انسان اورجانورمیں امتیازیت:	۷۹
(۷)عورت کی اہمیت :	۸۰
(۸)اضافۂ عزت:	۸۰
(۹)جائزشہوت کی اہمیت :	۸۱
(۱۰)کھیت میں دل چسپی نہ ہوتوکوئی اوردل چسپی لے گا	۸۱
شوہراولادکے قابل نہیں تودوسرے مردسے صحبت کرے	۸۲
(۱۱)بیوی پرخرچ کی اہمیت:	۸۲

(۱۲)لینت:	۸۳
(۱۳)تخصیص کی نسبت:	۸۳
کھیتی کے لفظ سے شریک حیات کی اہمیت کو سمجھایا گیا	۸۴
ہندو مذہبی کتابوں میں جنسی تعلق ایک مقدس عمل ہے	۸۵
ہندو مذہب میں لڑکے کی خاطر کئی شادیاں کرنے کی ترغیب	۸۵
ہندو مذہبی کتابوں میں دورانِ حمل ہمبستری پر کوئی ہدایت نہیں ہے	۸۶
''پتنی'' کے معنی پر غور کریں	۸۷
ہندو مذہب میں بیوی سے جماع کی تعبیر کیا ہے؟	۸۷
کیا بیمار بیوی کو جماع پر جبر کرنا جائز ہے؟	۸۸
ہندو مذہب میں عورت شوہر کو خوش نہ کرے تو نسل نہیں چلے گی	۸۸
ہندو مذہبی کتابوں میں دورانِ حمل ہمبستری پر کوئی ہدایت نہیں ہے	۸۹
جدید طبی اور سماجی نقطہ نظر	۸۹
بیوی کا ہمبستری سے انکار کرنے پر جدید قانونی اور سماجی نقطہ نظر	۸۹
حالتِ حمل میں ہمبستری کا حکم قرآن اور حدیث کی روشنی میں	۹۰
حمل کی حالت میں ہمبستری سے کچھ اثر ہوتا ہے؟	۹۱
حاملہ عورت سے نکاح کے بعد صحبت کرنا بھی جائز نہیں	۹۲
حالتِ حمل میں ہمبستری سے بچہ پر کیا اثر ہوتا ہے؟	۹۳
حمل کی حالت میں ہمبستری کا دوسرا فائدہ	۹۴
حمل کی حالت میں اگر ہمبستری نقصان دہ ہو تو کیا حکم ہے؟	۹۴
کیا حمل کی حالت میں ہمبستری سے جلد ولادت ہو جاتی ہے؟	۹۴

کیااسلام میں عورت پرظلم کی اجازت ہے؟	۹۵
ہندوعورتوں پرظلم کی شکلیں	۹۷
ہندوعورتوں پرظلم کی رپورٹس	۹۸
عورت کے گال پرتھپڑ مارنا	۹۹
حضرت عمرؓ کااپنی بیوی کے ساتھ واقعہ	۱۰۰
کیاعورت صرف مرد کی فرمابرداری کے لئے پیدا کی گئی ہے؟	۱۰۱
ہندوہوتوکم ازکم منوسمرتی توپڑھ لیتے!	۱۰۱
کیااسلام میں بھی عورت خادمہ ہے؟	۱۰۲
کیاعورت شلوارکاناڑاہے؟	۱۰۳
کیامرد دنیاکابہترین تحفہ ہے؟	۱۰۵
مختلف مذاہب میں دنیاکابہترین تحفہ	۱۰۶
اسلام کی نظرمیں دنیاکابہترین تحفہ کیاہے؟	۱۰۶
مسیحیت کی نظرمیں دنیاکابہترین تحفہ کیاہے؟	۱۰۷
ہندومت کی نظرمیں دنیاکابہترین تحفہ کیاہے؟	۱۰۷
بدھ مت کی نظرمیں دنیاکابہترین تحفہ کیاہے؟	۱۰۷
یہودیت کی نظرمیں دنیاکابہترین تحفہ کیاہے؟	۱۰۷
صوفیانہ نقطہ نظرمیں دنیاکابہترین تحفہ کیاہے؟	۱۰۸
پھردنیاکابہترین تحفہ کیاہے؟	۱۰۸
کیاشوہرمجازی خداہے؟	۱۰۸
بھارت میں کسی بھی مذہب کامذاق اڑاناقانوناجرم ہے	۱۰۹

فلم میں کسی مذہب کا مذاق اڑانا بھی قانوناً جرم ہے	۱۰۹
قانونی دفعات	۱۰۹
کیس درج کرنے کا طریقہ	۱۱۰
مسلمانوں کا اپنی فلم انڈسٹری بنانا	۱۱۰
مسلم فلم انڈسٹری کے قائل حضرات کی دلیل	۱۱۱
کسی بھی فلم کو بائیکاٹ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟	۱۱۲
فلم اس وقت تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک سیاست وتجارت ہے	۱۱۳
مسلمان احتجاج کرنے کے بجائے خوب کیس درج کروائیں	۱۱۳
کملاہاسن کی تمل فلم پر کیس کا نتیجہ	۱۱۴
سنسر بورڈ کی ذمہ داری	۱۱۵
مرتب کی کتابیں	۱۱۶

پہلی فصل

اسلاموفوبیا کسے کہتے ہیں؟

موضوع کو کماحقہ سمجھنے سے پہلے چند ضروری باتیں سمجھ لیں، ایک ہے اسلاموفوبیا، دوسری بات اسلام فوبیا سے متاثر افراد کا جہادی پروپیگنڈہ:

اسلاموفوبیا (Islamophobia) ایک اصطلاح ہے جو اسلام، مسلمانوں، یا اسلامی ثقافت کے بارے میں غیر معقول خوف، نفرت، یا تعصب کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے، یہ تعصب اور خوف مختلف شکلوں میں ظاہر ہوسکتا ہے، جیسے کہ مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز تقاریر، خواہ یہ تقاریر عوامی ہوں یا سیاسی، امتیازی سلوک، جسمانی حملے موبلنچنگ، اور مذہبی تعلیمات یا شعائر وعلامات کی بے حرمتی، خواہ کارٹون کی شکل میں ہو یا فلم کی شکل میں۔

اسلاموفوبیا کی وجوہات:

۱۔ منفی میڈیا کوریج: میڈیا میں مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں منفی رپورٹنگ اسلاموفوبیا کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دہشت گردی اور انتہاپسندی کے واقعات کو اسلام کے ساتھ جوڑنے سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ تمام مسلمان انتہاپسند یا دہشت گرد ہیں، گودی میڈیا اور گودی فلم انڈسٹری اس کی شاہد ہے۔

۲۔ غلط معلومات اور جہالت: اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں غلط معلومات اور تعصب کی وجہ سے بھی اسلاموفوبیا بڑھتا ہے۔ لوگ اسلام کے حقیقی اصولوں اور مسلمانوں کی ثقافت سے ناواقف ہوتے ہیں، چنانچہ اذاں، مسجد، قرآن مجید، سیرت سے ناواقفیت یا غلط فہمی سے ان پر اعتراضات۔

۳۔ سیاسی اور سماجی عوامل: کچھ سیاسی گروپ اور شخصیات اسلاموفوبیا کو اپنی سیاسی مفادات کے لئے استعمال کرتے ہیں، مسلمانوں کو دیگر گروہوں کے مقابلے میں خطرناک یا غیر ملکی تصور کرتے ہیں۔

۴۔ ثقافتی اختلافات: مسلمانوں کی مختلف ثقافتی اور مذہبی روایات کو خوف یا تعصب کی نگاہ سے

دیکھنا جیسے اسلامی لباس، برقعہ، نقاب، قربانی وغیرہ پر شدت پسندی۔

اسلاموفوبیا کی اثرات

۱۔سماجی تقسیم: اسلاموفوبیا کی وجہ سے مختلف معاشرتی گروہوں کے درمیان دوریاں بڑھ جاتی ہیں اور سماجی تقسیم پیدا ہوتی ہے۔

۲۔نفرت انگیز جرائم: اسلاموفوبیا کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز جرائم اور حملوں میں اضافہ ہوتا ہے، مسلمانوں کی دکانوں کو جلانا، مسجدیں منہدم کر دینا۔

۳۔امتیازی سلوک: تعلیم، روزگار، اور دیگر شعبوں میں مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک بڑھ جاتا ہے، ملازمت نہ دینا، ریزرویشن پاس ہونے نہ دینا۔

۴۔نفسیاتی اثرات: اسلاموفوبیا کی وجہ سے مسلمان افراد نفسیاتی دباؤ اور اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں، جوانوں میں ناامیدی، اپنے اسلام پر شرمندگی، ہندوانہ کلچر سے انسیت۔

اسلاموفوبیا کے خاتمے کے لئے اقدامات

۱۔تعلیم اور آگاہی: عوامی سطح پر تعلیم اور آگاہی کے پروگراموں کا انعقاد کیا جانا چاہئے تاکہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں درست معلومات حاصل کر سکیں۔

۲۔میڈیا کی ذمہ داری: میڈیا کو چاہیے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں متوازن اور غیر جانبدارانہ رپورٹنگ کرے، یا مسلمانوں کا اپنا میڈیا یا اپنی ذمہ داری کو بخوبی نبھانا۔

۳۔قانونی تحفظ: حکومتوں کو نفرت انگیز تقاریر اور امتیازی سلوک کے خلاف سخت قوانین نافذ کرنے چاہئیں۔

۴۔بین المذاہب مکالمہ: مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان مکالمے اور تعاون کو فروغ دینا چاہئے تاکہ آپسی سمجھ اور احترام بڑھ سکے، مدارس میں مطالعہ مذاہب اور لسانیات پر توجہ دینا، جمعہ کے خطابات میں غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا۔

۵۔اسلامی احکام کی غلط ترجمانی کے دفاع کے لئے مسلمانوں کا عالمی پیمانہ پر دین وشریعت کی خوبیاں بیان کرنا مختلف زبانوں میں تشریح کرنا، اپنی قوم کو متاثر ہونے سے بچانے کے لئے ہنگامی طور پر جب بھی کوئی حادثہ ہوتو اس کے حقائق ونقائص بیان کرنا۔

حاصل یہ کہ اسلاموفوبیا ایک سنگین مسئلہ ہے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور عالمی امن کے لئے بھی خطرناک ہے۔اس کے خاتمے کے لئے تعلیم، آگاہی، اور قانونی تحفظات کے ساتھ ساتھ بین المذاہب مکالمے اور تعاون کو فروغ دینے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا بھر میں لوگوں کے درمیان سمجھ اور احترام بڑھ سکے۔فلم’’ہمارے: ۱۲‘‘ کا پوسٹ مارٹم کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

اسلام میں جہاد کی قسمیں

جس طرح علمی حلقوں میں اسلامی تعلیمات کے مطابق جہاد کی مختلف اقسام بیان کی گئی ہیں، جن میں:

۱۔جہاد بالنفس، جہاد بالذات، جسے جہادِ اکبر بھی کہتے ہیں۔

۲۔جہاد بالعلم : جس میں تعلیم وتربیت اور دین کی تبلیغ اور اسلامی تعلیمات کی حفاظت کرنا شامل ہے۔

۳۔جہاد بالمال:

جس جہاد میں مالی امداد اور دینی مقاصد کے لیے مالی تعاون کی فراہمی اور فلاحی کاموں میں حصہ لینا شامل ہے۔

۴۔جہاد بالسیف، جہاد بالقتال: جس کا مقصد دشمن کے خلاف لڑائی کرنا اور اسلام کی حفاظت کرنا ہے۔ یہ اس وقت فرض ہوتا ہے جب مسلمانوں پر حملہ ہو یا ان کی حفاظت کے لیے ضروری ہو۔

۵۔جہاد بالقلم : جس میں اسلام کے خلاف پھیلائے جانے والے پروپیگنڈہ کی تردید اور حقائق قلم کے ذریعہ واضح کئے جانا۔ یہ تمام اقسام جہاد کا مقصد انسانیت کی بھلائی، انصاف، اور اسلامی اصولوں کی حفاظت کرنا ہے، ہر قسم کے جہاد کے اپنے مخصوص اصول وضوابط ہیں جو اسلامی فقہ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

اسلاموفوبیا کے تحت جہاد کی سات قسمیں

اسی طرح اسلاموفوبیا کے شکار لوگوں نے اپنے مختلف قسم کے خوف کو مختلف جہاد کا نام دے رکھا ہے، جو مخصوص سیاسی اور سماجی سیاق وسباق میں استعمال ہوتی ہیں، خاص طور پر بھارت میں۔ یہ اصطلاحات اسلامی تعلیمات یا روایتی جہاد کی اقسام کا حصہ نہیں ہیں، بلکہ کچھ فرقہ پرست افراد اور گروہوں کے ذریعہ تخلیق کی گئی ہیں، ذیل میں ان اصطلاحات کی مختصر وضاحت دی جا رہی ہے:

ا۔لو جہاد (Love Jihad)

ا۔ ''لو جہاد'' (Love Jihad) ایک متنازعہ اور غیر مستند اصطلاح ہے جو بعض افراد اور گروہوں کی طرف سے استعمال کی جاتی ہے۔ اس اصطلاح کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان مرد مبینہ طور پر غیر مسلم خواتین کو محبت کے جال میں پھنسا کر ان کا مذہب تبدیل کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تصور کو اکثر فرقہ وارانہ کشیدگی اور نفرت پھیلانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، خاص طور پر بھارت میں۔ مختلف تحقیقات اور مطالعات نے ''لو جہاد'' کے تصور کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں پائی ہے۔ بھارتی عدالتوں اور پولیس نے بھی متعدد معاملات میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ اس طرح کے الزامات کی کوئی حقیقی بنیاد نہیں ہے اور یہ زیادہ تر فرقہ وارانہ پروپیگنڈا ہے، مگر اس سے معاشرتی ہم آہنگی اور فرقہ وارانہ امن کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ یہ ایک گروہ کے خلاف منفی جذبات پیدا کرتی ہیں اور معاشرتی تقسیم کو بڑھاتی ہیں۔

اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا حرام ہے۔ اسلام میں دین کی قبولیت کا معاملہ دل سے متعلق ہے اور اس میں کوئی جبر نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اسلام میں شادی کے حوالے سے واضح اصول ہیں، اجنبی عورت سے پردہ، ناجائز محبت پر وعید، بین المذاہب شادیوں کے بارے میں اسلامی قانون میں مخصوص ہدایات ہیں۔ تاہم، کسی کو زبردستی مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اور خود بھارتی تحقیقاتی اداروں اور عدالتوں نے متعدد مواقع پر ''لو جہاد'' کے الزامات کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔ کوئی ٹھوس شواہد فراہم نہیں کیے جاسکے ہیں

جو اس مفروضے کی تصدیق کریں، مگر اسلام مخالف افراد نے اس اصطلاح کا غلط استعمال کر کے کئی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو گمراہ کیا۔

۲۔لینڈ جہاد (Land Jihad)

۲۔لینڈ جہاد (Land Jihad) یہ اصطلاح بھی کچھ لوگوں کی جانب سے استعمال کی جاتی ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان مبینہ طور پر غیر مسلم علاقوں میں زمین خرید کر وہاں کی ڈیموگرافی کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ بھی ایک الزام ہے اور اس کی حقیقت کی بھی تصدیق نہیں ہو سکی ہے، اس اصطلاح کا مقصد عمومی طور پر خوف پیدا کرنا اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھانا ہوتا ہے، بغیر ثبوت کے مسلمانوں کے خلاف منفی جذبات پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے، اسکے علاوہ اسکا استعمال زیادہ تر سیاسی مفادات کے تحت کیا جاتا ہے تا کہ مخصوص گروہوں کو نشانہ بنایا جاسکے اور ان کے خلاف نفرت اور تعصب پیدا کیا جاسکے۔ یہ ایک پروپیگنڈا ٹول (۱) کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

جبکہ مسلمانوں کے اوقاف پر قبضہ، خالی زمین پر پتھر رکھ کر پوجا پھر مندر کی تعمیر سے قبضہ، مسلمانوں

---

(۱) پروپیگنڈہ ٹول سے مراد وہ تکنیکیں اور وسائل ہیں جو معلومات کو اس طرح سے پیش کرتے ہیں کہ عوام کی رائے، عقائد، یا رویے کو متاثر کیا جا سکے۔ پروپیگنڈہ ٹولز کا استعمال مختلف مقاصد کے لیے کیا جاسکتا ہے، جیسے سیاسی، سماجی، تجارتی، یا عسکری مقاصد کے لیے۔

کچھ عام پروپیگنڈہ ٹولز میں شامل ہیں:

۱۔ پریس اور میڈیا : اخبارات، ٹی وی، ریڈیو، اور آن لائن پلیٹ فارمز کا استعمال کر کے مخصوص معلومات کو پھیلانا۔

۲۔ سوشل میڈیا : فیس بک، ٹویٹر، انسٹاگرام وغیرہ کے ذریعے معلومات کا پھیلاؤ اور عوام کی رائے کو متاثر کرنا۔

۳۔ پوسٹر اور بل بورڈز : عوامی مقامات پر پوسٹرز اور بل بورڈز لگا کر پیغامات پہنچانا۔

۴۔ فلم اور ویڈیو : فلمیں، دستاویزی فلمیں، اور ویڈیوز کا استعمال کر کے عوامی رائے کو تشکیل دینا۔

۵۔ تعلیمی مواد : نصاب میں شامل مواد کے ذریعے مخصوص نظریات کو فروغ دینا۔

۶۔ افواہیں اور جھوٹی خبریں : غیر مصدقہ یا جھوٹی خبریں پھیلانا تا کہ عوام کی رائے کو متاثر کیا جاسکے۔

۷۔ مشہور شخصیات : مشہور شخصیات کا استعمال کر کے مخصوص پیغامات کو عام لوگوں تک پہنچانا۔ پروپیگنڈہ کا مقصد عوام کی رائے اور رویے کو اس طرح سے تشکیل دینا ہوتا ہے کہ وہ مخصوص مقاصد کے حق میں ہو جائیں۔ اس کے ذریعے عوامی حمایت حاصل کرنا، مخالفین کو کمزور کرنا، یا کسی نظریے کو فروغ دینا ممکن ہوتا ہے۔

غیر آباد مساجد و قبرستانوں پر قبضہ کی دسیوں مثالیں اور مقدمات موجود ہیں، علاوہ ازیں اسلام میں زمین خریدنے یا بیچنے کے معاملات کو قانونی طریقے سے انجام دینے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ کسی بھی غیر قانونی یا غیر اخلاقی طریقے سے زمین حاصل کرنے کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ زمین کی خرید و فروخت عام کاروباری عمل ہے اور اس کا مذہب یا فرقے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، نیز ایک بالشت زمین بھی ناحق لینے پر سخت وعید آئی ہے۔

۳۔ تعلیمی جہاد (Educational Jihad)

۳۔ تعلیمی جہاد (Educational Jihad) یہ اصطلاح بھی بعض حلقوں میں استعمال کی جاتی ہے تا کہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ مسلمان تعلیمی اداروں میں اپنے اثر و رسوخ کو بڑھا رہے ہیں، یا تعلیمی نظام کے ذریعے اپنے مذہبی یا سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، یہ بھی اکثر بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے الزامات کی صورت میں سامنے آتی ہے، جبکہ سچر کمیٹی کی رپورٹ کہتی ہے کہ مسلمان تعلیم میں دلت سے بھی پیچھے ہیں، مقصد اس آواز سے مسلمانوں کو تعلیمی میدانوں میں پیچھے رکھا جائے، دنیا جانتی ہے کہ مسلمانوں کے نام پر بنی کالج بھی اغیار کے قبضے میں ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے علم کی طلب اور اسکی بہت زیادہ اہمیت ہے، علم کی طلب کو ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ مثبت مطلب ہوگا "تعلیمی جہاد" کا کہ علم حاصل کرنے کی جدو جہد کرنا چاہئے بلکہ اس علم کو دوسروں تک پہنچانا اور اس کے ذریعے معاشرتی بہتری لانا بھی شامل ہے۔ مگر مغربی سیاق و سباق میں "تعلیمی جہاد" کی اصطلاح کو منفی مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے تا کہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ مسلمان تعلیمی اداروں میں اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہے ہیں یا تعلیمی نظام کے ذریعے اپنے نظریات کو پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ الزامات عام طور پر بغیر ثبوت کے ہوتے ہیں اور ان کا مقصد فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنا ہوتا ہے۔

۴۔ سوشل جہاد (Social Jihad)

۴۔ سوشل جہاد (Social Jihad) اس اصطلاح کا استعمال اس مفروضے کے ساتھ کیا جاتا ہے

کہ مسلمان معاشرتی ڈھانچے میں تبدیلی لانے کی کوشش کر رہے ہیں، خاص طور پر ثقافتی اور سماجی روایات کو تبدیل کرنے کے لیے، یہ اصطلاح بھی عمومی طور پر سیاسی یا سماجی ایجنڈا کے تحت استعمال ہوتی ہے اور اس کا مقصد خوف اور عدم اعتماد پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جبکہ مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں میں ہندوانہ کلچر عام ہونے کی وجہ سے ہر کالج و آفس میں برقع پوش خواتین بھی ہولی، دیوالی، گنیش، کرسمس وغیرہ میں مبتلاء نظر آتی ہیں۔

۵۔ ''ڈیموگرافک جہاد'' (Demographic Jihad)

۵۔ ''ڈیموگرافک جہاد'' (Demographic Jihad) ایک اصطلاح ہے جو بعض افراد اور گروہوں کی طرف سے اس نظریے کو بیان کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے کہ مسلمان مبینہ طور پر اپنے آبادیاتی تناسب کو بڑھا کر کسی مخصوص علاقے کی ڈیموگرافی (۱) کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس اصطلاح کا مقصد عمومی طور پر خوف پیدا کرنا اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھانا ہوتا ہے۔ ''ڈیموگرافک جہاد'' کا تصور زیادہ تر سیاسی اور سماجی تناظر میں استعمال ہوتا ہے، خاص طور پر ایسے ممالک یا علاقوں میں جہاں مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان تناؤ موجود ہو۔ یہ اصطلاح بغیر ثبوت کے خوف اور عدم اعتماد پیدا کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ مختلف تحقیقات اور مطالعات نے اس تصور کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں پائی ہے۔ یہ

---

(۱) ڈیموگرافی (Demography) کا مطلب آبادی کی ساخت اور خصوصیات کا مطالعہ ہے۔ اس میں مختلف آبادیاتی پہلوؤں کا تجزیہ کیا جاتا ہے، جیسے عمر، جنس، نسلی گروہ، ازدواجی حیثیت، تعلیم، روزگار، آمدنی، اور دیگر سماجی و معاشی عوامل۔

ڈیموگرافی کے اہم موضوعات میں شامل ہیں:

۱۔ آبادی کی تعداد اور شرح نمو : مختلف علاقوں میں آبادی کی کل تعداد اور اس کی شرح نمو کا مطالعہ۔

۲۔ عمر اور جنس کی تقسیم : مختلف عمری گروہوں اور جنس کے مطابق آبادی کی تقسیم۔

۳۔ شرح پیدائش اور شرح اموات : مخصوص علاقے یا ملک میں پیدائش اور اموات کی شرح۔

۴۔ مہاجرین اور نقل مکانی : لوگوں کی مختلف علاقوں یا ممالک کے درمیان نقل و حرکت۔

۵۔ ازدواجی حیثیت : شادی شدہ، غیر شادی شدہ، طلاق یافتہ یا بیوہ افراد کی تعداد۔

۶۔ تعلیم اور روزگار : آبادی کی تعلیمی اور روزگار کی حیثیت۔ ڈیموگرافی کی معلومات مختلف پالیسیوں، منصوبہ بندی اور عوامی خدمات کی فراہمی کے لیے اہم ہوتی ہیں۔ اس کے ذریعے حکومت اور دیگر ادارے آبادی کی ضروریات اور مسائل کو سمجھ کر بہتر منصوبے بنا سکتے ہیں۔

زیادہ تر الزام اور پروپیگنڈا پر مبنی ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۶۔معاشی جہاد(Economic Jihad)

۶۔’’معاشی جہاد‘‘(Economic Jihad)ایک اصطلاح ہے جو بعض حلقوں میں استعمال کی جاتی ہے تاکہ یہ مفروضہ پیش کیا جاسکے کہ مسلمان معاشی میدان میں اپنے اثر ورسوخ کو بڑھا کر غیر مسلموں کے کاروبار کو نقصان پہنچانے یا اپنی اقتصادی برتری قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ اصطلاح بھی سیاسی یا سماجی ایجنڈا کے تحت استعمال ہوتی ہے اور اس کا مقصد خوف اور عدم اعتماد پیدا کرنا ہوتا ہے۔

اسکا تصور زیادہ تر ان علاقوں میں استعمال ہوتا ہے جہاں مختلف مذہبی یا ثقافتی گروہوں کے درمیان معاشی مقابلہ یا تناؤ موجود ہو۔ یہ اصطلاح بغیر ثبوت کے مسلمانوں کے خلاف منفی جذبات پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔اسلامی تعلیمات میں معاشی جدو جہد کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے،لیکن اس کا مقصد خود کفالت،معاشرتی انصاف،اور فلاح و بہبود ہوتا ہے،نہ کہ کسی دوسرے گروہ کو نقصان پہنچانا۔مسلمانوں کو حلال طریقے سے روزی کمانے،صدقہ وخیرات کرنے،اور معاشرتی بھلائی کے کاموں میں حصہ لینے کی تلقین کی جاتی ہے۔

۷۔’’پاپولیشن جہاد‘‘

۷۔’’پاپولیشن جہاد‘‘ایک اصطلاح ہے جو مسلم و اسلام مخالف حلقوں میں یہ دعویٰ کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے کہ مسلمان منظم طریقے سے زیادہ بچے پیدا کر کے آبادی میں تناسب بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں،تاکہ کسی ملک یا علاقے میں اپنی عددی برتری قائم کرسکیں۔ یہ نظریہ خاص طور پر بھارت میں بعض ہندو قوم پرست حلقوں کے درمیان مقبول ہے۔

پاپولیشن جہاد کی حقیقت : یہ بھی ایک بے بنیاد اور تعصب پر مبنی نظریہ ہے،یہ دعویٰ کہ مسلمان جان بوجھ کر آبادی بڑھا رہے ہیں تاکہ کسی مخصوص مقصد کو حاصل کرسکیں،حقائق پر مبنی نہیں ہے،مسلمانوں میں زیادہ بچوں کی شرح کی وجہ عام طور پر اقتصادی،سماجی،اور تعلیمی عوامل ہوتے ہیں،نہ کہ کوئی منظم سازش۔

حکومتی رپورٹس اور سروے : مختلف حکومتی رپورٹس اور سروے جیسے نیشنل فیملی ہیلتھ سروے (NFHS) نے ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں میں شرح پیدائش دیگر معاشرتی طبقات کے مقابلے میں زیادہ ضرور ہے، لیکن اس میں بھی وقت کے ساتھ کمی آ رہی ہے۔ یہ کمی معاشرتی ترقی، تعلیم، اور بہتر صحت کی سہولیات کی فراہمی کے نتیجے میں ہو رہی ہے، بین الاقوامی سطح پر بھی دیکھا گیا ہے کہ جب لوگوں کی اقتصادی حالت بہتر ہوتی ہے اور تعلیم کی شرح بڑھتی ہے، تو شرح پیدائش میں کمی آتی ہے، یہ اصول تمام معاشرتی اور مذہبی گروہوں پر یکساں لاگو ہوتا ہے۔

مگر اس پروپیگنڈے سے مختلف معاشرتی و مذہبی گروہوں کے درمیان غلط فہمیاں اور دوریاں پیدا ہوتی ہیں، ایسے نظریات اور نفرت انگیز تقاریر جرائم کو فروغ دیتے ہیں، جو کہ معاشرتی ہم آہنگی اور امن کے لئے نقصان دہ ہیں، کیونکہ اس اصطلاح کا مقصد عمومی طور پر خوف پیدا کرنا اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھانا ہوتا ہے ، چنانچہ اس نظریے کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک اور ان کی وفاداری پر شک کیا جانے لگا، جس سے ان کی سماجی اور اقتصادی حالت مزید خراب ہونے لگی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں خاندان کی منصوبہ بندی اور بچوں کی تربیت کو اہمیت دی جاتی ہے، لیکن کسی کو بھی زیادہ بچے پیدا کرنے کے لیے مجبور کرنا یا کسی خاص مقصد کے تحت ایسا کرنا اسلامی تعلیمات میں نہیں ملتا، نیز اسلام میں خاندان کی تشکیل اور بچوں کی پیدائش کے حوالے سے کوئی مخصوص تعداد مقرر نہیں کی گئی ہے۔ اسلام میں شادی، بچوں کی پرورش، اور خاندانی زندگی کو اہمیت دی گئی ہے، اور اس میں توازن اور عدل کی تعلیم دی گئی ہے۔

حاصل یہ کہ یہ تمام اصطلاحات زیادہ تر مخصوص سیاسی اور سماجی ایجنڈا کو فروغ دینے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں اور ان کا حقیقی اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے، مگر اس طرح کی اصطلاحات کے استعمال سے معاشرتی ہم آہنگی اور فرقہ وارانہ امن کو نقصان پہنچا، اور مسلمانوں کے خلاف منفی جذبات پیدا ہونے لگے ، اور معاشرتی تقسیم کو بڑھاوا ملا۔

کیااولاد کی خواہش فطرت وعقل کے خلاف ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے؛ بلکہ اس میں سیدھی سادھی بات ہے کہ ایک انسان فطری طور پر صنفی تعلق کی ضرورت محسوس کرتا ہے، اس تعلق کو قائم کرنے کی اجازت ہے، دوسرے اولاد کی طلب ایک فطری جذبہ ہے؛ اس لئے مرد کو اپنی بیوی سے اولاد کے لئے تعلق قائم کرنا چاہئے، ہر مذہب اور مہذب سماج میں اس کو تسلیم کیا گیا ہے۔

اولاد کی خاطر بیوہ کا دوسرا نکاح کرنے کی ترغیب

ہندو مذہب میں اولاد کے حصول کے جذبہ کو کتنی اہمیت دی گئی ہے، اس کا اندازہ کرنے کے لئے ہندو مذہب میں "نیوگ" کا قانون کافی ہے، پنڈت دیانند سرسوتی جی نے ہندو مذہبی کتابوں کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ بیوہ عورت کو بھی اپنے دیور کے ساتھ جسمانی تعلق قائم کرکے اولاد حاصل کرنی چاہئے:

"اے بیوہ عورت! اپنے اس مرے ہوئے اصل خاوند کو چھوڑ کر زندہ دیور یعنی دوسرے خاوند کو قبول کر، اس کے ساتھ رہ کر اولاد پیدا کر، وہ اولاد جو اس طرح پیدا ہوگی تیرے اصلی خاوند کی ہوگی"(۱)

ہندو دھرم میں اولاد کی خاطر غیر مرد سے تعلق قائم کرنے کی ترغیب

بلکہ بات اس سے بھی آگے جاتی ہے کہ نیوگ کے نام پر شوہر کی زندگی میں بھی دوسرے مرد سے تعلق قائم کرکے عورت کو اولاد پیدا کرنی چاہئے؛ چنانچہ پنڈت جی دیانند سرسوتی کہتے ہیں:

"نیوگ جیتے جی بھی ہوتا ہے، جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو، تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت! تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر؛ کیوں کہ اب مجھ سے تو اولاد نہ ہوسکے گی، تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے۔(۲)

ان صراحتوں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہندو مذہب میں اولاد کے حصول کو کتنی اہمیت دی گئی ہے۔

"بھگوان واسودیو" اور شری کرشن جی کی بیویاں اور اولاد

۱۔ مہابھارت کے بیان کے مطابق بھگوان واسودیو جی کی سولہ ہزار ایک سو رانیاں ہیں، ان میں

---

(۱) ستیارتھ، ب4: ،دفعہ 133 :

(۲) ستیارتھ، ب4: ،دفعہ 138 :

رکمنی،ستیہ بھاماں،جاموتی،چاوہاسی وغیرہ ہیں،ان میں آٹھ رانیاں زیادہ مشہور تھیں۔(۱)

۲۔گیتا کا مرکزی کردار''شری کرشن''جی کی آٹھ بیویوں پر ہے،شری کرشن جی کی آٹھ رانیاں مشہور تھیں جن میں رکمنی،کالندی،متروانذا،ستیا،کام روپڑی،روانی،مدراجستا بھدار،استراجت ستا،ستیہ بھاماں وغیرہ۔اس کے علاوہ سولہ ہزار رانیاں تھیں۔(۲)

۳۔شری رام جی کے والد مہاراجہ دشرتھ کی تین بیویاں تھیں:کوشلیا؛جو رام چندر جی کی والدہ ہیں،سمترا؛جو لکشمن کی والدہ ہیں،اور کیکیئی؛جو بھرت کی والدہ ہیں۔

۴۔شری کرشن کے والد کی ۱۶/بیویاں تھیں،ایک مشہور''رشی کشیپ''کی ۱۳/بیویاں تھیں۔

۵۔ہندو مذہب کی اصل تعلیمات کے مطابق برہمن کو چار،چھتری کو تین،ویش کو دو،شودر کو ایک اور بادشاہ کو جتنی بیویاں رکھنا چاہے اتنی بیوی رکھ سکتا ہے،ظاہر ہے کہ جب بیویاں اتنی بڑی تعداد میں ہوں گی تو اولاد بھی اسی نسبت سے ہوگی،پھر مسلمانوں کی اولاد پر اتنی آہ وبکا کیوں؟(۳)

ایک راجہ کے ساتھ ۲۱/رانیوں کو جلایا گیا

فرانسیسی مؤرخ''گستاؤلی بان''لکھتے ہیں'':مثل ہندوستان کے اور خطوں کے راجپوتانہ میں بھی کثرت ازدواج کی رسم موجود ہے،لیکن راجپوتوں میں ہمیشہ ایک بڑی بیوی رہتی ہے اور پرانے زمانے میں بھی بیوی اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ جلائی جاتی تھی،بعض اوقات بیویوں میں آپس میں جھگڑا ہوتا تھا کہ کون ان میں سے اپنے شوہر کے ساتھ جلنے کی عزت حاصل کرے،بادشاہوں کے لئے یہ رسم تھی کہ ان کی کل بیویاں ان کی لاش کے ساتھ جلائی جاتی تھیں،اس وقت تک''اودے پور''میں''سنگرام سنگھ''اور اس کی ۲۱/رانیوں کا مقبرہ موجود ہے،جو ۱۷۳۳ء میں راجہ کے ساتھ جلی تھیں۔(تمدّنِ ہند۲۹۹:)جب اس راجہ کی ۲۱/بیویاں تھیں تو کیا بچے دو ہی رہے تھے؟کیا کثرتِ ازدواج خود ایک بڑا موضوع نہیں ہے،جس سے مسلمانوں کو بدنام کیا جانے لگا ہے۔؟

---

(۱)مہابھارت،انش4:- 15

(۲)مہابھارت انش5:-28

(۳)اسلام پر بے جا اعتراضات ۲۱۸ :

شری کرشن جی کے کم سے کم ۸۰ ر بچے تھے

شری کرشن جی کے متعدد بچے تھے جو مختلف بیویوں سے پیدا ہوئے تھے۔ کرشن کی آٹھ بنیادی بیویاں (اصطلاحاً ’’اصطانی‘‘ کہلاتی ہیں) اور 16,100 سے زائد دیگر بیویاں تھیں جنہیں انہوں نے نرکاسور سے آزاد کرایا تھا۔ ان میں سے ہر ایک بیوی سے کرشن کے دس دس بیٹے پیدا ہوئے تھے۔

ان آٹھ بنیادی بیویوں سے پیدا ہونے والے بچوں میں سے کچھ مشہور ہیں:

.1 روکمنی : کرشن کی پہلی اور اہم بیوی، جن سے پرادیومنا پیدا ہوئے۔

.2 ستیا بھاما : ان سے بھانو اور بھانو ماہی پیدا ہوئے۔

.3 جھنباوتی : ان سے سمب اور کئی دوسرے بچے پیدا ہوئے۔

.4 کالندی : ان سے شروتی اور کئی دیگر بچے پیدا ہوئے۔

.5 مترا ورندا : ان سے ویریک اور دوسرے بچے پیدا ہوئے۔

.6 نگنجیتا : ان سے وسود اور دیگر بچے پیدا ہوئے۔

.7 بھدرا : ان سے سنگراجیت اور دیگر بچے پیدا ہوئے۔

.8 لاکشما (مدرہ) : ان سے پرگو اور دیگر بچے پیدا ہوئے۔

کرشن کے بچوں میں سے کچھ کا ذکر مہابھارت اور بھاگوت پران میں تفصیل سے ملتا ہے، جیسے پرادیومنا، جو ایک اہم کردار تھے اور بعد میں ان کے بیٹے انیرودھ بھی مشہور ہوئے۔

واسو دیو جی کے کتنے بچے تھے؟

شری کرشن کے والد تھے، کے مختلف بیویوں سے متعدد بچے تھے۔ واسو دیو کی اہم بیویوں میں دیوکی، روہنی، بھدرا اور چندرا شامل ہیں۔ واسو دیو کے درج ذیل بچے تھے:

ایک بیوی دیوکی کے بچے:

ا۔ کرشن (وِشنو کے اوتار)

۲۔بلرام (جو اصل میں روہنی کے بیٹے تھے لیکن دیوکی کے بطن سے پیدا ہوئے)

۳۔سبھدرا

۴۔کرتورا

۵۔سریشٹھا۔ان کے علاوہ، کرشن کے کئی بھائی اور بہنیں جو کنس کے ظلم کے باعث قتل کر دیے گئے۔

دوسری بیوی روہنی کے بچے:

ا۔بلرام (منتقل کیے گئے تھے دیوکی کے بطن میں)

۲۔سبھدرا (کچھ روایتوں کے مطابق، سبھدرا روہنی کی بیٹی ہیں)

۳۔گد

تیسری بیوی بھدرا اور چندرا کے بچے: نندک، وشال، ڈیانی اور کئی دیگر۔

رام چندر جی کے بیٹے

رام چندر جی (بھگوان رام) کے چار بیٹے تھے، جن کے نام یہ ہیں:

1. لو (Lava)
2. کش (Kusha)
3. لوہ (Loh)
4. کشا (Kusha)

عام طور پر، لو اور کشا (لو اور کش) کا ذکر سب سے زیادہ کیا جاتا ہے۔ رامائن کے مختلف ورژنز اور داستانوں میں ان کے ناموں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

181 افراد کی فیملی والا ہندو خاندان

ہندوستان میں کئی بڑے خاندان ہیں، لیکن ایک ایسا خاندان جو زیادہ بچوں کی تعداد کے لئے مشہور رہے وہ ہے "چانا خاندان" (Chana Family)۔زیونا چانا (Ziona Chana) کا خاندان، جو میزورم

کے بکتاونگ گاؤں میں رہتا ہے، دنیا کے سب سے بڑے خاندانوں میں سے ایک ہے۔زیونا چانا کا خاندان ہندوستان میں اور شاید دنیا میں سب سے زیادہ بچوں والا ہندو خاندان ہے۔ان کا یہ بڑا خاندان ایک منفرد مثال ہے اور ان کی کمیونٹی کی خاص روایات اور عقائد کی عکاسی کرتا ہے۔خاندان کے سربراہ''زیونا چانا''ہیں،ان کی بیویاں 39 / اور بچے 94 فی الوقت پوتے پوتیاں 33 ہیں کل افراد : تقریباً 181 زیونا چانا کے اس بڑے خاندان نے انہیں دنیا کے سب سے بڑے خاندانوں میں سے ایک بنا دیا ہے۔وہ میزورم کے بکتاونگ گاؤں میں ایک بڑی چارمنزلہ مکان میں رہتے ہیں، جس میں تقریباً 100 کمرے ہیں۔یہ خاندان ایک کمیونٹی کی طرح رہتا ہے، جہاں سب لوگ مل جل کر کام کرتے ہیں۔

ان کا زندگی کا طرز یہ ہے کہ یہ خاندان خود کفالت کی زندگی گزارتا ہے اور اپنی زمین پر کھیتی باڑی کرتا ہے، روزانہ کی بنیاد پر بڑی مقدار میں کھانا تیار کیا جاتا ہے، اور خاندان کے تمام افراد مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ خاندان کا انتظام زیونا چانا کے ذمہ تھا، اور انہوں نے اپنے خاندان کے افراد کے درمیان کام کی تقسیم کی تھی۔

زیونا چانا ایک خاص مذہبی فرقے کے پیروکار تھے جسے" چانا پال" کہتے ہیں۔یہ فرقہ کثرت ازدواج کی اجازت دیتا ہے، اور ان کے پیروکاروں میں بڑی تعداد میں بچے پیدا کرنا ایک اہم روایت ہے۔

کثرتِ اولاد پر انعام دینے والے ممالک

کئی ممالک میں آبادی میں کمی اور عمر رسیدہ آبادی کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے زیادہ بچے جننے پر انعامات یا ترغیبات دی جاتی ہیں۔ان ممالک میں شامل ہیں:

۱۔فن لینڈ : فن لینڈ میں''بیبی باکس''اسکیم ہے جس میں نئے والدین کو بچوں کے ضروری سامان کے ساتھ ایک باکس دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ، بچے کی پیدائش پر مالی امداد بھی دی جاتی ہے۔

۲۔روس : روس میں''مدر کیپٹل'' پروگرام ہے جو دوسرے یا اس کے بعد پیدا ہونے والے بچوں کے والدین کو مالی مدد فراہم کرتا ہے۔اس کا مقصد آبادی کی شرح میں اضافہ کرنا ہے۔

۳۔سنگاپور : سنگاپور میں حکومت بچوں کی پیدائش پر بونس فراہم کرتی ہے، اور اس کے علاوہ، صحت کی سہولیات اور تعلیم کے اخراجات میں رعایت بھی دی جاتی ہے۔

۴۔فرانس :فرانس میں بچوں کی پیدائش پر والدین کو مالی امداد اور بچوں کی دیکھ بھال کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ یہاں کی حکومت بڑے خاندانوں کو بھی متعدد مراعات فراہم کرتی ہے۔اباشن کرانے اور نسل کو محدود کرنے پر پابندی لگادی۔

۵۔جنوبی کوریا : جنوبی کوریامیں بھی آبادی میں کمی کو روکنے کے لیے مالی ترغیبات دی جاتی ہیں، جیسے کہ بچوں کی پیدائش پر مالی بونس اور بچوں کی دیکھ بھال کی خدمات۔

۶۔اٹلی :اٹلی میں کچھ علاقوں میں بچے کی پیدائش پر مالی امداد اور بونس دیے جاتے ہیں، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں آبادی کی شرح کم ہو رہی ہے۔ہٹلر اور مسولینی کے تحت جرمنی اور اٹلی میں ابارش سخت جرم ہے۔

۷۔برازیل : ''بیبی بونس'' کہلاتا ہے جس میں مختلف طریقوں سے بچوں کی پیدائش پر انعام دیا جاتا ہے۔

۸ ۔چین : ''ون چائلڈ پالیسی'' پروگرام مختلف صحتی اور تعلیمی سہولتوں کا فراہم کرتا ہے۔

۹۔سویڈن: اس ملک نے سرکاری کمیشن مقرر کیا،کمیشن کی سفارش پر''بڑے خاندان''والوں کو ٹیکس کی کمی اور بچوں کو بہت سی مراعات فراہم کیا گیا۔

۱۰۔انگلستان ۔کے وزیرِ داخلہ''ہربرٹ موریسن'' نے 1943 میں قوم کے سامنے ہدف رکھا کہ''ہر خاندان میں کم ازکم پچیس فیصد کا اضافہ ہونا چاہئے ۔یہی پالیسی امریکہ اختیار کرنے لگا ہے۔یہ مما لک اپنی آبادی کی شرح کو بڑھانے اور عمر رسیدہ آبادی کے مسائل سے نمٹنے کے لیے مختلف حکمت عملیوں کا استعمال کر رہے ہیں۔

اسرائیل میں کثرتِ اولاد پر انعام

۱۱۔اسرائیل میں کچھ پالیسیاں اور معاشرتی عوامل ہیں جو آبادی کے اثرات پر اثرانداز ہوتے ہیں، چنانچہ حکومتی پالیسی کے مطابق اسرائیل میں:

ا۔بچوں کی پیدائش پر حکومتی فوائد دیے جاتے ہیں، جن میں بچے کی دیکھ بھال کے الاؤنس، صحت کی سہولتیں، اور تعلیمی وظائف شامل ہیں۔

۲۔میٹرنٹی اور پیٹرنٹی لیو: ماں اور باپ دونوں کے لئے میٹرنٹی اور پیٹرنٹی لیو کی سہولتیں موجود ہیں، جو والدین کو بچوں کی پیدائش کے بعد کام سے چھٹی لینے کی اجازت دیتی ہیں۔

۳۔نیشنل انشورنس انسٹی ٹیوٹ: یہ ادارہ مختلف مالی امداد فراہم کرتا ہے، جیسے بچے کی پیدائش کے بعد مالی مدد اور بچوں کی دیکھ بھال کے لئے الاؤنس۔

اسرائیل میں کثرتِ اولاد کی تین وجوہات ہیں:

۱۔آبادیاتی ساخت: اسرائیل میں مختلف آبادیاتی گروپوں، جیسے کہ حریدی یہودیوں اور عرب اسرائیلیوں میں عمومی طور پر زیادہ بچوں کی پیدائش ہوتی ہے۔ یہ معاشرتی اور مذہبی عوامل کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۲۔مذہبی اور ثقافتی اثرات: زیادہ بچے پیدا کرنے کا رجحان بعض مذہبی اور ثقافتی گروہوں میں زیادہ ہوتا ہے، خاص طور پر حریدی یہودی برادری میں، جو زیادہ بچوں کو ایک برکت سمجھتے ہیں۔

۳۔حکومتی معاونت: حکومت کی طرف سے بچوں کی تعلیم، صحت، اور دیگر سہولتوں میں فراہم کی جانے والی امداد بھی خاندانوں کو زیادہ بچوں کی پرورش کے قابل بناتی ہے۔

ایران میں ''ضبط ولادت'' پر دو سے پانچ سال کی سزا

ایران کی مجلس شوریٰ نے ایک متنازعہ مسودہ قانون کی منظوری دی ہے جس کے تحت ''ضبط ولادت'' کے مرتکب مرد وخواتین کو دو سے پانچ سال قید کی سزا دی جاسکے گی۔ العربیہ ڈاٹ نیٹ کے مطابق ضبط ولادت کے خلاف مسودہ قانون کی منظوری گذشتہ منگل کے مجلس شوریٰ [پارلیمنٹ] کے اجلاس میں دی گئی۔ بل کے حق میں 107 اور مخالفت میں 72 ووٹ ڈالے گئے جبکہ آٹھ ارکان نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ اس قانون کے تحت اسقاط حمل کو قابل سزا جرم قرار دیتے ہوئے شوہر، بیوی یا دونوں کو دو سے پانچ سال کے لیے جیل میں ڈالا جائے گا۔

ایران میں جہاں آبادی میں اضافے کے لیے حکومت سرتوڑ کوششیں کر رہی ہے وہیں ملک میں سنیوں کی تعداد اضافے پر تشویش کا بھی اظہار کیا جا رہا ہے۔ ایرانی ذرائع ابلاغ کے مطابق گذشتہ کچھ عرصے کے دوران سنی اکثریتی صوبوں بلوچستان، کردستان اور جلستان میں شرح پیدائش میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے

جس کے بعد سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای کو [شیعہ] آبادی کو دوگنا کرنے کا حکم صادر کرنا پڑا۔

آبادی میں اضافے اور ضبطِ ولادت پر پابندی سے متعلق موجودہ ایرانی قوانین کے پس پردہ اصل کہانی اہل سنت مسلک کے حامیوں کی تعداد میں تیزی سے ہونے والا اضافہ ہے۔مذکورہ بالا قانون دراصل اہل تشیع کے لیے ہے، اہل سنت کی جانب سے اس کی پابندی لازمی نہیں ہے۔

ایرانی حکومت کا کثرتِ اولاد پر تعاون

ایران کے سپریم لیڈر کا کہنا تھا کہ حکومت خواتین کی زچگی کے اخراجات خود برداشت کرے۔زچگی کے عمل سے گذرنے والی خواتین کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کی جائیں اور بانجھ پن کے شکار مرد وزن کا سرکاری سطح پر علاج کیا جائے تاکہ آبادی میں خاطر خواہ اضافہ کیا جاسکے۔

ان کا کہنا تھا کہ ضبط ولادت جیسے اقدامات مغرب کی اندھی تقلید کا نتیجہ ہیں۔ہمیں آبادی کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔لہٰذا میں عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایران کی آبادی کو 77 ملین سے بڑھا کر 150 ملین کردیں۔(۱)

کثرتِ اولاد پر ہندو سیاسی لیڈروں کے بیانات

ہندوستان میں زیادہ بچوں کی اہمیت پر مختلف سیاسی لیڈروں کے بیانات مختلف اوقات میں سامنے آئے ہیں، کچھ لیڈروں نے زیادہ بچوں کی حمایت کی ہے جبکہ کچھ نے آبادی پر کنٹرول کی ضرورت پر زور دیا ہے، یہاں کچھ اہم بیانات نقل کئے جاتے ہیں، اور یہ تمام بیانات اخبارات ومیڈیا میں پورے ملک سے دیکھا وسنا ہے۔

لالو پرساد یادو کا بیان

لالو پرساد یادو، راشٹریہ جنتا دل (RJD) کے بانی، نے مختلف مواقع پر زیادہ بچوں کی اہمیت پر زور دیا ہے، خاص طور پر بہار کے دیہی علاقوں میں۔وہ یہ بیان دیتے رہے ہیں کہ زیادہ بچے خاندان کے لئے

---

(۱) بحوالہ: العربیہ اردو

محنت کی قوت ہیں اور زرعی معیشت میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

رام ولاس پاسوان کا بیان

لوک جن شکتی پارٹی (LJP) کے بانی رام ولاس پاسوان نے بھی دیہی علاقوں میں زیادہ بچوں کی حمایت کی ہے، یہ کہتے ہوئے کہ زیادہ بچے خاندان کی اقتصادی صورتحال بہتر کرنے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔

یوگی آدتیہ ناتھ کا بیان

اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے ماضی میں زیادہ بچوں کی پیدائش کے بارے میں بیانات دیے ہیں، خاص طور پر ہندو آبادی میں اضافہ کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

ساکشی مہاراج کا بیان

بھارتیہ جنتا پارٹی (BJP) کے رکن پارلیمنٹ ساکشی مہاراج نے ہندو خواتین سے کہا ہے کہ وہ کم ازکم چار بچے پیدا کریں تاکہ ہندو آبادی کم نہ ہو۔

کثرتِ اولاد میں مشہور شخصیات

اگر موجودہ دور کے قد آور سیاسی لیڈروں خاص کر سنگھ پریوار سے جڑے ہوئے رہنماؤں کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو ان میں بہت سے وہ ہیں، جن کی بیویاں ایک سے زیادہ ہیں، اور بہت سے وہ ہیں کہ خود اُن کے خاندان میں بچوں کی پیدائش اچھی خاصی ہے، ایک سیاسی مقرر نے حال ہی میں علی الاعلان بتایا کہ واجپائی جی، یوگی آدتیہ ناتھ، امیت شاہ، نریندر مودی، اشوک سنگھل اور ہمنتا بسوا شرما کے سات بھائی بہن اور آر ایس ایس کے چیف موہن بھاگوت کے چار بھائی بہن ہیں، اور یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہی گئی اور ان میں سے کسی کو اس کی تردید کی جرأت نہیں ہوئی۔

دھرمیندر کے بچے

دھرمیندر کے چھ بچے ہیں- سنی دیول، بوبی دیول، وجیتا دیول، اجیتا دیول (پہلی بیوی پرکاش کور

سے)، اور ایشا دیول، آہانا دیول (دوسری بیوی ہیما مالینی سے)۔

لالو پرساد یادو کے بچے

بہار کے سابق وزیر اعلیٰ اور راشٹریہ جنتا دل (RJD) کے بانی، نو بچے ہیں: سات بیٹیاں اور دو بیٹے۔

ہندوستانی تاجروں میں زیادہ بچوں والے افراد

ہندوستانی تاجروں میں زیادہ بچے والے چند غیر مسلم افراد کے نام شمار کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ زیادہ بچے جنم دینے کا غیر ضروری الزام مسلمانوں پر دینا حقائق سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

ویرو دھیرو بھائی امبانی کے چار بچے

دھیرو بھائی امبانی، جو بھارت کے مشہور صنعت کار اور ریلائنس انڈسٹریز کے بانی ہیں، کے چار بچے ہیں۔ ان کے بچوں کے نام اور مختصر تعارف درج ذیل ہیں:

۱۔ مُکیش امبانی (Mukesh Ambani): مکیش امبانی دھیرو بھائی امبانی کے بڑے بیٹے ہیں۔ وہ ریلائنس انڈسٹریز کے چیئرمین اور منیجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ مکیش امبانی بھارت کے سب سے امیر اور دنیا کے سب سے امیر ترین افراد میں شامل ہیں۔

۲۔ انیل امبانی (Anil Ambani): انیل امبانی دھیرو بھائی امبانی کے دوسرے بیٹے ہیں۔ وہ ریلائنس گروپ کے چیئرمین ہیں، جو کہ ریلائنس انیل دھیرُ بھائی امبانی گروپ (ADAG) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، انیل امبانی مختلف کاروباری شعبوں میں شامل ہیں جیسے کہ ٹیلی کام، بجلی، اور انٹرٹینمنٹ۔

۳۔ دیپتی سلگاؤکر (Deepti Salgaonkar): دیپتی سلگاؤکر دھیرو بھائی امبانی کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے دِلیپ سلگاؤکر سے شادی کی ہے، جو کہ ایک مشہور صنعت کار ہیں۔

۴۔ نینا کوٹھاری (Nina Kothari): نینا کوٹھاری دھیرو بھائی امبانی کی دوسری بیٹی ہیں۔ ان کی شادی بھارتی کوٹھاری سے ہوئی تھی، جو کہ کوٹھاری گروپ کے بانی ہیں۔ یہ چار بچے دھیرو بھائی امبانی کی وراثت کو آگے بڑھا رہے ہیں اور مختلف شعبوں میں ان کے کاروبار کو وسعت دے رہے ہیں۔

رامیشورداس بجاج کے چار بچے

رامیشورداس بجاج، جوکہ بھارتی صنعت کاراور بجاج گروپ کے بانی ہیں، کے چار بچے تھے۔ان کے بچوں کے نام اور مختصر تعارف درج ذیل ہیں:

۱۔کمل نین بجاج (Kamalnayan Bajaj): کمل نین بجاج رامیشورداس بجاج کے بڑے بیٹے تھے،انہوں نے بجاج گروپ کو کامیابی کی بلندیوں تک پہنچایااور مختلف کاروباری شعبوں میں اس کی وسعت کی۔

۲۔رام کرشن بجاج (Ramkrishna Bajaj):رام کرشن بجاج رامیشورداس بجاج کے دوسرے بیٹے تھے۔وہ بھی بجاج گروپ کے مختلف کاروباری سرگرمیوں میں شامل رہے اور اس کی ترقی میں اہم کردارادا کیا۔

۳۔مادھولال بجاج (Madhur Bajaj):مادھولال بجاج رامیشورداس بجاج کے تیسرے بیٹے تھے۔وہ بھی بجاج گروپ کے کاروبار میں شامل رہے اور اس کی ترقی میں حصہ لیا۔

۴۔سومیترا بجاج (Sumitra Bajaj):سومیترا بجاج رامیشورداس بجاج کی بیٹی تھیں۔ان کے بارے میں معلومات محدود ہیں،لیکن وہ بجاج خاندان کا حصہ تھیں۔

رامیشورداس بجاج کے یہ بچے ان کی وراثت کو آگے بڑھارہے ہیں اور بجاج گروپ کو کامیابی کی نئی بلندیوں تک پہنچارہے ہیں۔بجاج گروپ بھارت کے سب سے بڑے اور معروف صنعتی گروپوں میں سے ایک ہے،جو مختلف شعبوں میں کاروبار کرتا ہے جیسے کہ آٹوموبائل،الیکٹریکل،اور مالیاتی خدمات۔

چودھری دیوی لال کے پانچ بچے

چودھری دیوی لال، جو بھارت کے ایک اہم سیاستدان اور ہریانہ کے دو مرتبہ وزیر اعلیٰ رہے، (1914-2001) چودھری دیوی لال بھارت کے ایک اہم سیاستدان تھے،انہوں نے بھارتی سیاست میں کسانوں اور غریبوں کے حقوق کے لیے اہم کردارادا کیا،انہیں" تاؤ" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، جو

ہریانہ کی عوام میں ان کی محبت کا اظہار ہے۔ پانچ بچے تھے۔ ان کے بچوں کے نام اور مختصر تعارف درج ذیل ہیں: بیٹے:

.1 اوم پرکاش چوٹالہ(Om Prakash Chautala): اوم پرکاش چوٹالہ دیوی لال کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ وہ ہریانہ کے وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ وہ انڈین نیشنل لوک دل (INLD) کے صدر بھی رہے ہیں اور ہریانہ کی سیاست میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔

۲۔ رانا چوٹالہ(Ranjit Singh Chautala): رانا چوٹالہ بھی ایک سیاستدان ہیں۔ انہوں نے مختلف سیاسی عہدوں پر خدمات انجام دی ہیں اور ہریانہ کی سیاست میں فعال ہیں۔

بیٹیاں: دیوی لال کی تین بیٹیاں تھیں:

۳۔ شردا چوٹالہ(Sharda Chautala) ۴۔ کامرانی چوٹالہ(Kamla Chautala)

۵۔ پرکاشو چوٹالہ(Prakash Chautala)

لال بہادر شاستری کے چھ بچے

لال بہادر شاستری، بھارت کے دوسرے وزیر اعظم، کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ ان کے بچوں کے نام اور مختصر تعارف درج ذیل ہیں:

پہلے بیٹے سونیل شاستری (Sunil Shastri): سونیل شاستری ایک بھارتی سیاستدان ہیں اور بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے رکن ہیں۔ انہوں نے مختلف سیاسی اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لیا ہے۔

دوسرے بیٹے انو شاستری (Anil Shastri): انو شاستری ایک بھارتی سیاستدان ہیں اور انڈین نیشنل کانگریس (کانگریس پارٹی) کے رکن ہیں۔ انہوں نے لوک سبھا (بھارتی پارلیمنٹ کا ایوان زیریں) میں بھی خدمات انجام دی ہیں۔ بیٹیاں:

۱۔ کچھومیلا چترویدی(Kusum Chaturvedi)

۲۔ سمن گپتا(Suman Gupta)

۳۔ ہیملا پندے(Hemlata Pandey)

۴۔سیتاشاستری (Sita Shastri)

ڈاکٹر راجندر پرساد بھارت کے پہلے صدر کے پانچ بچے

ہندوستان کے تمام صدور میں، ڈاکٹر راجندر پرساد (Dr. Rajendra Prasad) پانچ برس کی عمر میں ان کے والدین نے انھیں ایک مولوی کی شاگردی میں دے دیا تاکہ وی فارسی زبان، ہندی زبان اور حساب سیکھ سکیں۔رسمی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انھیں ضلع اسکول میں داخلہ دلوایا گیا۔ جون1896ءمیں 12 سال کی عمر میں ان کی شادی راج ونشی دیوی سے ہوگئی۔وہ اپنے بھائی کے ساتھ ٹی کے گھوش اکیڈمی پٹنہ گئے۔انھوں نے (کلکتہ یونیورسٹی) کا داخلہ امتحان امتیازی نمبرات سے پاس کیا اور انھیں 30روپیہ ماہانہ وظیفہ ملنے لگا۔ بعد میں ہندوستان کے پہلے صدر (مدت1950 :-1962) معروف آزادی کے رہنما اور بھارتیہ آئین ساز اسمبلی کے صدر، پانچ بچوں کے والد :دو بیٹے (مراری بابو اور تریلوکی ناتھ) اور تین بیٹیاں۔

ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کے ۱۵ر بھائی بہن

بھارت میں زیادہ بچوں والے ڈاکٹر، اگر ہم تاریخی شخصیات کی بات کریں، تو ڈاکٹرز میں زیادہ بچوں کی مثال ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر (Dr. B.R. Ambedkar) کے خاندان سے دی جاسکتی ہے۔ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر بھارت کے پہلے قانون ساز اور آئین کے بانی دلتوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے والے عظیم لیڈران کے 15 بہن بھائی تھے کل 14 بہن بھائی اور ڈاکٹر امبیڈکر، یہاں بات ڈاکٹر امبیڈکر کے والدین کی ہو رہی ہے، جن کے 15 بچے تھے۔

رابندرناتھ ٹیگور پانچ بچوں کے والد

بنگالی زبان کے نوبل انعام یافتہ شاعر، فلسفی اور افسانہ و ناول نگار رابندرناتھ ٹیگور جن کا اصل نام رویندرناتھ ٹھاکر ہے۔آپ 1861ءمیں کلکتہ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم کلکتہ میں ہی حاصل کی۔ان کی پہلی کتاب

صرف 17 برس کی عمر میں منظر عام پر آئی۔ پھر قانون کی تعلیم حاصل کرنے کی خاطر 1878ء میں انگلستان گئے، ڈیڑھ سال بعد ڈگری لیے بغیر لوٹ آئے اور اپنے طور پر پڑھنے لکھنے اور اپنی شخصیت کو پروان چڑھانے میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران میں کئی افسانے لکھے اور شاعری کی جانب بھی توجہ دی۔ ٹیگور نے زیادہ تر چیزیں بنگالی زبان میں لکھیں۔ 1883 میں ان کی شادی مرنالینی دیوی سے ہوئی اور ان سے پانچ بچے پیدا ہوئے 1901ء میں بولپور بنگال کے مقام پر شانتی نکتین کے نام سے مشرقی اور مغربی فلسفے پر ایک نئے ڈھنگ کے مدرسہ کی بنیاد ڈالی، جس نے 1921ء میں یونیورسٹی کی شکل اختیار کی۔ شانتی نکیتن میں اپنی بنگالی تحریروں کا انگریزی میں ترجمہ کیا، جس کے باعث ان کی مقبولیت دوسرے ملکوں میں پھیل گئی۔ یورپ، جاپان، چین، روس، امریکا کا کئی بار سفر کیا۔ 1913ء میں ادب کے سلسلے میں نوبل پرائز ملا۔ اور 1915ء میں برطانوی حکومت ہند کی طرف سے ''سر'' کا خطاب دیا گیا۔ ٹیگور نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں کم و بیش پوری متمدن دنیا کا دورہ کیا اور لیکچر بھی دیے۔ 1930ء میں ''انسان کا مذہب'' کے عنوان سے لندن میں کئی بلند پایہ خطبات مما لک اور نیویارک میں اپنی ان تصاویر کی نمائش کی۔ جو 68 برس کی عمر کے بعد بنائی تھیں۔ تین ہزار گیت مختلف دھنوں میں ترتیب دیے۔ بے شمار نظمیں لکھیں، مختصر افسانے لکھے۔ چند ڈرامے بھی لکھے۔ ہندوستان کی کئی جامعات اور آکسفورڈ یونیورسٹی نے آپ کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی۔ آپ کو بنگالی زبان کا شیکسپیئر بھی کہتے ہیں۔

بارک حسین اوباما ۸ بچوں کے والد

ایک امریکی وکیل مصنف اور سیاست دان ہیں جنھوں نے 2009 سے 2017 تک ریاستہائے متحدہ کے 44ویں صدر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ڈیموکریٹک پارٹی کے رکن، وہ متحدہ میں پہلے افریقی نژاد امریکی صدر تھے۔ اوباما ہونولولو، ہوائی میں 4 اگست 1961ء کو پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے کولمبیا یونیورسٹی سے 1983 میں پولیٹیکل سائنس میں بیچلر آف آرٹس کی ڈگری حاصل کی اور بعد میں شکاگو میں کمیونٹی آرگنائزر کے طور پر کام کیا۔ 1988 میں، اوباما نے ہارورڈ لاء اسکول میں داخلہ لیا، جہاں وہ ہارورڈ لاء ریویو کے پہلے سیاہ فام صدر تھے۔ وہ شہری حقوق کے وکیل بن گئے اور 1992 سے 2004 تک شکاگو

یونیورسٹی کے لاء سکول میں آئینی قانون کی تعلیم دیتے ہوئے اکیڈمک بن گئے۔انہوں نے انتخابی سیاست میں بھی حصہ لیا۔اوباما نے 1997 سے 2004 تک الینوائے سینیٹ میں 13ویں ضلع کی نمائندگی کی، جب وہ کامیابی کے ساتھ امریکی سینیٹ کے لیے انتخاب لڑے۔اوباماصدارتی انتخابات میں ریپبلکن پارٹی کے نامزد امیدوار جان مکین کوشکست دے کر صدر منتخب ہوئے اور 20 جنوری 2009 کوافتتاح کیا گیا۔نو ماہ بعد انہیں 2009 کا نوبل امن انعام یافتہ نامزد کیا گیا،ان کے والد باراک حسین اوباماسینئر نے تین شادیاں کی جس ان کے 8 بچے تھے ان میں سے ایک بارک اوباما ہے۔

ڈونلڈ جان ٹرمپ کے پانچ بھائی بہن،اور خود کے بھی چھ بچے

ایک امریکی سیاست دان، میڈیا شخصیت، اور تاجر ہیں جنہوں نے 2017 سے 2021 تک ریاستہائے متحدہ کے 45ویں صدر کےطور پر خدمات انجام دیں ٹرمپ 14 جون، 1946 کو کوئنز، نیو یارک سٹی، یو ایس میں پیدا ہوئے ٹرمپ نے 1968 میں یونیورسٹی آف پنسلوانیا سے معاشیات میں بیچلر آف سائنس کی ڈگری حاصل کی۔ان کے والد نے انہیں 1971 میں اپنے ریئل اسٹیٹ کے کاروبار کا صدر نامزد کیا۔ٹرمپ نے اسے ٹرمپ آرگنائزیشن کا نام دیا اور کمپنی کو فلک بوس عمارتوں، ہوٹلوں، کیسینو، اور تعمیر ومرمت کی طرف دوبارہ موڑ دیا۔گولف کورس. بیسویں صدی کے آخر میں کاروباری ناکامیوں کے ایک سلسلے کے بعد، اس نے کامیابی کے ساتھ سائیڈ وینچرز کا آغاز کیا، زیادہ تر ٹرمپ کے نام کا لائسنس۔ 2004 سے 2015 تک، اس نے ریئلٹی ٹیلی ویژن سیریز The Apprentice کی مشترکہ پروڈکشن اور میزبانی کیٹرمپ نے 2016 کے صدارتی انتخابات میں ڈیموکریٹک پارٹی کی امیدوار ہلیری کلنٹن کے خلاف ریپبلکن پارٹی کے امیدوار کے طور پر کامیابی حاصل کی،ٹرمپ کی تین بیویاں ایوانا زیلنیکو وامارلا میپلز میلانیا کناؤس تھے اور چھے بچے تھے ڈونلڈ، جونیئر، ایوانکا، ایرک، ٹفنی، بیرن۔

یوگی آدتیہ ناتھ سات بھائی بہن

یوگی آدتیہ ناتھ (پیدائشی نام اجے موہن بشٹ)ایک بھارتی سنیاسی اور ہندوقوم پرست سیاست دان

ہے اجے موہن بشٹ کشتریہ خاندان میں 5 جون 1972ء کو پنچر گاؤں، پوڑی گڑھوال، اتر پردیش (موجودہ اتراکھنڈ) میں پیدا ہوئے۔ان کے والد آنند سنگھ بشٹ مہتمم جنگلات (Divisional Forest Officer یا DFO)) تھے وہ چار بھائیوں اور تین بہنوں میں دوسرے نمبر پر ہیں انھوں نے اتراکھنڈ کی ہیموتی نندن بہوگنا گڑھوال یونیورسٹی سے ریاضی میں بیچلرز مکمل کیا۔انھوں نے 1990ء کی دہائی میں ایودھیا رام مندر تحریک میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے اپنا گھر چھوڑ دیا۔ وہ گورکھ ناتھ مٹھ کے سربراہ پنڈت،مہنت اویدیہ ناتھ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران کے شاگرد بن گئے۔مہنت اویدیہ ناتھ نے اجے موہن بشٹ کو'یوگی آدتیہ ناتھ کانام دیااوراپنا جانشین مقرر کیا۔گورکھپور میں رہتے ہوئے آدتیہ ناتھ اپنے آبائی گاؤں اکثر جایا کرتے، انھوں نے وہاں سنہ 1998ء میں ایک اسکول قائم کیا تھا۔وہ 1998ء سے 2014ء تک لگاتار پانچ مرتبہ گورکھپور حلقہ اتر پردیش سے پارلیمان کے رکن رہ چکے ہیں۔بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) نے 2017ء کے ریاستی اسمبلی انتخابات جیتنے کے بعد انھیں وزیر اعلیٰ نامزد کیا تھا۔

نریندر دامودرداس مودی کے چھ بھائی بہن

نریندر دامودرداس مودی ایک ہندوستانی سیاست دان ہے جس نے ہندوستان کے 14ویں وزیر اعظم بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) اورراشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) رکن ہیں مودی کی پیدائش 17 ستمبر 1950ء کو گجرات کے وڈنگر مہسانہ ضلع میں ایک غریب خاندان میں ہوئیوہ دامودرداس مول چند مودی اور ہیرابین مودی کے ہاں پیدا ہونے والے چھ بچوں میں سے تیسرے تھے۔ان کے والد دامودرداس ریلوے اسٹیشن پر چائے بیچتے تھے اور والدہ ہیرابین گذر بسر میں مدد کے لیے لوگوں کے گھروں میں کام کرتی تھیں۔بچپن میں خود نریندر مودی اپنے والد کے ساتھ ٹرینوں میں چائے بیچا کرتے تھے۔ 18 سال کی عمر میں، ان کی شادی جشودابین مودی سے ہوئی، جسے انھوں نے جلد ہی چھوڑ دیا، صرف چار دہائیوں بعد جب قانونی طور پر ایسا کرنے کی ضرورت پڑی تو اسے عوامی طور پر تسلیم کیا۔مودی 1971 میں گجرات میں آر ایس ایس کے کل وقتی کارکن بن گئے۔آر ایس ایس نے انہیں 1985 میں بی جے پی میں تفویض کیا اور وہ 2001 تک پارٹی کے تنظیمی ڈھانچے میں کئی عہدوں پر فائز ہوتے ہو جنرل

سکریٹری کے عہدے تک بڑھے۔ 2001 میں مودی کو گجرات کا وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا مودی 2001 سے 2014 تک گجرات کے وزیر اعلیٰ وارانسی ممبر پارلیمنٹ رہے کو وند نے حلف لیا۔بھارتیہ جنتا پارٹی کی زیر قیادت 2014 کے لوک سبھا انتخابات میں بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کرنے کے بعد،مودی نے 26 مئی 2014 کو ہندوستان کے وزیر اعظم (پی ایم) کے طور پر حلف لیا۔

سبھاس چندر بوس کے ۱۳ربھائی بہن

جنوری 1897- 18 اگست 1945) ایک ہندوستانی قوم پرست ہندوستان میں برطانوی اتھارٹی کی خلاف ورزی نے انہیں بہت سے ہندوستانیوں نے ایک ہیرو بنا دیا تھا،برطانوی راج کے دوران اڑیسہ کے ایک بڑے بنگالی خاندان میں دولت اور استحقاق میں پیدا ہوئے تھے ان کے والد جانکی ناتھ بوس اور ماں پربھابتی بوس ہے سبھاش چندر بوس کے 13 بھائی بہن ہے۔ 1921 میں ہندوستان واپس آ کر،بوس نے مہاتما گاندھی اور انڈین نیشنل کانگریس کی قیادت میں قوم پرست تحریک میں شمولیت اختیار کی بوس 1938 میں کانگریس کے صدر بنے 18 اگست 1945 کو جاپانی تائیوان میں ان کا طیارہ گر کر تباہ ہو گیا۔

پامولاپرتھی وینکٹا نرسمہا راؤ کے آٹھ بچے

پامولاپرتھی وینکٹا نرسمہا راؤ، جو پی وی نرسمہا راؤ کے نام سے مشہور ہیں،ایک ہندوستانی وکیل، مدبر اور سیاست دان تھے اس وقت ریاست حیدرآباد کا حصہ) کے ورنگل ضلع نرسمپیٹ منڈل کے لکنی پلی گاؤں میں ایک تیلگو نیوگی برہمن خاندان میں پیدا ہوئے۔ان کے والد سیتارام راؤ اور ماں رکما بائی کا تعلق زرعی گھرانوں سے تھا۔بعد میں،اسے پامولاپرتھی رنگاراؤ اور رکمنما نے گود لے لیا اور اسے تین سال کی عمر میں تلنگانہ کے موجودہ ہنم کونڈہ ضلع کے بھیما دیورپلے منڈل کے ایک گاؤں ونگارا لایا گیا۔عثمانیہ یونیورسٹی وہ حیدرآباد ریاست میں 1930 کی دہائی کے آخر میں وندے ماترم تحریک کا حصہ تھے۔بعد میں وہ ہسلوپ کالج گئے،جو اب ناگپور یونیورسٹی کے تحت ہے،جہاں اس نے قانون میں ماسٹر ڈگری مکمل کی۔انہوں نے

یونیورسٹی آف بمبئی (اب ممبئی) کے پونے کے فرگوسن کالج سے قانون کی تعلیم مکمل کی 1931 میں، 10 سالہ نرسمہا راؤ کی شادی اس کی اپنی عمر کی لڑکی ستیہما سے ہوئی، جو اس کی اپنی برادری سے تعلق رکھتی تھی اور اسی طرح کے پس منظر کے خاندان سے تعلق رکھتی تھی ان کی شادی ساری زندگی رہی محترمہ ستیاما کا انتقال یکم جولائی 1970 کو ہوا۔اس جوڑے کے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں انہوں نے 1991 سے 1996 تک ہندوستان کے 9ویں وزیر اعظم کے طور پر خدمات انجام دیں۔وہ جنوب کے پہلے شخص تھے۔ وہ خاص طور پر 1991 کے معاشی بحران کے دوران ریاست کو دیوالیہ ہونے سے بچانے کے لیے منموہن سنگھ کو وزیر خزانہ کے طور پر بھرتی کر کے ہندوستان کی معیشت میں مختلف لبرل اصلاحات متعارف کرانے کے لیے جانے جاتے ہے۔مستقبل کے وزرائے اعظم، اٹل بہاری واجپائی اور منموہن سنگھ نے راؤ کی حکومت کی طرف سے شروع کی گئی اقتصادی اصلاحات کی پالیسیوں کو جاری رکھا۔راؤ کو ایک ایسے وقت میں جب وہ ایک اقلیتی حکومت کی سربراہی کر رہے تھے، پارلیمنٹ کے ذریعے اقتصادی اور سیاسی قانون سازی کرنے کی صلاحیت کے لیے انہیں چانکیہ کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔

لتا منگیشکر کے پانچ بھائی بہن

لتا منگیشکر 28 ستمبر 1929ء کو اندور بھارت میں پیدا ہوئیں۔ان کے والد دینا ناتھ منگیشکر بھی گلوکار اور اداکار تھے 1927 میں دینا ناتھ اور شیونتی کی شادی ہوئی، دینا ناتھ کے پانچ بچے تھے: لتا، مینا، آشا، اوشا، اور ہردینا تھ۔۔ چنانچہ وہ شروع سے ہی گلوکاری کی طرف مائل تھیں۔موسیقار غلام حیدر نے ان کی حوصلہ افزائی کی اس کے بعد وہ کامیابی کی بلندیوں کی طرف روانہ ہوگئیں ان کا نام 25 ہزار سے زیادہ گانے دنیا کی مختلف زبانوں میں گانے کے بعد گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں شامل کیا گیا۔ بک کے مطابق وہ دنیا میں سب سے زیادہ گانے ریکارڈ کرانے والی گلوکارہ ہیں 8 جنوری 2022ء کو کورونا کے سبب لتا منگیشکر کو ممبئی کے بریچ کینڈی ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔[بعمر 92 برس بوجہ کورونا وائرس ممبئی میں 6 فروری 2022ء کو چل بسیں۔

ایکٹرراج کپور کے پانچ بچے

راج کپور(ولادت :شری شتی ناتھ کپور، 14دسمبر1924ء-وفات 2 :جون1988ء)بھارتی فلمی اداکار، پروڈیوسر اور بھارتی سینما کے ہدایت کارتھے۔پشاور میں پیدا ہوئے۔فلموں میں 'کلیپ بوائے' کے طور پر اپنی فنی زندگی کا آغاز کرنے والے راج کپور نے نہ صرف اپنے والد پرتھوی راج کپور کی فنی وراثت کے دباؤ میں اپناتخلیقی سفر طے کیابلکہ اس میں اپنے لیے ایک مقام کی تراش خراش بھی کرڈالی۔ شروع ہی سے بغیرکسی تعصب اور بغض کے مقبول عام اندازکواختیار کرکے وہ چار دہائیوں تک فلم کے افق پر اداکاراور ہدایت کارکےطور پرراج کرتے رہے۔ 12مئی 1946 کوراج کپورنے کرشاملہوترا سے شادی کی۔راج اور کرشا کپور کے پانچ بچے تھےان کی فلمیں ایشیا،مشرق وسطیٰ،کیریبین،افریقہ اورسوویت بلاک کے کچھ حصوں میں عالمی تجارتی کامیابیاں تھیں۔فنون لطیفہ میں ان کی خدمات کے لیےحکومت ہند نے انہیں 1971 میں پدم بھوشن سے نوازا۔سنیما میں ہندوستان کا سب سے بڑاایوارڈ،داداصاحب پھالکے ایوارڈ،انہیں 1987 میں حکومت ہند نے دیا تھا۔

فیمِل فریڈم فائٹرسروجنی نائیڈوکے آٹھ بھائی بہن

سروجنی نائیڈوایک ہندوستانی سیاسی کارکن اورشاعرہ تھیں جنہوں نے ہندوستان کی آزادی کے بعدمتحدہ صوبوں کے پہلے گورنر کے طور پر خدمات انجام دیں۔انہوں نے برطانوی راج کے خلاف ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں اہم کردارادا کیا۔وہ پہلی ہندوستانی خاتون تھیں جوانڈین نیشنل کانگریس کی صدربنیں سروجنی نائیڈو 13فروری 1879 کوحیدرآباد میں اگورناتھ چٹوپادھیائے کے ہاں پیدا ہوئیں۔اس کے والد کاتعلق برہمن گاؤں،بکرم پور،ڈھاکہ،بنگال(اب بنگلہ دیش میں ہے)سے تھا۔اس کے والد بنگالی برہمن اورنظام کالج کے پرنسپل تھے۔انہوں نے ایڈنبرایونیورسٹی سے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔اس کی والدہ نے بنگالی میں شاعری لکھی تھی۔وہ آٹھ بہن بھائیوں میں سب سے بڑی تھیں نائیڈو نے مدراس،لندن اورکیمبرج میں تعلیم حاصل کی۔برطانیہ میں اپنے وقت کے بعد،جہاں اس نے بطور رائے

دہندگان کام کیا، وہ ہندوستان کی آزادی کے لیے کانگریس پارٹی کی جدوجہد کی طرف راغب ہوئیں۔وہ قومی تحریک کا حصہ بن گئیں اور مہاتما گاندھی اوران کے سوراج (خود حکمرانی) کے خیال کی پیروکار بن گئیں۔وہ 1925 میں کانگریس کی صدر مقرر ہوئیں اور جب ہندوستان نے اپنی آزادی حاصل کی تو 1947 میں متحدہ صوبوں کی گورنربنیں۔نائیڈو کا انتقال 2 مارچ 1949 (آئی ایس ٹی) لکھنؤ کے گورنمنٹ ہاؤس میں دل کا دورہ پڑنے سے ہوا۔

بھگت سنگھ کے ۷ ربھائی بہن

بھگت سنگھ سوشلسٹ انقلاب کا حامی تھے بھگت سنگھ 27 ستمبر 1907 کو ایک پنجابی سکھ خاندان میں پیدا ہوا تھا پنجاب کے لائل پور ضلع کے گاؤں بنگا میں جو اس وقت برطانوی ہندوستان تھا اور آج پاکستان ہے۔وہ سات بچوں میں دوسرے تھے چار بیٹے اور تین بیٹیاں- ودیاوتی اوراس کے شوہر کشن سنگھ سندھو کے ہاں پیدا ہوئے۔ بھگت سنگھ کے والد اوران کے چچا اجیت سنگھ ترقی پسند سیاست میں سرگرم تھے،انہوں نے 1907 میں کینال کالونائزیشن بل اور بعد میں 1914- 1915 کی غدر تحریک میں حصہ لیا۔1921ء میں اسکول چھوڑ دی اور نیشنل کالج میں تعلیم شروع کی۔ 1927ء میں لاہور میں دسہرہ بم کیس کے سلسلے میں گرفتار ہوئے ضمانت پر رہائی کے بعد نوجوان بھارت سبھا بنائی اور پھر انقلاب پسندوں میں شامل ہو گئے۔دہلی میں عین اس وقت، جب مرکزی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا تھا انھوں نے اور بٹوکیشور دت (بی کے دت) نے اسمبلی ہال میں دھماکا پیدا کرنے والا بم پھینکا۔دونوں گرفتار کر لیے گئے۔عدالت نے عمر قید کی سزا دی۔

پہلا امریکی صدر جارج واشنگٹن کے چھ بھائی بہن

جارج واشنگٹن (22 فروری، 1732- 14 دسمبر،1799) ایک امریکی بانی،فوجی افسر،اور سیاست دان تھے جنہوں نے 1789 سے 1797 تک ریاستہائے متحدہ کے پہلے صدر کے طور پر خدمات انجام دیں. جس نے ریاستہائے متحدہ کے آئین کا مسودہ تیار کیا اوراس کی توثیق کی اور امریکی وفاقی حکومت قائم کی۔اس لئے واشنگٹن کو عام طور پر''اپنے ملک کا باپ'' کہا جاتا ہے جارج واشنگٹن 22

فروری 1732 کو ویسٹ مورلینڈ کاؤنٹی ورجینیا میں پوپس کریک میں پیدا ہوئے۔ وہ آگسٹین اور میری بال واشنگٹن کے چھ بچوں میں سے پہلا تھا۔ اس کے والد ایک انصاف پسند اور ایک ممتاز عوامی شخصیت تھے جن کے جین بٹلر سے پہلی شادی ہوئی ان سے چار بچے تھے 14 دسمبر 1799 (عمر 67 سال) میں ماؤنٹ ورنن، ورجینیا، امریکہ میں مرگئے واشنگٹن کو ماؤنٹ ورنن میں واشنگٹن فیملی والٹ میں دفن کیا گیا۔ اس کی موت کے وقت، اس کی جائیداد کی مالیت 1799 میں اندازاً $780,000 تھی، جو کہ 2023 میں $ 14.29 ملین کے برابر تھی۔ واشنگٹن نے 37 مختلف مقامات پر 65,000 ایکڑ سے زیادہ اراضی پر قبضہ کیا۔

رام ناتھ کووند کے سات بھائی بہن

رام ناتھ کووند ایک ہندوستانی سیاست دان اور وکیل ہیں جنہوں نے 2017 سے 2022 تک ہندوستان کے 14 ویں صدر کے طور پر۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے رکن ہیں رام ناتھ کووند کی پیدائش اتر پردیش کے کانپور ضلع کی (موجودہ میں کانپور دیہات ضلع)، تحصیل ڈیراپور کے ایک چھوٹے سے گاؤں پرونکھ میں ہوئی تھی۔ رام ناتھ کووند 1 اکتوبر 1945 کو برطانوی راج کے دوران (موجودہ کانپور دیہات ضلع)، تحصیل ڈیراپور کے ایک چھوٹے سے گاؤں پرونکھ میں ایک دلت خاندان میں میکولال اور کلاوتی کے ہاں پیدا ہوئے، اتر پردیش کے کانپور دیہات ضلع کے پارونکھ گاؤں میں رہتے تھے وہ پانچ بھائیوں اور دو بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے، ان کے والد میکولال ایک دکان چلاتے تھے اور وہ ایک کسان اور مقامی ویدیا بھی تھے، وکالت کی ڈگری لینے کے بعد دہلی ہائی کورٹ میں وکالت کی ابتدا کی۔ وہ 1977ء سے 1979ء تک دہلی ہائی کورٹ میں مرکزی حکومت کے وکیل رہے۔ 1991ء وہ میں بھارتی جنتا پارٹی میں داخل ہو گئے۔ سال 1994ء میں اتر پردیش ریاست سے راجیہ سبھا کے لیے منتخب ہوئے۔ سال 2000ء میں دوبارہ اتر پردیش ریاست سے راجیہ سبھا کے لیے منتخب ہوئے۔ اس طرح کووند مسلسل 12 سال تک راجیہ سبھا کے رکن رہے۔ وہ بھارتیہ جنتا پارٹی کے قومی ترجمان بھی رہے۔ 8 اگست 2015ء کو بہار کے گورنر کے عہدے پر ان کا تقرر ہوا رام ناتھ کووند نے 25 جولائی 2017 کو ہندوستان کے 14 ویں صدر کے طور

پرحلف لیا۔ اپنی 5 سالہ مدت میں انہوں نے پانچ بار ہندوستان کی پارلیمنٹ سے خطاب کیا۔

پون کلیان کی تین شادیاں اور چار بچے

پون کلیان، جو ایک مشہور بھارتی فلمی اداکار اور سیاستدان ہیں، کی تین شادیاں ہو چکی ہیں، ان کی بیویاں درج ذیل ہیں:

۱۔ نندنی : پون کلیان کی پہلی بیوی نندنی تھیں۔ ان کی شادی 1997 میں ہوئی تھی۔ یہ شادی زیادہ عرصہ نہیں چل سکی اور 2008 میں ان کا طلاق ہوگیا۔

۲۔ رینو دیشائی: پون کلیان نے دوسری شادی 2009 میں رینو دیشائی سے کی۔ رینو دیشائی بھی ایک فلمی اداکارہ ہیں۔ اس شادی سے ان کے دو بچے ہیں :ایک بیٹا، اکیرانندن، اور ایک بیٹی، ادھیہ۔ 2012 میں ان کی طلاق ہوگئی۔

۳۔ اناّلیزنے وا: پون کلیان کی تیسری شادی 2013 میں روسی خاتون اناّلیزنے وا سے ہوئی۔ ان سے بھی پون کلیان کے دو بچے ہیں۔ پون کلیان کی شادیاں اور ان کی ذاتی زندگی ہمیشہ میڈیا کی توجہ کا مرکز رہی ہیں، یہ بھی مسلمانوں کے خلاف فلماتے ہیں، خود کی تین شادیاں اور چار بچے ہیں۔

اعتراض: یہ سب پرانے لوگوں کے قصّے ہیں؟

ایک غیر مسلم یوٹیوبر نے فلم ”ہمارے ۱۲“ کی حمایت کرتے ہوئے فالتو قسم کے تخیلات پیش کرنے لگا جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جن افراد کے بچے زیادہ ہونے کو شمار کیا جاتا ہے وہ سب ۱۹۵۰ء کے ہیں ،اس وقت بچے زیادہ جنم دینا عیب نہیں لیکن ۲۰۲۴ء میں زیادہ بچے غریبی کا سبب ہے۔

پہلی بات :اس نادان کو اتنا تک اندازہ نہیں کہ ملک بھارت ۱۹۵۰ء میں ترقی پر تھا یا آج ترقی پر ہے؟ ذرائع معاش اس وقت زیادہ تھے یا آج زیادہ ہیں؟ جب ذرائع معاش کی کمی میں زیادہ بچے جنم دینا برا نہیں تو ذرائع معاش کی کثرت اور وسائل کی بھرمار کی صورت میں عیب کیسے ہو جائے گا۔ اگر اِس وقت کی آبادی کا بڑھنا غربت کا سبب ہے تو ۱۹۵۰ء کے وقت کی آبادی کا بڑھنا بھی اُس وقت کے لحاظ

سے براتھا۔

دوسری بات : آخر کونسی کتاب کے حوالے سے ۱۹۵۰ء کی بڑھتی آبادی درست تھی اور ۲۰۲۴ء بڑھتی آبادی غلط ہے؟ کیااس پر کوئی قانون بنا؟ کیاپارلمنٹ کوئی بل اس متعلق پاس ہوا؟ پھر خود سے بڑھتی آبادی کو برابنا کر پیش کرنے کا حق انہیں کہاں سے حاصل ہوگیا؟۔

دوسرااعتراض: کثرتِ اولاد کی صورت میں غربت کاذمہ دارکون؟

دوسرافالتوتخیل یہ پیش کرتاہے کہ ”بچے تو اللہ کی دین ہے“ کہہ کر زیادہ جنم دینااور ”غریبی کوحکمرانوں کی طرف منسوب کرناکہاں کاانصاف ہے“ یعنی کثرتِ اولاد کی صورت میں آنے والی غربت کاحکمران ذمہ دارنہیں بلکہ خودوالدین ذمہ دارہیں، اِس کے لحاظ سے ذریعہ معاش کے مطابق بچے جنم دیناچاہئے ،بچوں کے مطابق ذریعہ معاش مہیا کرنے کی ذمہ داری حکمرانوں پر عائد نہیں ہوتی ہے۔

پروفیسر کولن کلارک کاجوابِ لاجواب

پہلاجواب: پروفیسر کولن کلارک نے ”کچھ معاشی مسائل پر عمومی تبصرہ“ کے عنوان سے لکھاہے:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ معاشی وجوہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ آبادی کے اضافہ کی رفتارکوکم کیاجائے یایہ کہ ایک جامد اور محدود آبادی اصل مطلوب ہے۔ مجھے ان میں سے کسی تجویز سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں۔ میرے خیال میں معاشی مفکرین کا کام یہ ہے کہ وہ بتائیں کہ معیشت کو آبادی کی ضرورتوں کے مطابق کیونکرڈھالا جائے نہ یہ کہ آبادی کومعیشت کے مطابق کس طرح تراشاخراشاجائے۔ والدین اپنے ضمیر اوراپنی پسند کے مطابق بچے پیدا کرتے ہیں اورانھیں مستقبل میں بھی ایساہی کرناچاہیے۔کسی معاشی مفکرکوخواہ وہ کتناہی عالم فاضل کیوں نہ ہو،اورکسی وزیراعظم کوخواہ وہ کتناہی طاقتورکیوں نہ ہو،یہ حق نہیں ہے کہ وہ والدین سے یہ کہے کہ ایساکرو،ہرگزنہیں بلکہ سارے حقوق دوسرے پلڑے میں ہیں۔ ہر باپ کو ضرور یہ حق حاصل ہے کہ وہ ماہرینِ معیشت اوروزرائے اعظم سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ معیشت کواس طرح منظم کریں کہ تمام لوگوں کوان کی

بنیادی ضروریات فراہم ہوجائیں‘‘۔(۱)

مذہبی عصبیت ومنافرت کا چشمہ لگا کر پیٹ پالنے کی خاطر یوٹیوب چلانے والے جاہل یوٹیوبر کی بات درست ہے یا اس مفکر کی بات درست ہے؟ میرے خیال میں جو جس حیثیت کا ہوگا اس کو اسکی بات درست لگے گی۔

دوسرا جواب: علاوہ ازیں کثرتِ اولاد کی وجہ غریبی اورفاقہ پورے دیش میں آئے گی یا جس کے گھر میں زیادہ بچے ہیں اس کے گھر میں آئے گی؟ کچھ بھی عقل ہے تو سمجھ سکتے ہیں کہ جس کے گھر میں بچے زیادہ ہیں اس کو پریشانی ہوگی، مگر ہم لوگ تو زیادہ بچوں کے ساتھ بھی خوش ہیں، سرکاری اسکوموں سے محروم ہوکر بھی راحت میں ہیں، حیرت ہے ان پر کہ ہمارے بچوں کی کثرت پر خود کے گھر میں غریبی کا خوف کھائے جارہا ہے؟ سرکاری اسکوموں کو لوٹ کر بھی پریشان ہیں۔

تیسرا جواب: کسی بھی دھارمک کتاب پر انگلی اٹھانے سے پہلے اپنی دھارمک کتاب بھی دیکھ لینا چاہئے، چنانچہ ’’گرڈا کرانتا‘‘ اشلوک: ۱۱۔ ۱۱۵, ۶۴۔ان تین اشلوک میں لکھا ہے کہ’’جس عورت کے آٹھ سال تک بچے نہ ہوں اسے چھوڑ دینا چاہئے، اور جس عورت کی صرف لڑکی ہوا سے گیارہ سال بعد چھوڑ دینا چاہئے یعنی عورت صرف بچے پیدا کرنے کی خاطر ہے، جبکہ اسلام کہیں ایسی تعلیم نہیں دیتا ۔’’رگوید‘‘ میں لکھا ہے کہ’’عورت کا کام بچے پیدا کرنا ہے، عورت کو چاہئے کہ دس بچے پیدا کرے‘‘۔

چوتھا جواب: منوسمرتی میں ہے کہ’’درحقیقت بہوؤں کو سسرال میں اس وقت تک قبول نہیں کیا جاتا جب تک وہ بیٹا پیدا نہ کریں۔ بیٹے خاندان کی نسل کو برقرار رکھتے ہیں‘‘۔(۲)

پاک وہند، اور بنگلہ دیش میں ہندو کیوں کم ہو رہے ہیں؟

تیسرا تخیل اس نے پیش کیا کہ ۱۹۵۰ء میں جس قدر ہندو، بھارت میں، پاکستان میں اور بنگلہ دیش میں

---

(۱) کولن کلارک رپورٹ: ص ۲:

(۲) Patrick Olivelle (2005), Manu's Code of Law, Oxford University Press, آئی ایس بی این page 111

تھے ۲۰۲۴ء میں وہ کہاں چلے گئے، ان کی تعداد کم کیوں ہوگئی؟ مسلمانوں کی اتنی کیوں بڑھ گئی؟

عقل و دانش رکھ والے سمجھ سکتے ہیں کہ اگران قوموں کا ریشو گھٹ گیا تو اس کا ذمہ دار مسلمان کیسے ہوگیا؟ تم نے منصوبہ بنایا کہ ''ہم دو ہمارے دو'' چھوٹی فیملی کے منصوبہ پر عمل کرنے کے نتیجہ میں اگر خاندان یا قوم گھٹ جاتی ہے تو یہ تمہارے کرتوتوں کا نتیجہ ہے، کیا ہمیں اختیار تھا کہ تمھاری فیملی کو ہم بڑھا کر دیتے؟ یہ تو تمھاری ذمہ داری تھی؟۔

زیادہ بچے ہونا غربت کا سبب ہونے کی دلیل

چوتھا اعتراض اس نے یہ کیا کہ ''زیادہ بچے ہونے کی وجہ سے چار بچے گھر میں تو چار بچے سڑک پر سوتے اور بھیک مانگتے ہیں'' اسکا ذمہ دار کون؟

۱۔اس کا تحقیقی جواب جاننے سے پہلے یہ غور کریں کیا جن کے گھر میں زیادہ بچے ہیں وہ سب اپنے آدھے بچوں کو سڑک پر سلاتے ہیں؟

۲۔کیا سڑک پر سونے والوں میں کوئی ہندو فیملی نہیں ہے؟

۳۔کیا بھیک مانگنے والوں میں ہندو افراد نہیں ہیں؟ افسوس جب بھیک مانگنا ہوتا تو غیر مسلم عورتیں رمضان وغیرہ کے موقع پر برقع پہن کر اور مرد ٹوپی لگا کر آجاتے ہیں، کیونکہ انہیں معلوم ہے، اس لباس والے خیرات بہت کرتے ہیں، غریبوں پر رحم بہت کرتے ہیں۔

۴۔مسجد کی سیڑھی پر غیر مسلم نظر آتے ہیں مگر مندر کی سیڑھی کبھی مسلمان فقیر بھی نظر آیا؟

۵۔غربت کی وجہ اگر کثرتِ اولاد ہے تو غیر مسلم غریب نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ وہاں بچے زیادہ نہیں ہیں؟ تو کیا غیر مسلموں میں غریب نہیں ہیں؟

۶۔غربت کی وجہ مسلمانوں کو ان کا سرکاری حق نہ دینے کی وجہ سے ہے یا کثرتِ اولاد کی وجہ سے؟ مسلمانوں کے اوقاف پر ناجائز قبضے کس نے کئے؟ اوقاف کی زمینوں پر بلڈنگ کس نے تعمیر کی؟

۷۔کیا غربت کی وجہ سے مسلمان غیر مسلموں سے گذر بسر کا انتظام کرنے کا مطالبہ کیا کبھی؟ پھر ان کی غربت پر غم کرنے کی ضرورت کیا پیش آئی؟ بیوائیں کس دھرم شالہ میں زیادہ ہیں؟

ہندوؤں میں 2000ء سے 2024ء تک غربت کا ریشو

بھارت میں غریبی ایک اہم سماجی اور اقتصادی مسئلہ ہے، جو مختلف مذاہب اور معاشرتی طبقات کو متاثر کرتی ہے، بشمول ہندو۔ غریبی کا تناسب وقت کے ساتھ ساتھ اقتصادی پالیسیوں، حکومتی اقدامات، اور سماجی تبدیلیوں کی وجہ سے بدلتا رہتا ہے، غریبی کے تناسب کے اعداد وشمار حاصل کرنے کے لئے مختلف حکومتی ادارے اور تحقیقی تنظیمیں وقتاً فوقتاً سروے اور مطالعات جاری کرتی ہیں۔ 2000 سے 2024 تک کے عرصے میں ہندوؤں میں غریبی کے تناسب کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

2004- :2005 نیشنل سیمپل سروے آفس (NSSO) کے مطابق، بھارت کی مجموعی آبادی کا تقریباً 37.2٪ حصہ غریبی کی لکیر سے نیچے (BPL) تھا۔ ہندوؤں میں یہ تناسب تقریباً 36٪ تھا۔

.20112- :2012 پلاننگ کمیشن آف انڈیا کی رپورٹ کے مطابق، بھارت کی مجموعی آبادی کا 21.9٪ حصہ غریبی کی لکیر سے نیچے تھا۔ ہندوؤں میں یہ تناسب تقریباً 22٪ تھا۔

2011 کے بعد، مختلف حکومتی اور غیر حکومتی تنظیموں نے غریبی کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والے لوگوں کے متعلق مختلف اعداد وشمار جاری کئے ہیں۔ 2024 تک کے تخمینے بھی دیے گئے ہیں، جو مختلف عوامل پر مبنی ہیں۔

نیشنل سیمپل سروے آفس (NSSO) کے اعداد وشمار:۔ 2017 :- :2018 نیشنل سیمپل سروے آفس (NSSO) کی رپورٹ کے مطابق، بھارت کی مجموعی آبادی کا تقریباً 21.9٪ حصہ غریبی کی لکیر سے نیچے تھا۔ ہندوؤں میں یہ تناسب تقریباً 22.7٪ تھا۔

ورلڈ بینک اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں کے اعداد وشمار:۔ ورلڈ بینک اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں کی رپورٹوں میں بھارت میں غریبی کے تناسب کے متعلق مختلف تخمینے پیش کیے گئے ہیں: ورلڈ بینک کی رپورٹ: 2019 کے ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق، بھارت میں غریبی کی شرح تقریباً 10٪ تھی۔ ہندوؤں میں یہ تناسب بھی تقریباً اسی کے آس پاس رہا۔

بھارت میں غریبی کا تناسب مختلف معاشرتی طبقات اور مذاہب کے درمیان مختلف ہوسکتا ہے، لیکن

عمومی طور پر ہندوؤں میں غریبی کا تناسب بھارت کی مجموعی آبادی کے غریبی تناسب کے قریب ہی ہے۔ 2000 سے 2024 تک کے عرصے میں حکومتی اقدامات اور اقتصادی پالیسیوں کی وجہ سے غریبی کے تناسب میں کمی آئی ہے، مگر ابھی بھی غریبی ایک اہم مسئلہ ہے۔

یہ اعداد و شمار مختلف سروے اور تحقیقی رپورٹس پر مبنی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ مختلف ہو سکتے ہیں۔ بھارت میں غریبی کو کم کرنے کے لئے حکومتی اقدامات اور سماجی پالیسیوں کی اہمیت ہے تاکہ ہر مذہبی اور سماجی طبقے کے لوگوں کو بہتر زندگی میسر آسکے۔

مسلمانوں میں 2000ء سے 2024ء تک غربت کا ریشو

بھارت میں مسلمانوں میں غریبی کا تناسب ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔ مختلف حکومتی اور غیر حکومتی سروے اور مطالعات مسلمانوں میں غریبی کی موجودگی اور اس کی شدت کو ظاہر کرتے ہیں۔ 2000 سے 2024 تک مسلمانوں میں غریبی کے تناسب کا تجزیہ درج ذیل ہے:

۱۔ سچر کمیٹی رپورٹ (2006) کے مطابق، مسلمانوں میں غریبی کی شرح ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے مقابلے میں زیادہ تھی، اس رپورٹ میں یہ بتایا گیا کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد غریبی کی لکیر کے نیچے زندگی گزار رہی تھی۔

۲۔ نیشنل سیمپل سروے آفس (NSSO) 2004 - 2005ء: اس مدت میں بھارت کی مجموعی آبادی کا تقریباً 37.2٪ حصہ غریبی کی لکیر سے نیچے تھا، جبکہ مسلمانوں میں یہ تناسب تقریباً 31٪ تھا۔

۳۔ نیشنل سیمپل سروے آفس (NSSO) 2011 - 2012ء: کے سروے کے مطابق، بھارت کی مجموعی آبادی کا 21.9٪ حصہ غریبی کی لکیر سے نیچے تھا۔ مسلمانوں میں یہ تناسب تقریباً 25٪ تھا، جو کہ ہندوؤں کے مقابلے میں زیادہ تھا۔

۴۔ 2017 - 2018 کے اعداد و شمار: نیشنل سیمپل سروے آفس (NSSO) کے مطابق، 2017 - 2018 میں مسلمانوں میں غریبی کی شرح تقریباً 30٪ تھی، جو کہ بھارت کی مجموعی آبادی کے غریبی تناسب سے زیادہ تھی۔

۵۔ورلڈ بینک اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں کے تخمینے 2019ء کے ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق، بھارت میں مجموعی غربی کی شرح تقریباً10٪ تھی۔مسلمانوں میں یہ شرح تقریباً20-25٪ کے درمیان ہوسکتی ہے۔غور کریں کہ ہندو اکثریت اور مسلم اقلیت میں دس تا بیس فیصد کا تناسب ہے۔

٦۔ملی تنظیموں کی رپورٹیں: مختلف ملی تنظیموں کی رپورٹوں کے مطابق،مسلمانوں میں غربی کی شرح کم کرنے کے لئے تعلیم،روزگاراور سماجی اصلاحات کی ضرورت پرزور دیا گیا ہے۔

بھارت میں مسلمانوں میں غربی کا تناسب ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے مقابلے میں زیادہ رہا ہے،اس سروے سے اندازہ ہوگیا کہ غربت دونوں مذاہب میں ہے،اگرچہ کم زیادہ ہو۔علاوہ ازیں یہ اعداد وشمار مختلف سروے،مطالعات اورر پورٹس پر مبنی ہیں اوروقت کے ساتھ ساتھ مختلف ہوسکتے ہیں۔

دوسری فصل

اصولی باتیں

موضوع شروع کرنے سے قبل کچھ بنیادی باتیں جان لینا بہت ضروری ہے،اس سے بہت سے مسائل حل ہوجاتے ہیں:

۱۔جس آدمی کی سوچ گندی ہوتی ہے وہ شخص اور ہراچھی بات میں گندہ خیال ہی رکھتا ہے،گندی سوچ والے کی مثال خنزیر کی ہے، پھولوں کے باغ میں بھی یہ گوبراور غلاظت ہی تلاش کرتا ہے،اسی طرح انسانوں میں بھی بعض لوگ ''خناس'' ہوتے ہیں،جو پاکیزہ کتاب وشخصیات میں بھی گندی نظر ہی رکھتے ہیں ۔کالا چشمہ لگانے والے کو پوری دنیا کالی ہی نظر آتی ہے۔

۲۔اسلام اللہ کا نازل کردہ دین ہے،انسانوں کی ایجادنہیں ہے،خداکے استعمال الفاظ سے قواعد بنتے ہیں نہ کہ خداکے استعمال کردہ الفاظ کوقواعد کی روشنی میں تولا جائے کسی بھی ملک کے قانونی الفاظ بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں تو خدائے تعالی کے قانونی الفاظ کس قدر اہمیت کے حامل ہوں گے، قانون کی توہین جرم ہےتو قانونی الفاظ کی توہین بھی جرم ہوگی۔

۳۔اسلام کی مخالفت ابتدائے زمانہ سے چلی آرہی ہے،البتہ شکلیں بدلتی رہی ہیں،کہیں اسلام کے خلاف کتابیں لکھی گئیں جومشہور بھی ہوئیں،اسلام دشمن طاقتیں موجودہ زمانہ میں فلموں کے ذریعہ بدنام کرنا چاہتے ہیں،مگر آج تک اسلام کواس سے کوئی فرق نہیں پڑا،البتہ مسلمانوں پراسکا اثر پڑا ہے،اتنی مخالفت کے بعد بھی اسلام ترقی کرتے جارہا ہے،اتنی مخالفت اگر دوسرے مذاہب کی ہوتی تو کبھی کے ختم ہوچکے ہوتے۔

۴۔انسانوں میں جہاں بہت سے لوگ اچھے ہوتے ہیں وہیں بعض لوگ پیدائشی طور پرگٹر کے کیڑے کی حیثیت کے ہوتے ہیں،انہیں ہرشخص میں گندگی ،اور ہرمذہب کی گندگی تلاش کرنے میں ہی لذّت حاصل ہوتی ہے،اسے اچھی باتوں میں مزہ نہیں آتا۔

۵۔فلم دیکھنے والے چار طرح کے ہیں:

۱۔مسلمان تعلیم یافتہ۔ ۲۔مسلمان غیر تعلیم یافتہ۔ ۳۔غیر مسلم تعلیم یافتہ۔ ۴۔غیر مسلم غیر تعلیم یافتہ۔ایسی فلموں سے دوسری قسم کے لوگ متاثر ہو سکتے ہیں، مگر انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ فلم سے تعلیم حاصل نہیں کی جاتی، اس کی مثال بیت الخلاء کے لوٹے سے شربت پینے کی طرح ہے۔

چوتھی قسم کے لوگ ایسی فلموں میں دلچسپی لیتے ہیں، اسلام مخالف فلمیں درحقیقت گندی اور گوبر دماغ والے لوگوں کے لئے ہوتی ہیں۔''الخبیثات للخبین''۔ کیونکہ مسلمانوں کو اس سے مذہبی تعلیمات کو سیکھنا تو نہیں ہے ،انہیں تو قرآن وحدیث سے دین سیکھنا ہے۔غیر مسلم اگر تعلیم یافتہ ہوں تو ان کے نزدیک فلم ایک تفریح کا ذریعہ،فلم سے کسی مذہب کے حقائق بیان نہیں کئے جاسکتے ،اور تعلیم یافتہ کی عقل صحیح وغلط کا فیصلہ کرنے کا ملکہ رکھتی ہے۔رہے غیر مسلم میں جو جاہل اور متشدد ہیں انہیں ایسے کاموں کے علاوہ کام ہی کیا رہا، اور ایسے لوگوں کی سماج میں کوئی حیثیت بھی نہیں ہوتی ہے۔

فلم بہترین ذریعہ ہے سماج میں بہتری لانے کا مگر..

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں'' آپ دور دور تک اپنی آواز بھی پہنچا سکتے ہیں، اپنے چہرے کے نقوش بھی اور مضمون کے اعتبار سے اپنے جسم کی حرکت بھی، اور یہ ہے ڈیجیٹل تصویروں کا وسیلہ؛ چنانچہ فلموں اور انٹرنیٹ پروگراموں کے ذریعہ آپ اپنی بات سمندر پار تک پہنچا سکتے ہیں اور شب وروز پہنچائی جارہی ہے۔

اگر اس قوت کا استعمال بہتر مقاصد کے لئے ہو تو دنیا خیر اور بھلائی سے معمور ہو جائے، سماج کی اصلاح، لوگوں کو اخلاق کے سانچے میں ڈھالنے، صالح معاشرہ کی تشکیل، اچھی باتوں کی ترغیب اور بری باتوں سے روکنے اور بچانے کا اس وقت شاید اس سے زیادہ مؤثر ذریعہ نہیں ہے؛ مگر افسوس کہ آج اس عظیم ٹیکنالوجی اور مفید وسیلہ کا استعمال خیر سے زیادہ شر کے لئے اور بھلائی سے زیادہ برائی کے لئے ہو رہا ہے، پہلے نفرت پیدا کرنے کے لئے غیبت کا سہارا لیا جاتا تھا، اور لوگ چپ چاپ کسی کی برائی بیان کرتے تھے، پھر اس کے لئے خفیہ میٹنگیں ہونے لگیں، جس میں سو پچاس افراد راز داری کے ساتھ سازشوں کے جال بُنا کرتے تھے،

پھر اس مقصد کے لئے دھواں دار تقریریں ہونے لگیں، بڑے بڑے جلسے منعقد ہونے لگے، خاص کر سیاسی طالع آزماؤں نے اپنی ناکارگی کو چھپانے کے لئے اس کا بہت استعمال کیا، اب اس مقصد کے لئے ریلیاں بھی کی جاتی ہیں، پرنٹ اور ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعہ اشتہارات بھی نشر کئے جاتے ہیں، جھوٹ پر مبنی فرضی ڈبیٹ بھی رکھے جاتے ہیں، اور علی الاعلان لوگوں کو محبت کے بجائے نفرت کی دعوت دی جاتی ہے۔

اب اس نفرت آمیز طرز عمل کو مزید مؤثر بنانے اور اس کے دائرہ کو وسیع کرنے کے لئے فلموں کا سہارا لیا جارہا ہے، نوجوان زیادہ فلم بینی کے شائق ہوتے ہیں، کوئی نوجوان دو گھنٹے خاموشی کے ساتھ بیٹھ کر تقریر نہیں سن سکتا؛ لیکن فلم دیکھ سکتا ہے؛ اس لئے اب من گھڑت اور نفرت انگیز کہانیوں کو بنیاد بنا کر فلمیں تیار کی جاتی ہیں، اس سے پہلے کشمیر اور کیرالا کے سلسلے میں سراسر جھوٹ پر مبنی فلمیں بنائی گئیں، خود سرکاری محکموں نے اس کے خلاف واقعہ ہونے کا اعتراف کیا؛ لیکن چوں کہ اس کا نشانہ مسلمان تھے، اور مسلمانوں کے خلاف ستر خون معاف ہیں؛ اس لئے حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی"۔(۱)

دنیا بھر کی فلمیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بنائی جانے کی وجہ

دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے میڈیا، فلم، اور ٹی وی سیریلیس میں جس طرح سے غیر ذمہ دارانہ اور جانبدارانہ رویہ اپنایا جارہا ہے، وہ سارے عالم کے مسلمانوں کے سامنے کئی ہزار فلموں، خبروں، اور ٹی وی سیریلیوں کی شکل میں موجود ہے، اسلام، مسلمان، اور مسلم ممالک پر کئی ایسی فلمیں بنائی جا چکی ہیں، جس سے مسلمانوں اور اسلام کا دور دور تک تعلق نہیں ہے۔

۱۔ کچھ فلم ساز یا تو جان بوجھ کر مسلمانوں کے خلاف سستی شہرت پانے۔

۲۔ کچھ فلم ساز پیسہ کمانے کی چکر میں ایسی گھٹیا فلم بناتے ہیں۔

۳۔ یا کچھ فلم ساز اظہار رائے کی آزادی کا سہارا لیکر بالخصوص مسلمانوں کے خلاف ایک سازش اور دشمنی کے بنیاد پر ایسی فلمیں بناتے ہیں۔

۴۔ اس کے علاوہ فلم سازوں کا ایک طبقہ جو اپنے آپ کو دانشور سمجھتا ہے، اور اسلام سے متعلق عدم

---

(۱) شمع فروزاں، ۳۱؍مئی؍۲۰۲۴ء

جانکاری، اور یا تھوڑی بہت جانکاری حاصل کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہیں اسلام سے متعلق بہت جانکاری حاصل ہے۔

اب تک دنیا بھر میں ایسا ہوتا آرہا ہے کہ اظہار رائے کی آزادی کا سہارا لیکر عالمی سطح پر انگریزی سے لیکر دنیا کی تقریبا تمام زبانوں میں اور ملکوں میں مسلمانوں کے خلاف فلمیں بن جاتی ہیں، دنیا میں صرف مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہے، جن کو میڈیا سے لیکر، فلم ساز، ٹی وی سیریل بنانے والے، مضمون نگار اور یہاں تک کے کارٹونسٹ بھی مسلمانوں اور اسلام کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔

فلم کے ذریعہ بندنام کرنے کی شکلیں

کئی محاذ پر دشمنوں کی سازشوں کے شکار مسلمانوں کو فلم بینی (جو ایک تفریحی پلیٹ فارم) کے ذریعہ بھی مسلمانوں کے خلاف بھڑاس نکالا جاتا ہے:

۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ پر اہانت آمیز فلم بنا کر دنیا بھر میں مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا۔

۲۔ فلموں میں خاص طور سے مسلمانوں کے بزرگوں کو ہمیشہ کسی اسمگلر یا کسی دہشت گرد تنظیم، یا کسی ڈاکوؤں کے سردار یا ویلین کے طور پر پیش کرنا۔

۳۔ مسلم عورتوں کو فلموں یا تو مظلوم یا تو اسلامی تعلیمات سے نفرت کرنے والی یا اپنے شوہروں کے ظلم کا شکار مظلوم کا ہی کردار دیا جانا۔

۴۔ مسلم نوجوانوں کو سر پر عمامہ چہرے پر داڑھی اور ایک عدد کپڑے سے چہرے کو ڈھانپ کر اور نقلی اے کے 47 ہاتھ میں تھما کر انہیں دنیا بھر کے امن پسند عوام کے درمیان، دنیا میں فسادات اور بم دھما کے کرنے والے اور امن نہ چاہنے والا کردار دیکر یہ ثابت کیا جانا کہ گویا دنیا کے تمام مسلمان دہشت گرد ہیں۔

۵۔ مسلمانوں کے بچوں کو یا تو مفلسی کا شکار یا مظلومیت کے شکار، اور تعلیم سے نا آشنا جیسے کرداروں میں ڈھال کر دنیا میں پیش کیا جانا۔

۶۔ وطن عزیز ہندوستان میں بھی جس قوم نے اس ملک کی آزادی کے لیے اپنے جان ومال کی قربانیاں دیکر اس ملک کو آزادی دلائی تھی، ان کو علاقائی زبانوں میں غداروں اور گھس پیٹھیوں کے کردار

میں پیش کیا جانا۔

۷۔ہندی فلموں کے کردار میں مسلمانوں کو پاکستان آئی ایس آئی کے ایجنٹ، دہشت گرد، جاہل، غریب، بھکاری، چور، ڈاکو، اور عورتوں کو غلام بنا کر ظلم کرنے والے ظالموں کے کردار میں پیش کیا جانا۔

۸۔مسلمان کو اس ملک میں چار چار بیویاں رکھنے والا اور ان کے کئی درجن بچے جنم دینے پر مجبور کرنے والا بتانا، اسی جھوٹ کو سامنے رکھکر ہندوتوا طاقتیں، ملک کے دیگر مذاہب کے معصوم عوام کو یہ کہہ کر ورغلانا کہ مسلمان اس ملک میں زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کر کے اپنی آبادی بڑھانے کے بعد اس ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، جس کا سچائی سے دور تک کا بھی تعلق نہیں ہے۔

مسلمانوں کے جذبات کا تماشا کرنا

شر پسند عناصر کا سستی شہرت اور کڑوروں کی کمائی اور اپنی دشمنی نکالنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں اور اسلام کے تعلق سے متنازعہ فلم بنا دیا جائے، ان فلموں کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مذاہب اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے عوام کے دلوں اور دماغوں میں مسلمانوں اور اسلام سے متعلق جو غلط فہمیاں زہریلے کانٹوں کی طرح پیوست ہو چکی ہیں، ان کانٹوں کو نکالنے کے دنیا بھر کے مسلم دانشوروں اور عالموں کو ایک صدی کا وقفہ لگ سکتا ہے، چنانچہ:

۱۔اس طرح کی فلموں کے خلاف احتجاج ہونا مسلمانوں کو سڑکوں میں آنا۔

۲۔احتجاج کے دوران کئی جانی اور مالی نقصانات کا ہونا۔

۳۔حقائق نہ جاننے والے مسلمان کا ان فلموں کو دیکھنے کے بعد ان من گھڑت کہانیوں کو حقیقت سمجھ کر احساس کمتری میں مبتلا ہو جانا۔

۴۔ان فلموں کو دیکھنے کے بعد مسلمانوں کا اسلام سے دور ہو جانا اور اسلامی شناخت کو اپنے بدن پر زیب تن کرنے اور چہرے اور سر پر رکھنے میں عار اور شرمندگی محسوس کرنا۔

۵۔نفرت بھری فلمیں دیکھنے کے بعد مسلمانوں کو گھر کرایہ پر دینا، دوکانوں میں ملازمت دینا، اسکولوں و کالج میں تدریس دینا سب کم ہونے لگا ہے۔

۶۔ ’’اسلامک کونسل آف وکٹوریہ‘‘ آسٹریلیا (ICV) کی تحقیقی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۹ء-۲۰۲۱ء کے دوران دنیا بھر میں مسلم مخالف (Islamophobic) سوشل میڈیا پوسٹ سب سے زیادہ ہندستان سے نکلے، جب کہ دُنیا بھر سے مسلم مخالف سوشل میڈیا مہم کا ۸۵ فی صد زہریلا لوازمہ تین ملکوں (انڈیا، امریکا، برطانیہ) سے پھیلایا جارہا ہے۔

اسلام فوبیاں فلموں سے فلمساز کتنا کماتے ہیں؟

حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی نقشبندی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں ’’فلم‘‘ ہمارے : ۱۲، کے فلم سازوں کی متعصبانہ ذہنیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ فلم ریلیز سے قبل ہی فرانس میں منعقد ہونے والے بین الاقوامی فیسٹیول کے لیے منتخب کرلی گئی ہے؛ اس وقت مسلم دشمنی اور مسلمانوں کے خلاف گھناؤنے پروپیگنڈے کے لیے سب سے مؤثر ہتھیار فلم انڈسٹری بن گئی ہے؛ ملک کے نامور صحافی ’’شکیل رشید‘‘ نے بجا لکھا ہے کہ نفرت ایک زبردست کاروبار ہے؛ اور اگر نفرت کے کاروباروں کی بنیاد اسلاموفوبیا پر رکھی جائے تو چھپڑ پھاڑ کمائی ہے؛ صرف 30 کروڑ کی لاگت سے بنائی گئی فلم ’’دی کیرالہ اسٹوری‘‘ نے 17 دنوں میں 158 کروڑ روپے کمالیے تھے؛ اس کا صاف مطلب ہے کہ لوگ نفرت کی بنیاد پر بنی فلموں کو دیکھنا پسند کرتے ہیں؛ اور اپنی سند کے ذریعہ نفرت کے پجاری فلم سازوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں؛ اس فلم کے ڈائریکٹر کمل چندرا اور پروڈیوسر رادھیکا؛ وی گپتا؛ ویریندر بھگت؛ سنجے ناگپال اور شوبا لک ہیں؛ جبکہ اس کے تخلیقی ہدایت کار بدری ناتھ کردار ہیں؛ نفرت کے ان سوداگروں کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ ان کی فلم سے ملک کی پرامن فضا متاثر ہوگی اور شہریوں میں نفرت کی آگ بھڑکے گی؛ انہیں تو بس پیسہ چاہیے؛ بھلے وہ کسی بھی قیمت پر حاصل ہوجائے، لوگ ’’کشمیر فائلز‘‘ کی زہرناکی سے ابھرنے نہیں پائے تھے اور انتخابی مہم کے دوران فرقہ پرستوں کی جانب سے بھڑکائی گئی آگ ابھی پورے طور پر بجھ نہیں پائی ایسے میں اور ایک نفرت انگیز فلم ریلیز کرنا دراصل ملک کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی سے کھلواڑ کرنا ہے؛ کشمیر فائلز میں کشمیری مسلمانوں کو انتہاپسند؛ دہشت گرد اور ہندوکش سے ثابت کرنے کے لیے ساری حدیں پار کی گئی تھیں، جس نتیجہ میں ملک میں کئی جگہ تشدد بھی پھوٹ پڑا تھا؛ حتیٰ کہ تھیٹروں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت بھرے نعرے بھی لگا گئے تھے

؛اس قسم کی نفرت پر مبنی فلموں میں ایک بات مشترک طور پر نظر آتی ہے کہ ایسی فلمیں حقائق سے کوسوں دور اور صداقت سے بالکل عاری ہوتی ہیں‘‘۔

فلم کشمیر فائلز کی حقیقت

اسلاموفوبیا سے متاثر افراد کی بنائی گئی فلموں میں تازہ ایک گھٹیا فلم ’’دی کشمیر فائلز‘‘ ہے۔اس فلم میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ’کشمیر کے مسلمانوں نے ہندوؤں پر مظالم ڈھائے اور انھیں کشمیر سے نکل جانے پر مجبور کیا‘۔ فلم کا اشارہ اس واقعے کی طرف ہے جس میں مبینہ طور پر ۱۹۹۰ء میں پنڈتوں کی ایک تعداد کشمیر سے اس وقت نقل مکانی کر گئی تھی، جب کہ وہاں مسلح تحریک چل رہی تھی۔اس مسلح تحریک میں بعض ہندو جانیں بھی گئی تھیں، لیکن اس دوران مسلح علیحدگی پسندوں یا فوج کی گولیوں سے جن مسلمانوں کی جانیں گئی تھیں، وہ ہندوؤں کو پہنچنے والے نقصانات سے کئی گنا زیادہ تھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وادیٔ کشمیر سے اچانک ان ہندوؤں کی نقل مکانی کا اصل سبب آج تک متعین کرنے کے لیے کوئی تحقیقاتی کارروائی نہیں کی گئی، حالانکہ اس کے لیے کشمیر کی مسلم تنظیموں نے بارہا مطالبہ کیا ہے۔

دی کشمیر فائلس سے اگنی ہوتری کو کتنا فائدہ ہوا؟

کشمیر فائلز میں میں ایک مخصوص نظریے کو بنیاد بنا کر سارے کشمیری مسلمانوں کو مجرم ٹھہرایا گیا تھا؛اس کے برخلاف کشمیر کے اصل مجرموں کو ہیرو بنا کر پیش کیا گیا تھا۔

۱۔کشمیر فائلز کے وویک وگنی تری ایک طرف کروڑوں کے مالک ہوگئے۔

۲۔دوسری جانب ان کے سارے پچھلے قصور پوری طرح دھل گئے مثلاانہوں نے بیف کھانے کا اعتراف کیا تھا اور دیوی دیوتاؤں کے خلاف ہتک آمیز بیانات دیے تھے؛ایک نفرت آمیز فلم نے ان کے سارے قصور کو دھو دیے۔

تاریخِ کشمیر کی سچائی

کہا جاتا ہے کہ اُس زمانے میں کشمیر کے گورنر جگ موہن نے، جو کہ مسلم دشمنی کے لیے معروف تھا،

وادیٔ کشمیر کے ہندوؤں سے کہا کہ وہ چند ہفتوں کے لیے کشمیر سے چلے جائیں تاکہ مسلمانوں کو سبق سکھایا جا سکے اور کشمیر کی سڑکوں پر آزادی کے ساتھ گولیاں چلائی جاسکیں۔ پھر وادیٔ کشمیر سے ہندوؤں کے نکل جانے کے فوراً بعد جگ موہن نے یہی کیا بھی۔اس نے ایک جنازے پر گولیاں برسانے کا حکم بھی دیا،جس کے نتیجے میں چند منٹوں کے اندر ہی ۴۰ سے زیادہ افراد جاں بحق ہو گئے۔ یہ وہی گورنر ہے جس نے ان ہندوؤں کو ہندو اکثریت والے علاقے 'جموں' میں منتقل کرنے کے لیے آدھی رات کو فوجی گاڑیاں فراہم کی تھیں۔جموں میں ان ہندوؤں کے لیے گھر بنائے گئے اور انھیں وظیفے، ملازمتیں اور دوسری بہت سی سہولتیں آج بھی فراہم کی جارہی ہیں۔مگر ایسی سہولتیں نقل مکانی کرنے والے متاثر مسلمانوں کو کبھی نہیں فراہم کی گئیں۔

حکومتِ کشمیر یا حکومتِ ہند نے کشمیر سے ہندوؤں کی نقل مکانی کے اصل حقائق کا پتہ لگانے کے لیے آج تک عدالتی کمیشن مقرر نہیں کیا۔لیکن یہ چیز بھی انتہا پسند ہندوؤں کو مسلمانوں پر یہ الزام عائد کرنے سے نہیں روک پائی کہ انھوں نے ہی ہندوؤں کو کشمیر سے نکالا ہے، جب کہ کشمیر کے مسلمان تو خود آج تک مغلوب و شکست خوردہ ہیں، اور اس فوج کا قہر برداشت کر رہے ہیں جو کشمیر کے اندر بڑی تعداد میں موجود ہے۔ کشمیریوں کے خلاف فوج کی ظلم وزیادتی کو قانون کی حمایت حاصل ہے۔فلم 'کشمیر فائلز' انھی جھوٹی باتوں کو دُہراتی ہے، تاکہ عام ہندوؤں میں یہ پیغام پہنچایا جا سکے کہ ''ہندستان کے واحد مسلم اکثریتی خطے کشمیر میں مسلمانوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا ہے اور جہاں بھی یہ اکثریت میں ہوتے ہیں یہی کرتے ہیں''۔(ماہنامہ علمی ترجمان القرآن، ڈاکٹر ظفر الاسلام خان، اپریل ۲۰۲۴)

خود کشمیری پنڈت کہتے ہیں کہ ''کشمیری پنڈتوں کو مارا گیا لیکن کیا مسلمانوں کو نہیں مارا گیا۔ پہلا قتل تو کشمیری مسلمان سیاست دان محمد یوسف حلوائی کا ہوا تھا۔اور مارنے والے مسلمان انڈین فوجی نہیں تھے۔

فلم کیرالا اسٹوری کی حقیقت

فلم ''کشمیر فائلز'' کے بعد ''کیرالا اسٹوری'' فلم آئی،اس فلم میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ''۳۲ ہزار ہندو لڑکیوں کو لالچ دے کر مسلمان بنالیا گیا اور پھر انھیں شام میں داعش کے کیمپوں میں بھیج دیا گیا''۔ یہ ایک حد درجہ بے

بنیاد اور گھناؤنا جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ ان تمام برسوں کے دوران بھارتی حکومت نے جن ہندستانی مسلمانوں کے بارے میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے داعش کے کیمپ میں شامل ہونے کے لیے ملک کو خیرباد کہا ہے، ان کی تعداد ایک سو کے اندر ہی ہے، اور ان میں مرد اور خواتین دونوں شامل ہیں، مگر جب فلم ساز سے دلیل وحقائق کی مانگ ہوئی تو ۳۲ ہزار سے تین کے عدد پر اتر آئے، کس قدر جھوٹے اور کیسی مکاری، اور وہ تین بھی جبری مسلمان نہ تھے اختیاری تھے، اور ان میں سے کوئی بھی داعش نہیں گئے۔

کیا آج تک کوہندوستانی مسلمان داعش سے جاملا ہے؟

ڈاکٹر ظفرالاسلام صاحب لکھتے ہیں ''ہم نے ذاتی طور پر ہندستان کی وزارت داخلہ سے (ہندستان کے آر ٹی آئی قانون کے تحت) داعش کیمپ میں شامل ہونے والی تعداد کے متعلق معلوم کیا تو وزارت داخلہ کا جواب یہ تھا کہ اس کے پاس ایسی کوئی معلومات نہیں ہے۔ پھر جب ریاست کیرالا کے ڈائرکٹر جنرل پولیس سے بھی یہی سوال کیا تو ان کا جواب تھا کہ 'یہ خفیہ معلومات ہیں، انھیں بیان نہیں کیا جاسکتا'۔ پھر فلم بنانے والوں کو یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں؟ اس پر ہنگامہ ہوا تو بعض مسلمان عدالت چلے گئے۔ نتیجہ یہ کہ فلم پروڈیوسر بھی پلٹ گئے اور کہنے لگے کہ ''تین ہندو لڑکیوں نے اسلام قبول کیا تھا اور اسلام قبول کرنے کے بعد داعش کیمپ میں شامل ہوگئی تھیں''۔ لیکن وہ لڑکیاں کون تھیں، ان کی متعین نشان دہی آج تک نہیں کی گئی۔

نومبر ۲۰۲۳ء کے دوران جب ہندستان کے انٹرنیشنل فلم فیسٹیول میں 'دی کیرالا اسٹوری' کو پیش کیا گیا تو حیرت کی بات یہ ہوئی کہ سلیکشن کمیٹی کے صدر اسرائیلی فلم پروڈیوسر نداف لبید نے سلیکشن کمیٹی کے ارکان کی طرف سے یہ بیان دیا کہ یہ ''ایک پروپیگنڈا فلم، معیار سے فروتر اور بے ہودہ فلم ہے اور فیسٹیول میں پیش کیے جانے کے لائق نہیں ہے''۔ مذکورہ بالا اسرائیلی پروڈیوسر کو ہندستان سے نکالنے کے مطالبے کے ساتھ ساتھ اس بیان کے خلاف فوراً بڑا ہنگامہ کھڑا کر دیا گیا، کیوں کہ انتہاپسند نسل پرست ہندوؤں کے نزدیک اسرائیل تو ہندستان کا جگری دوست سمجھا جاتا ہے۔ آخر کار مجبور ہو کر ہندستان میں اسرائیل کے سفیر کو معذرت کرنا پڑی کہ ''وہ بیان اسرائیلی فلم پروڈیوسر کی ذاتی رائے پر مبنی ہے''۔ (ماہنامہ علمی ترجمان القرآن، ڈاکٹر ظفرالاسلام خان، اپریل ۲۰۲۴)

اتنا جھوٹ کے جھوٹ بھی شرما گیا

جھوٹ کا پردہ فاش ہوجانے کے باوجود یہ فلم ہندستان بھر کے سینما ہالوں میں دکھائی جارہی ہے اور لوگوں کے ذہنوں کو مسموم کررہی ہے۔حکمراں جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے لیڈر، جن میں وزیر اعظم نریندرمودی بھی شامل ہیں، نے اس فلم کی تعریف کی اور بی جے پی کے لیڈروں نے بعض مقامات پر اس فلم کو مفت میں دکھانے کا بندوبست بھی کیا، بلکہ سینما کے ٹکٹ خرید کرانھیں ہندوؤں میں تقسیم کیا تاکہ وہ فلم دیکھ سکیں۔

فل ’’دی کیرلا اسٹوری‘‘ نے کتنا کمایا؟

یہ فلم باکس آفس پر دنیا بھر میں تقریباً 303.97 کروڑ روپے کمائے، جس میں سے بھارت میں 242.20 کروڑ روپے کا نیٹ کلیکشن اور 288.33 کروڑ روپے کا گراس کلیکشن شامل ہے۔اوورسیز میں اس فلم نے 15.64 کروڑ روپے کمائے۔(۱)

فلم ’’۷۲ حوریں‘‘

اسی سلسلے کی تیسری فلم ’۷۲ حوریں‘ ہیں۔اس فلم کا پلاٹ یہ ہے کہ مسلمان دہشت گردی کرتے ہیں۔ انھیں شہادت سے پیار ہوتا ہے کیوں کہ ان کا مذہب کہتا ہے کہ شہادت کی موت مرنے والے کو جنت میں ۷۲ حوریں ملیں گی۔

100 کروڑ روپے کی لاگت سے بننے والی اس فلم میں ایک نوجوان کی نفسیاتی کشمکش کو دکھایا گیا ہے، جو شدت پسند رہنماؤں کی تقریروں سے متاثر ہوکر مسلح تشدد پر آمادہ ہونے سے متعلق شکوک اور شبہات میں مبتلا ہوجاتا ہے۔فلم میں اُسامہ بن لادن، مسعود اظہر اور دیگر شدت پسند افراد کی تصاویر کو دکھاتے ہوئے یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ نوجوانوں کو حملوں کے دوران مارے جانے کے بعد جنت میں 72 حُوروں کا ’لالچ‘‘ دیا جاتا ہے۔

---

(۱)https://www.bollywoodhungama.com/movie/the-kerala-story/box-office/

فلم ''۲۷ حوریں'' کاپوسٹ مارٹم

اس فلم کی حقیقت اور اسلام کا نقطہ نظر جاننے سے قبل چند ضروری باتیں ملحوظ رکھیں:

۱۔اچھے عمل پر جزاء وانعام اور بُرے عمل پر سزااور جرمانہ عقل کا بھی تقاضا ہے اور فطرت کا بھی، جاہل سے جاہل انسان بلکہ بعض جانور بھی اپنے مالک کے ساتھ کمال محبت ووفاداری کا اظہار اچھے عمل پر اچھے بدلہ کی امید پر کرتے ہیں۔

۲۔دنیا کے بعد آخرت کے قائم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں انسان کی نیکیوں کا مکمل بدلہ نہیں مل سکتا، اور نہ ہی ظالم کو اس کے ظلم کی سزامل سکتی ہے؛ یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ موجودہ زندگی کے بعد ایک ایسی زندگی ہو، جس میں ہر عمل کا مکمل بدلہ دیا جائے، اسی دنیا کو اسلام میں عالم آخرت کہا جاتا ہے، آسمانی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں مذاہب میں یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ اس دنیا کے بعد آخرت قائم ہوگی، ''ہوتانی مذاہب'' میں جنت ودوزخ کی بجائے پُنَر جَنَم کا تصور ہے، کہ اسی دنیا میں انسان اپنے عمل کے اعتبار سے کسی اور شکل میں پیدا ہوگا، ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے نیکیوں کی وجہ سے برہمنوں اور اونچی ذاتوں میں پیدا ہوجائے اور ممکن ہے کہ ایک برہمن اپنی بداعمالیوں کے سبب شودر خاندان میں یا خنزیر کی شکل میں پیدا ہوجائے؛ لیکن بہرحال ہر مذہب میں اچھے عمل پر انعام کا اور برے کاموں پر سزا کا تصور موجود ہے۔

۳۔اچھے عمل پر انعام کی ایک شکل روحانی اور نفسیاتی ہے، اور دوسری شکل جسمانی ہے، روحانی اور نفسیاتی انعام کا تعلق صرف احساس سے ہوتا ہے، اور وہ ہے مسرت وشادمانی کا احساس، یہ بھی بڑا انعام ہے بلکہ دنیا میں بھی یہ نعمت انسان کو بہت عزیز ہوتی ہے، جیسے کسی کے خدمات کا اقرار یا اس کی تعریف، جنت میں یہ انعام بھی ہوگا۔

دوسری قسم کے انعام کا تعلق محسوسات اور جسمانی لذتوں سے ہے، جس میں بنیادی طور پر پانچ طرح کی چیزیں ہیں :غذا، لباس، مکان، شکل وصورت اور جنسی جذبات کی تسکین۔جنت میں غذا بھی ہے "أکلها دائم وظلها"، (رعد ۳۵:) اس میں پانی کی، دودھ کی، شہد کی اور پاکیزہ وخوش ذائقہ شراب کی نہریں

ہوں گی (محمد ۱۰ :)

خوش پوشاکی : جنت میں اس کو اعلیٰ ترین قسم کا لباس بھی دیا جائے گا: اہل جنت باریک اور خوبصورت ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، (دخان ۵۳ :)

تیسرا انعام : آرام دہ، کشادہ اور راحت بخش مکان، آخرت میں اللہ تعالیٰ اہل جنت کو رہائش کی جو سہولت دیں گے، وہ دنیا کے ان مکانات سے کہیں بڑھ کر رہے گی، (فرقان ۷۵ :) جنت میں ایسے کمرے ہوں گے، جن کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آئے گا، (ترمذی، حدیث نمبر ۲۵۲۷ :)

چوتھا انعام : انسان کی خوبصورتی، دنیا میں آج اپنے آپ کو سنوارنے پر شاید سب سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے، کاسمیٹک کی ایک پوری انڈسٹری وجود میں آچکی ہے، بعض اوقات اس کے لئے پلاسٹک سرجری سے بھی کام لیا جاتا ہے؛ لیکن چوں کہ انسان آپ اپنی صورت بدلنے پر قادر نہیں ہے؛ اسلئے اس کو اس میں محدود کامیابی ہی حاصل ہوئی ہے؛ مگر آخرت میں اللہ کی طرف سے خوبصورت ترین شکل دے دی جائے گی، ان کی صورت چودھویں کے چاند کی طرح ہوگی، یہ سہولت بھی دی جائے گی کہ وہ اپنی صورت اختیار کرے، (بخاری، حدیث نمبر ۳۲۴۷ :)

پانچواں انعام : جسمانی لذت، اسکی اہم صورت صنف مخالف سے جسمانی لذت اُٹھانا ہے، ازدواجی رشتہ کا دنیا میں بھی انعام ہے اور وجہ سکون ہے، دنیا میں جو شوہر و بیوی ایک دوسرے کے شریک حیات ہوتے ہیں وہ آخرت میں زیادہ بہتر صورت اور قوت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے، عورت کے لئے چوں کہ ایک سے زیادہ شوہر کا ہونا عار کی اور بے حیائی کی بات ہے؛ اس لئے جنتی عورتوں کے لئے ان کا شوہر تو ایک ہی ہوگا؛ لیکن اس کی قوت مردمی بہت بڑھی ہوئی ہوگی، کہ ایک مرد کو دنیا کے مردوں کے اعتبار سے سو مردوں کی طاقت دی جائے گی۔ (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۹۲۸۹ :)

جنت میں مسلمان کو کتنی حوریں ہوں گی؟

مردوں کو ان کی دنیا کی بیوی کے علاوہ جنت کی ایک خاص نسوانی مخلوق ''حوریں'' بھی دی جائیں گی، قرآن مجید میں تو صرف ایک حور کا ذکر آیا ہے :بحور عین (دخان 54:) مگر امام بخاریؒ نے حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہر جنتی کو دو حوریں عطا کی جائیں گی: ’’لکل امرء منهم زوجتان من الحور العين‘‘ (صحیح البخاری، حدیث نمبر 3254 :)

بعض روایتوں میں ۷۲/حوروں کا اور بعض میں اس سے زیادہ کا بھی ذکر آیا ہے، یہ بخاری و مسلم کی روایات میں تو نہیں ہے؛ لیکن سنن ترمذی اور بعض دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں؛ لیکن یہ روایتیں ایسے راویوں سے خالی نہیں ہیں، جن کا معتبر ہونا محدثین کے نزدیک مشکوک ہے، علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ صحیح احادیث میں دو ہی حوروں کا ذکر ہے، اس سے زیادہ کا نہیں ہے: ’’والأحاديث الصحيحة انما فيها أن لكل منهم زوجتين وليس فى الصحيح زيادة على ذلك‘‘ (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة ۵ :/ ۲۸۲)، تاہم اگر اس سے زیادہ حوریں بھی دی جائیں تو باعث تعجب نہیں؛ کیوں کہ آخرت کے نظام کو دنیا کے نظام پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، ایسا سوچنا ہاتھی کو چیونٹی پر قیاس کرنا ہوگا۔

کیا ۷۲/حوریں صرف جہاد پر ملیں گی؟

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور ظالم کے ظلم کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو جانا بہت بڑا عمل اور عظیم الشان عبادت ہے؛ لیکن ایسا نہیں ہے کہ حور کی بشارت صرف شہید ہونے والوں کو دی گئی ہے، یہ بشارت ہر نیکوکار جنتی کے لئے ہے؛ اس لئے جو تاثر اس فلم میں دیا گیا کہ بہتر حوروں کی خوش خبری دے کر نوجوانوں کو یا کسی گروہ کو دہشت گردی پر اُکسایا جا رہا ہے، محض جھوٹ اور پروپیگنڈہ ہے، کسی بھی نیک عمل کی جزاء کے طور پر جو جنت کا حقدار ہوگا، اس کے حصہ میں حور جیسی نعمت بھی آ سکتی ہے اس کے لئے شہید ہونا ضروری نہیں؛ اس لئے سچائی یہ ہے کہ نہ دہشت گردی کا نام جہاد ہے اور نہ آخرت میں حور کا ملنا صرف جہاد کا ثواب ہے؛ البتہ یہ اعزاز و اکرام آخرت کے لحاظ سے ہے، جہاں کا ماحول اور زندگی کا عیش و آرام اور نعمتوں کی فراوانی دنیاوی نعمتوں سے بالکل مختلف ہوگی۔

ہندو مذہب میں جنت کا عقیدہ؟

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جنت اور اس کے انعام کا تصور صرف اسلام میں ہی نہیں ہے، بلکہ خود ہندو مذہب میں بھی ہے، اتھر وید میں کئی مقامات پر سورگ کے لیئے ''سکرتام''، ''دیویا کم'' وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں، نیز ویدوں میں بیشتر مقامات پر جہاں ''سورگ'' کا ذکر ہے اس سے پہلے لفظ ''لوک'' آیا ہے، جس کے معنیٰ مقام یا جہان کے ہیں، یعنی یہ کسی دوسرے جہان کا ذکر ہے، جہاں تمام خواہشات پوری کی جائیں گی اور انسان اپنی من پسند زندگی گزارے گا، چنانچہ بہشت اور اس کے انعامات کا تذکرہ ملاحظہ ہو:

''تیسرے لوک (عالم) جہاں ہزاروں نہریں بہتی ہیں، طاقت اور نا قابل شکست ہے، اولاد پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے چار مہربان دیویاں جن کا مقام بہشت کے نیچے ہے گھی سے ٹپکتے ہوئے آب حیات کا تحفہ لائیں''۔ (رگوید منڈل ۹ سوکت ۷۴ منتر ۶)۔

''یقیناً آدمی وہاں جو چاہے گا حاصل کرے گا، بیویاں اپنے شوہروں سے چپکی رہیں گی اور ان کے آغوش میں لپٹی رہیں گی، دونوں محبت کی فرحت حاصل کریں گے''۔ (رگوید منڈل ۱، سوکت ۱۰۵، منتر ۹)

ہندو مذہب میں مذہبی جنگ میں مارے جانے پر ہزار حوریں ملیں گی

نیز ہندو مذہب میں مذہبی جنگ میں مارے جانے والوں کے لئے ایک ہزار اپسرائیں (حوریں) دیئے جانے کا بھی ذکر موجود ہے؛ چنانچہ ایک مقام پہ کہا گیا ہے: ''ہزاروں اپسرائیں اس کے لیے جو کہ جنگ میں مارا جاتا ہے دوڑ کر یہ کہتی ہوئی آتی ہیں کہ آپ میرے خاوند بن جائیں۔ (مہا بھارت، اشانتی پرو منڈل ۱۲، باب ۹۸، اشلوک ۴۶ بحوالہ ہندو دھرم اور اسلام کا تقابلی مطالعہ، از محمد شارق سلیم)

جب دنیا میں ہزار بیویاں ہو سکتی ہیں تو آخرت میں کیوں نہیں؟

آخرت میں متعدد بیویوں کا ملنا ہر گز قابل تعجب نہیں؛ کیوں کہ بعض مذاہب کے مطابق تو دنیا میں اچھے لوگوں کو یہ نعمت حاصل رہی ہے؛ چنانچہ مہا بھارت میں ہے:

۱۔اس دنیا میں ظاہر ہوئے بھگوان واسو دیو کی سولہ ہزار ایک سو رانیاں ہوئیں، ان میں رکمنی، ستنہ

بھاماں، جامونی، چارو ہاسی وغیرہ آٹھ رانیاں مشہور ہوئی۔ (مہابھارت ۴ :۱۵)

۲۔شری کرشن کی جو سات رانیاں تھیں، ان کے نام کالندی، متراوندا، سیتا، کام روپڑی، جامورونی، روانی، مدرا جنتا بھدرا، استراجت منا، ستیہ بھاماں خوبصورت بالیں والی لکشمن بہت خوبصورت تھی، ان کے علاوہ شری کرشن کی سولہ ہزار رانیاں تھیں (مہابھارت انش ۵ :-۸۲)

۳۔فرانسیسی مؤرخ گستاؤلی بان نے ہندوستان کے ایک راجہ کی اکیس بیویوں کا ذکر کیا ہے:

”ہندوستان میں راجاؤں کے لئے یہ رسم تھی کہ ان کی کل بیویاں ان کی لاش کے ساتھ جلادی جاتی تھیں، ابھی بھی اودے پور میں سنگرام سنگھ اور اس کی اکیس رانیوں کا مقبرہ موجود ہے، جو ۱۷۳۳ء میں راجہ کے ساتھ جلی تھیں“ (تمدن ہند ۲۹۹:)

تو جب دنیا میں محدود صلاحیت، محدود طاقت اور محدود گنجائش کے باوجود متعدد بیویوں کا ذکر مذاہب کی کتابوں میں اور مذاہب کے رہنماؤں کے لئے ملتا ہے اور سلاطین اور بادشاہوں کے لئے بہت ساری بیویوں کا تذکرہ ہے، تو اگر آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایک یا دو یا اس سے زیادہ حور عطا فرما دیں تو اس میں کون سی بات باعث تعجب اور لائق اعتراض ہے؟ (شمع فروزاں، ازقلم: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم)

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ ۷۲ حوریں کوئی خلاف عقل یا صرف اسلام کا عقیدہ نہیں ہے بلکہ دیگر مذاہب میں بھی ہے مگر اس کو نشانہ بنا کر منفی انداز میں اس نظریہ کو فلمایا گیا جو کہ اسلام دشمنی کی واضح دلیل اور اپنے مذہب کی تعلیمات سے جہالت ہے۔

فلم سازوں کے جھوٹے بہانے

مفتی یاسر ندیم الواجدی صاحب کا ایک ویڈیو پیغام ٹوئٹر پر جاری ہوا ہے، جس میں آپ نے فرمایا کہ ”آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ 72 حوروں کے لالچ میں دنیا میں دہشت گردی ہو رہی ہے، تو وہ پوری دنیا میں ہونے والے تشدد کا صرف دو فیصد ہے۔ باقی جو لوگ دنگوں میں اور عام حالات میں لوگوں کو مارتے ہیں وہ کیا اپسراؤں کے چکر میں ایسا کرتے ہیں؟ انھیں بھی دہشت گرد قرار دیجیے! مسلمان تو کھلے عام کہتے ہیں داعش،

القاعدہ اور دوسرے گروپ واقعی دہشت گرد ہیں ۔لیکن جب جنونی گروہ مسلمانوں کو لنچ کرتے ہیں تو انھیں کوئی دہشت گرد نہیں کہتا۔"

ان فلموں کے پرڈیوسروں کا کہنا ہے کہ "یہ آرٹ فلمیں ہیں، جن کی بنیاد ایسے قصے کہانیاں ہیں جن کا درست ہونا ضروری نہیں ہے"۔تاہم، یہ بات تو طے شدہ ہے کہ سادہ لوح ہندو ان فلموں کو دیکھ کر یہ تاثر لیں گے کہ اسلام ظلم وتشدد اور دہشت گردی کا مذہب ہے اور اس مذہب پر ایمان رکھنے والے دہشت گرد ہوتے ہیں جو دہشت گردی کے ذریعے سے اپنے مذہب پر عامل ہیں،ایسی فلموں کا مقصد جمہوری اور سیکولر ملک میں مسلمانوں کو دہشت اور تخریب کاری کی علامت کے طور پر پیش کرنا ہوتا ہے ۔اصل میں یہ ایک فرقہ وارانہ ایجنڈا ہے۔

فلم رضا کار کی حقیقت

یہ فلم ہندوتوا پروپیگنڈہ فلم ہے،جس میں زیادہ تر توجہ مسلم ملیشیا جسے رضا کار کہا جاتا تھا،اور ان دنوں کی سرگرمیوں پر مرکوز ہے جس کے نتیجے میں 17 ستمبر 1948 کو ہندوستانی فوج کے ذریعہ سابقہ ریاست حیدرآباد کا ہندوستان سے الحاق کیا گیا تھا۔اس فلم کی نمائش سے عوام کے درمیان فرقہ وارانہ منافرت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ،میر عثمان علی خان نے نظام اسٹیٹ کے آخری حکمراں کی حیثیت سے انڈین یونین میں انضمام کا معاہدہ کیا تھا۔اُسوقت کے وزیر داخلہ سردار پٹیل نے پولیس ایکشن جسے آپریشن پولو بھی کہا جاتا ہے کارروائی کا حکم دیا تھا،فلم 'رضا کار' میں تاریخ کو مسخ کرنے کیا گیا، بی جے پی لیڈر "جی نارائن ریڈی" نے یہ فلم تیار کی جسے ریاست میں ریلیز کر دیا گیا۔فلم کا ٹریلر، جو 1948 میں حیدرآباد کے الحاق سے متعلق واقعات کے گرد گھومتا ہے،صرف ہندوؤں کے خلاف مبینہ مظالم پر توجہ مرکوز کرتا ہے،یہ فلم بھی مکمل طور پر بی جے پی کے نظریات پر مبنی ہے اور ہندو مسلم کے درمیان نفرت کو ہوا دینے والی ہے،اس تاریخی حادثے کی تفصیل جاننے کے لئے "خاک وخون" کتاب مطالعہ بہت مفید ہوگا۔

ہندوؤں کو اُکسانے والی فلم

اس سلسلے کی چوتھی فلم کچھ عرصہ پہلے 'ہندوتوا تحریک' کے لیڈران کی تائید وحمایت کے ساتھ منظر عام

پرآئی ہے۔اس فلم کانام ’’آدی پُرش‘‘ ہے۔یہ فلم رامائن کی دیومالائی کہانی پیش کرتی ہے جس میں ہندوؤں کے افسانوی دیوتا’رام‘،ان کی بیوی’سیتا‘اوران دونوں کے وفادارساتھی’بجرنگ‘(بندر)کی زندگی کوفلمایا گیا ہے۔

فلم کے اندر’رام‘ کوایک جنگ جُو اورانتہاپسند کے رُوپ میں دکھایا گیا ہے، جوان کی اس تصویر سے مختلف ہے جس میں انھیں ایک نرم خُو،فیاض اورانسانیت نوازشخصیت کےطور پر دکھایا جاتا ہے،اورہندو آج بھی انھیں انسانیت کے اعلیٰ نمونے کےطور پر دیکھتے ہیں۔لیکن’ہندوتوا‘ کی سیاسی تحریک افسانوی کرداروں کے ہاتھوں میں اسلحہ دے کرہندونوجوانوں کومشتعل کرنااورانھیں انتہاپسندی ودہشت گردی پراُبھارنا چاہتی ہے۔اس فلم کی وجہ سے ہند کے اندرایک بحران کی صورت نے جنم لیا۔حزب مخالف کے لیڈروں نےفلم اور بھارتیہ جنتاپارٹی پرشدید تنقید شروع کردی، کیوں کہ فلم میں ہندودھرم کی مذہبی علامتوں کوسیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔نیپال کے اندرتو معاملہ اس قدر سنگین ہوگیا کہ اس نے اپنی سرزمین پراس فلم کی نمایش کوممنوع کردیا۔(۱)

مسلم مخالف فلموں کی سیاسی پشت پناہی

’ہندوتوا تحریک‘ ہندستانی مسلمانوں کو بدنام کرنے اوراپنے نسل پرستانہ سیاسی مقاصد کے لیے ہندستانی فلم اورسینما کو استعمال کررہی ہے۔ چنانچہ گذشتہ چند برسوں کے دوران مسلمانوں کو بدنام کرنے کی غرض سے متعدد فلمیں منظرعام پرآئی ہیں۔اس نئی سرگرمی کے پس پشت یقینی بات ہے کہ ہندستان کے موجودہ حکام ہی ہیں،اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ حکمران پارٹی کے لیڈران اوران کی ریاستی حکومتیں بڑی ڈھٹائی اور بےشرمی کے ساتھ ان کوششوں کی تائید کررہی ہیں۔ان فلموں کی تشہیر بھی کی جارہی ہے۔ان فلموں کے مفت خصوصی شو چلانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور جن ریاستوں میں بی جے پی حاکم ہے وہاں تفریحی (انٹرٹینمنٹ) ٹیکس بھی معاف کیاجارہا ہے۔(۲)

چنانچہ فلم ڈائریکٹرانوپ راگھوکا کہنا ہے کہ’’بالی ووڈاورمودی سرکار کے درمیان مشترکہ مفادات کارشتہ

---

(۱) ماہنامہ علمی ترجمان القرآن، ڈاکٹرظفرالاسلام خان، اپریل ۲۰۲۴

(۲) ماہنامہ علمی ترجمان القرآن، ڈاکٹرظفرالاسلام خان، اپریل ۲۰۲۴)

ہے۔سیاسی فوائد کے لیے مودی سرکاری کئی مسلمان مخالف فلموں پر ٹیکس کی چھوٹ بھی دیتی ہے۔کشمیر فائلز اور کیرالہ سٹوری کو ٹیکس چھوٹ اور بی جے پی کی طرف سے سیاسی سرپرستی بھی حاصل تھی“۔

کیامسلمانوں کی تہذیب فلم میں دکھانے کے قابل نہیں ہے؟

مسلمان کردار ایسے غائب ہو گئے ہیں جیسے کہ بیس کروڑ کی مسلمان آبادی ہندوستان میں ہے ہی نہیں، کیا مسلمان کا مذہب ہی خراب ہے؟ یا وہ خود خراب ہیں؟ یا ان کی تاریخ خراب ہے؟ یا ان کے طور طریقے خراب ہیں؟ پھر کیوں فلموں میں مسلمان کردار کو صرف دہشت، فسادات، مغلیہ ظلم، پاکستان اور اسلامی انتہا پسندی کے موضوعات تک محدود کر دیا گیا گویا مسلمان معاشرہ میں نارمل زندگی ہوتی ہی نہیں، جیسے مسلمانوں کے مرد و خواتین نہ مذاق کرتے ہیں نہ شاپنگ کرتے ہیں، نہ نوکریاں کرتے ہیں، مسلمان کرداروں میں کالج جانے والا، عام نوجوانوں کی طرح بات چیت کرنے والا، مسجد جانے والا، ہر وہ کام کرنے والا جو ایک عام غیر مسلم نوجوان کو فلموں میں کرتے دکھایا جاسکتا ہے۔

فلموں میں ہولوکاسٹ کا ذکر نہیں ہوگا مگر اسلام کو بدنام کیا جائے گا؟

یورپ میں اسرائیل کے وجود اور ھولوکاسٹ کے متعلق کسی کو بھی بات کرنے کی اجازت نہیں ہے اور ایسا کرنے والے کے خلاف قانونی طور پر بڑی سختی برتی جاتی ہے مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ اسی یورپی معاشرے میں آزادی صحافت اور آزادی بیان کے نام پر اسلام کی مقدس ہستیوں، کتب اور ثقافت کی توہین کی جاتی ہے، رحمت اللعالمین، سرکار دو جہاں، پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے کارٹون بنائے گئے، آخری مقدس کتاب قرآن مجید کو جلایا گیا اور مقدس ہستیوں کی توہین کی گئی اور رسول پاک ﷺ اور اسلام کے خلاف توہین آمیز فلم بنائی گئی ہے، یہ سب چیزیں یورپی معاشرہ کی انتہا پسندی اور اسلام کے خلاف محاذ آرائی کو ظاہر کرتی ہیں۔

مودی حکومت میں ۳۷ فلمیں مسلمانوں کے خلاف بنائیں گئیں

نریندرا مودی کے اقتدار میں آنے کے بعد سے اب تک 37 مسلمان مخالف فلمیں ریلیز ہو چکی ہیں۔

جب کہ 2024 کے انتخابات سے قبل 20 مسلمان مخالف فلموں کی ریلیز بھی متوقع ہے۔ اکانومسٹ کی رپورٹ کے مطابق 2014 سے قبل مسلمان مخالف فلموں کی تعداد 17 تھی۔ زیادہ تر فلموں میں مسلمانوں کو ولن، دہشت گرد یا کسی مافیا کا حصہ دکھایا جاتا ہے۔

مسلمانوں اور اسلام کے خلاف بنائیں گئی فلموں کی فہرست

بہت ساری فلمیں پچھلے چند برسوں میں ’ہندوتوا‘ کے پروپیگنڈا کے طور پر نمائش کے لیے مارکیٹ میں پیش کی جا چکی ہیں، جن کے ذریعے جھوٹ یا مسخ شدہ سچ کا پروپیگنڈا کیا گیا تا کہ سیاسی پولرائزیشن (۱) ہو سکے۔

۱۔ ”ہر ہر مہادیو“ ریلیز ۲۰۲۲ء۔

۲۔ ”پانی پت“ ریلیز ۲۰۱۹ء۔

۳۔ ”ہندوتوا“ ریلیز ۲۰۲۲ء۔

۴۔ ”مجیب“، ریلیز ۲۰۲۳ء۔

۵۔ ”تنہاجی“ ریلیز ۲۰۲۰ء۔

۶۔ ”باجی راو مستانی“ ریلیز ۲۰۱۵ء۔

۷۔ ”پدماوت“ ریلیز ۲۰۱۸ء۔

---

(۱) سیاسی پولرائزیشن (Political Polarization) ایک ایسی حالت ہے جس میں معاشرہ یا ملک میں مختلف سیاسی گروہ یا جماعتیں اپنے نظریات اور پالیسیوں کے حوالے سے اتنے شدید اختلافات کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ان کے درمیان باہمی تعاون اور مفاہمت مشکل ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معاشرتی تقسیم بڑھ جاتی ہے اور قومی یکجہتی میں کمی آتی ہے۔ چنانچہ اس کی وجہ سے ہوتا یہ ہے کہ:

شدید نظریاتی اختلافات: سیاسی جماعتیں یا گروہ اپنے نظریات اور پالیسیوں میں شدت اختیار کر لیتے ہیں اور دوسرے گروہوں کے نظریات کو مکمل طور پر رد کرتے ہیں۔

۲۔ جذباتی اور منفی مہم: انتخابی مہمات اور عوامی بیانات میں جذباتیت اور نفرت انگیزی کا عنصر بڑھ جاتا ہے، جس کی وجہ سے عوام میں بھی پولرائزیشن بڑھ جاتی ہے۔

۳۔ رابطہ اور تعاون کی کمی: سیاسی جماعتیں اور ان کے رہنما آپس میں مل بیٹھنے اور مسائل کے حل کے لیے تعاون کرنے سے گریز کرتے ہیں، جس کی وجہ سے فیصلہ سازی میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

۴۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کا کردار: میڈیا اور سوشل میڈیا پر بھی پولرائزیشن کا اثر نظر آتا ہے، جہاں مختلف چینلز اور پلیٹ فارمز مخصوص نظریات کی حمایت یا مخالفت کرتے ہیں، جس سے عوام میں تقسیم بڑھ جاتی ہے۔

۸۔’’سوریاونشی‘‘ ریلیز ۲۰۲۱ئ؁۔

۹۔’’پلسٹک انڈرمائی برقعہ‘‘ ریلیز ۲۰۱٦ئ؁۔

۱۰۔’’رام سیتو‘‘ ریلیز ۲۰۱۹ئ؁۔

۱۱۔’’دی ایکسیڈنٹل پرائم منسٹر‘‘ ریلیز ۲۰۱۹ئ؁۔

۱۲۔’’ٹھاکرے‘‘ ریلیز ۲۰۱۹ئ؁۔

۱۳۔’’یوری‘‘ ریلیز ۲۰۱۹ئ؁۔

۱۴۔’’نریندر مودی‘‘ ریلیز ۲۰۱۹ئ؁۔

۱۵۔’’رومیو اکبر والٹر‘‘ ریلیز ۲۰۱۹ئ؁۔

۱٦۔’’سمراٹ پرتھوی راج‘‘ ریلیز ۲۰۲۲ئ؁۔

۱۷۔’’کیسری‘‘ ۲۰۱۹ئ؁۔

۱۸۔’’غنڈے‘‘ ریلیز ۲۰۱۴ئ؁۔

۱۹۔’’بیل باٹم‘‘ ریلیز ۲۰۲۱ئ؁۔

۲۰۔’’کمانڈو ۳‘‘ ریلیز ۲۰۱۹ئ؁۔

۲۱۔’’فراز‘‘ ریلیز ۲۰۲۲ئ؁۔

۲۲۔’’مشن مجنوں‘‘ ریلیز ۲۰۲۳ئ؁۔وغیرہ۔ان سب کا مقصد ایک نئی خود ساختہ تاریخ بنانا، اشتعال پھیلانا اور مسلمانوں کو بدنام کرنا ہے۔

۲۳۔گودھرا: اس فلم میں تو گجرات میں ہوئے مسلم کش فسادات کا ملبہ ہی مسلمانوں پر ڈال دیا گیا، مظلوم مسلمان ہوئے مگر فلم میں مسلمانوں کو ظالم بنا کر پیش کیا گیا۔کیا اس میں گجرات کے قصاب کا دخل نہیں ہوگا۔

۲۴۔ٹیپو۔اس فلم میں حقائق کے برعکس مسلمانوں کو ولن کے طور پر پیش کیا گیا۔فلم ٹیپو میں مضحکہ خیز دعویٰ کیا گیا کہ شیر میسور نے 40 لاکھ ہندوؤں کو جبراً مذہب تبدیلی پر مجبور کیا۔فلم میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا کہ ٹیپو سلطان نے 8 ہزار مندر تباہ جبکہ ایک لاکھ سے زائد ہندوؤں کو پابند سلاسل کیا تھا۔

۲۵۔فلم" آرٹیکل 370 "کشمیر کی خودمختاری کے بارے میں تاریخی واقعات کو غلط انداز میں پیش کرتی ہے اور حقائق کو ایک خاص بیانیہ کے مطابق ڈھالتی ہے۔

۲۶۔''فائٹر''(پلواما کے بارے میں)۔

۲۷۔''نکسل اسٹوری''۔

۲۸۔''جے این یو''(دہلی کی لیفٹ نواز یونی ورسٹی کے بارے میں)۔

۲۹۔''سابرمتی رپورٹ''(گودھرا ٹرین کے حادثے کے بارے میں جس کو گجرات فسادات ۲۰۰۲ بھڑکانے کے لیے استعمال کیا گیا)

۳۰۔''رضاکار''(حیدرآباد دکن کی ملیشیا کے بارے میں)۔

۳۱۔''گاندھی گوڈسے''۔

۳۲۔''میں اٹل ہوں''(اٹل بہاری کے بارے میں)۔

۳۳۔''سواتنترویرساورکر''(ہندوتوا کے نظریہ ساز کے بارے میں)۔

یہ سب فلمیں واقعات کو ایسا رُخ دیں گی، جو'ہندوتوا' کے نظریے سے میل کھاتا ہے تاکہ الیکشن میں فرقہ پرست پارٹی کو فائدہ پہنچ سکے۔

بالی وڈ اداکارہ''سورا بھاسکر'' کی گواہی

بالی وڈ اداکارہ سورا بھاسکر سوشل میڈیا پر سماجی معاملات پر کھل کر بولنے کے لیے اکثر سرخیوں میں رہتی ہیں۔گذشتہ دنوں انھوں نے انڈیا میں ہونے والے ریپ کے معاملات کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔کٹھوا اور اناؤ کے ریپ کے واقعات کے بعد انہوں نے سوشل میڈیا پر لکھا تھا کہ'میں ہندوستان ہوں، مجھے شرمندگی ہے۔آٹھ سال کی لڑکی کے ساتھ مندر میں گینگ ریپ اور قتل۔''سورا'' کے اس بیان پر انہیں ہندو مخالف قرار دیا گیا تو بی بی سی سے بات کرتے ہوئے سورا نے کہا کہ'میں سو فیصد اپنے بیان پر قایم ہوں۔ اسے جس طرح کا رنگ دیا گیا وہ بہت گھٹیا طریقہ تھا، آپ کس بات سے ہندو مخالف ہوتے ہیں؟ ایک آٹھ سال کی بچی کو اغوا کرکے اس کے ساتھ گینگ ریپ اور ایسے جرم کا منصوبہ بنانا ایک ہندو مخالف حرکت ہے نہ کہ وہ

لوگ ہندو مخالف ہیں جو اس جرم کے خلاف بول رہے ہیں، سورا کے بقول ''اگر آپ ہندو ہونے کی وجہ سے مسلمانوں پر حملے کر رہے ہیں تو آپ ملک کا نام نہیں کر رہے بلکہ اسے بدنام کر رہے ہیں، اگر آپ ریپ کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو آپ بہت گرے ہوئے انسان ہیں، اور جن لوگوں کا کام ملک کو آئین کے مطابق چلانا ہے، سب سے زیادہ گھٹیا اور غیر قانونی حرکت وہی لوگ کر رہے ہیں۔'' (بی بی سی ہندی 30 مئی 2018ء)

اگر انسانیت ہے تو ان واقعات پر فلم بناؤ اور سچائی پر بناؤ

۱۔ ریونا پر فلم بناؤ

۲۔ پریت بھوشن پر فلم

۳۔ بلقیس کے ریپسٹوں پر فلم، بلقیس بانو کے خاندان پر جن غنڈہ عناصر نے ہلہ بولنے والے مجرم جو کئی ایک خواتین کی عصمت ریزی اور قتل کے عدالت سے مجرم ثابت ہوئے، یہاں تک کہ معصوم بچوں کو بے دردی سے قتل کر دیا، جس کی پاداش میں وہ جیل کی سلاخوں میں بند رہے، لیکن حکومت کے کارندوں نے ایسے غیر سماجی عناصر کے طرفدار بن کر ان کو جیل سے آزادی دلائی، اس پر فلم بنائیں۔

۴۔ کمسن معصوم آصفہ کے زانیوں اور قاتلوں پر فلم بنائیں

۵۔ لیوان ریلشن شپ پر کاٹی جانے والی لڑکیوں پر فلم

۶۔ ڈیوری کے نام پر جلائے جانی والی لڑکیوں پر فلم

۷۔ پلوامہ کی سچی کہانی بتانے کی ہمت ہے؟

۸۔ گجرات کے فسادات پر سچی فلم بنائیں۔

۹۔ گاؤ کے نام پر ۸۰۶ رلوگوں پر زیادتی اور ان ہیں شہید کر دیا گیا، اس پر دنیا کو سچائی دکھانے کی ہمت ہے؟

۱۰۔ نیوگ، دروپدی وغیرہ وغیرہ جیسے موضوعات پر فلم بنائیں۔

۱۱۔ بھارت میں خواتین کی اجتماعی عصمت ریزی اور ریپ کے صدہا واقعات جو مشرقی ملک بھارت کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں، اس پر فلم بنائیں۔

۱۲۔ نیپال میں ایک برادری پر ظلم، عورت کو ننگا کر کے دو کلو میٹر تک گھمانے پر فلم۔

ستی کی رسم کیا ظلم نہیں؟ پر فلم بنا کر دکھائیں!

''ستی''، جیسی بھیانک رسم ہندوستان کا خاصہ رہی ہے، ستی کا رواج اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہاں عورت کے مستقل وجود اور بحیثیت کو تسلیم ہی نہیں کیا گیا، شادی سے پہلے وہ ایک بے زبان جانور کی سی تھی اور خاوند کی وفات کے بعد اس سے زندگی کا حق ہی چھین لیا جاتا تھا، رسم ستی کے بارے میں البیرونی رقمطراز ہیں

عورت کو، جب اُس کا شوہر مر جائے، بیاہ کرنے کا حق نہیں ہے اور اس کو دو حال میں سے ایک اختیار کرنا ہوگا، یا زندگی بھر بیوہ رہے یا جل کر ہلاک ہو جائے اور دونوں صورتوں میں سے یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ وہ مدت العمر عذاب میں رہے گی، ہندوؤں کا دستور یہ ہے کہ وہ راجاؤں کی بیویوں کو جلا دیتے ہیں، خواہ وہ جلنا چاہیں یا اس سے انکار کریں، تاکہ وہ ایسی لغزش سے، جن کا دن سے خوف ہے، محفوظ رہیں، راجہ کی بیویوں میں صرف بوڑھی عورتیں اور صاحب اولاد، جن کے بیٹے ماں کو بچائے رکھنے کی اور حفاظت کی ذمہ داری کریں، چھوڑ دی جاتی ہیں۔

ہندوستان میں بیرون ممالک سے آنے والی عورتوں کے ساتھ زیادتی

بھارت میں ویدیسی (غیر ملکی) خواتین کے ساتھ ہونے والے جنسی تشدد کے واقعات ایک سنگین مسئلہ رہے ہیں اور میڈیا میں نمایاں طور پر رپورٹ ہوئے ہیں، یہ واقعات نہ صرف متاثرین کی زندگیوں پر گہرا اثر ڈالتے ہیں بلکہ بھارت کی بین الاقوامی ساکھ کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

2012ء میں دلی میں ایک سویڈش خاتون کے ساتھ اجتماعی زیادتی کا واقعہ۔

2013ء میں مدھیہ پردیش میں ایک سوئس جوڑے پر حملہ اور خاتون کے ساتھ زیادتی۔

2015ء میں ایک جاپانی سیاح کے ساتھ واردات۔

2014ء میں ڈینش خاتون : نئی دہلی میں ایک 52 سالہ ڈینش خاتون کے ساتھ اجتماعی زیادتی ہوئی تھی۔ وہ راستہ بھول گئی تھیں اور مدد مانگی، لیکن ان کی مدد کرنے کے بجائے، انہیں کچھ لوگوں نے ایک

ویران جگہ پر لے جا کر زیادتی کا نشانہ بنایا۔

2014ء میں دہلی-متھرا ہائی وے پر ایک 33 سالہ پولش خاتون کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ایک کیب ڈرائیور نے انہیں لفٹ دی اور پھر بے ہوشی کی حالت میں ان کے ساتھ زیادتی کی۔

2024ء میں جھارکھنڈ میں ایک ہسپانوی سیاح کو سات آدمیوں نے زیادتی کا نشانہ بنایا جب وہ اور ان کا شوہر ایک دورافتادہ علاقے میں کیمپ کر رہے تھے۔

یہ واقعات بھارت میں جنسی تشدد کی وسیع پیمانے پر موجودگی کو ظاہر کرتے ہیں۔نیشنل کرائم ریکارڈز بیورو کے مطابق، بھارت میں روزانہ تقریباً 90 ریپ کیسز رپورٹ ہوتے ہیں(۱)،اور ان میں سے بہت سے کیسز میں شدید بربریت شامل ہوتی ہے۔ان واقعات کے بعد بھارتی حکومت نے غیر ملکی سیاحوں کی حفاظت کے لیے سخت اقدامات کیے ہیں، جیسے پولیس فورس کی تعداد میں اضافہ،خصوصی سیاحتی پولیس اور 24/7 ہیلپ لائن کا قیام۔اس کے علاوہ سماجی تنظیمیں اور انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی ان واقعات کے خلاف آواز اٹھاتی رہی ہیں اور خواتین کی حفاظت کے لیے مختلف مہمات چلاتی رہی ہیں۔

علاوہ ازیں غیر ملکی سیاحوں کو مختلف سفارتخانوں کی جانب سے بھارت کے سفر کے دوران احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے، جیسے رات کے وقت اکیلے نہ نکلنا، اجنبیوں سے محتاط رہنا، اور مقامی ثقافتی ضوابط کا احترام کرنا۔ان سب کے باوجود یہ واقعات عالمی سطح پر بھارت کی شبیہ کو متاثر کرتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ملک میں خواتین کی حفاظت کے لیے ابھی بہت کام کیا جانا باقی ہے۔کیا اس پر فلم بنانے اور دنیا کو سچائی دکھانے کی ہمت ہے کسی فلمی اکٹر میں؟ کیا ان واقعات میں ریپ کرنے والوں کے مذہب کو اجاگر کرنے کی ہمت ہے کسی مائی کے لال میں؟۔

فلم ”ہمارے 12“ کا ٹریلر

فلم ہمارے ۱۲، کا ٹریلر یوٹیوب پر آیا ہے، اس میں سب سے پہلے ایک مولوی نما شخص علماء کا معروف لباس پہن کر اور سر پر عمامہ کے ساتھ بہت ہی قوت کے ساتھ قرآن مجید کی آیت: ”نسائکم

(۱) https://www.dw.com/en/sexual-violence-in-india-is-rape-becoming-normalized/a-68443032

حرث لکم فأتوا حرثکم أنی شئتم "(۱) تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں؛ لہٰذا تم اپنی کھیتی پر آؤ جس طرح چاہو" ۔کی تلاوت کرتا ہے، پھر مختلف مکروہ منظر پیش کئے جاتے ہیں، ایک عورت حاملہ ہے اور چاہتی ہے کہ شوہر ابھی اس سے جسمانی تعلق قائم نہ کرے؛ مگر شوہر زور زبردستی کرکے جسمانی تعلق قائم کرنا چاہتا ہے، ایک عورت کافی بیمار ہے، اپنے شوہر سے معذرت کرتی ہے، پھر بھی شوہر زور زبردستی کر کے اس سے جسمانی رشتہ قائم کرنے کے درپئے ہے، اسی طرح کے مختلف مناظر ہیں، ہر منظر میں مرد کو مسلمان شخص کی صورت میں دکھایا گیا ہے، اور عورت کو برقعہ میں؛ تاکہ دیکھنے والے جان لیں کہ ایسی حرکتیں مسلمان کیا کرتے ہیں، پھر یہ اثر دیا گیا ہے کہ اسی وجہ سے مسلمانوں کے یہاں زیادہ بچے ہوتے ہیں، مسلمان بیوی بارہ بچے پیدا کرتی ہے، پہلے وزیر اعظم اور وزیر داخلہ وغیرہ جیسے ذمہ دار لوگوں نے ہم پانچ اور ہمارے پچیس اور ہمارے چالیس جیسا خلاف واقعہ نعرہ دیا تھا، اب اس فلم میں ایک طرف عورتوں پر ظلم دکھایا گیا ہے، اور دوسری طرف اولاد کی کثرت دکھائی گئی ہے۔

فلم میں خواتین اور مذہب کی کیسی بے عزتی کی گئی

"ہمارے 12" نامی فلم میں برقع پوش بہنوں کے کردار کو داغدار دکھانا دراصل صنف نازک کی توہین ہے؛ یہ تمام عورتوں کی بے عزتی ہے؛ نیز فلم میں گنبد خضری دکھا کر دنیا بھر کے مسلمانوں کی دل آزادی کا ارتکاب کیا گیا ہے؛ فلم میں جگہ جگہ اسلام مخالف ہتک آمیز مکالمے؛ مناظر اور مواد شامل کیا گیا ہے؛ پوری فلم کے اندر سیدھے طور احکام شریعہ کا مزاق اڑایا گیا ہے، اور مسلمانوں کی شبیہ کو داغدار کرنے کی کوشش کی گئی، اس فلم پر سب سے زیادہ ہر مذہب کی عورت کو برہم ہونا چاہئے۔

فلم ہمارے ۱۲/ پر روِش کمار کا ٹیوٹ

اس فلم پر بہت سے دانشور اور تعلیم یافتہ لوگوں نے پسند نہیں کیا، سب کے تبصرے یوٹیوب پر موجود ہیں یہاں صرف ایک کا تبصرہ پیش کیا جاتا ہے۔"نفرت کا بازار اتنا بڑا ہوتے جارہا ہے کہ اندازہ لگانا مشکل

---

(۱) بقرہ، آیت نمبر 322 :

ہے، فلم ''ہمارے بارہ'' آرہی ہے، جو سیدھے سیدھے ایک دھرم وِشیش کو لے کر بنائی گئی ہے، اس کے مکھّے کلا کاروں کو پہچانئے، ایک ایجنڈے کے تحت RSS سے جڑے یہ کلا کار کلا نہیں سماج میں نفرت پروسنے کا کام کر رہے ہیں، سوچئے دیش کے مسلمانوں سے انہیں کتنی نفرت ہے''۔

فلم کے ٹریلر کی شرعی حیثیت

کسی بھی فلم کا ٹریلر اس فلم کے اداکاروں کی سوچ کی عکّاسی کرتا ہے، پہلے ٹریلر سے ظاہر ہونے والی نفرت ودشمنی کو سمجھیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ'' (آل عمران 3:118)

اے ایمان والو! اپنے لوگوں کے سوا دوسروں کو راز دار نہ بناؤ، وہ تمہاری تباہی میں کوئی کمی نہ کریں گے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تکلیف پہنچے۔ دشمنی ان کے منہ سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہم نے تمہیں نشانیاں واضح کر دی ہیں، اگر تم سمجھ رکھتے ہو''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ہدایت دے رہے ہیں کہ وہ اپنے معاملات میں غیر مسلموں یا منافقین کو اپنا راز دار نہ بنائیں، کیونکہ وہ مسلمانوں کے دشمن ہیں اور ان کی تباہی کے خواہاں ہیں۔

اس آیت میں چند اہم نکات ہیں:

۱۔ دشمنی کی ظاہر علامت :قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ''یعنی دشمنی ان کے منہ سے ظاہر ہو چکی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی زبان سے جو باتیں نکلتی ہیں، ان سے ان کی دشمنی اور نفرت صاف ظاہر ہوتی ہے۔ کسی بھی فلم سے پہلے آنے والا ٹریلر اس آیت کا مصداق بنتا ہے، چنانچہ فلم ''ہمارے ۱۲'' کا ٹریلر بھی اسی نفرت پر مشتمل ہے۔

۲۔ دلوں میں پوشیدہ دشمنی : ''وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ''یعنی اور جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو دشمنی اور نفرت ان کے دلوں میں چھپی ہوئی ہے، وہ ان کی ظاہر باتوں سے بھی زیادہ شدید ہے۔

فلم ریلیز ہونے تک فلم کا بقیہ حصہ آیت کے اس حصہ کا مصداق ہوگا، ریلیز ہونے کے بعد مکمل فلم بھی ٹریلر کے درجہ میں ہو جائے گی اور دلوں میں بسی اصل نفرت وہ اس طرح کی فلموں سے کہیں زیادہ ہوگی۔

۴۔حکمت اور بصیرت : اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایمان والوں کو نشانیوں کے ذریعے سمجھا دیا ہے کہ کس طرح اپنی حفاظت کریں اور دشمنوں کی چالوں سے بچیں۔''قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ''۔یعنی ہم نے تمہیں نشانیاں واضح کر دی ہیں، اگر تم سمجھ رکھتے ہو''۔

یہ آیت مسلمانوں کو محتاط رہنے اور اپنی حفاظت کی تدابیر کرنے کی نصیحت کرتی ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ مسلمانوں کو اپنے دوستوں اور دشمنوں کی پہچان ہو، اور وہ اپنے معاملات میں صرف ان لوگوں پر اعتماد کریں جو ان کے خیر خواہ ہوں۔مجموعی طور پر، اس آیت میں مسلمانوں کو حکمت، بصیرت، اور احتیاط کی تلقین کی گئی ہے تاکہ وہ دشمنوں کی چالوں سے محفوظ رہ سکیں اور اپنی جماعت کو نقصان سے بچا سکیں۔

آیت کے اس حصہ کی روشنی میں ایسی فلموں کے گندے اثرات سے بچنا، اور فلم بینی سے بچنا، اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے منفی انداز میں فلمائے گئے احکام کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

ٹریلر میں دکھائے گئے امور

۱۔عورت کو کھیتی کہنا۔

۲۔عورت کے ساتھ جیسے چاہئے ویسے کھیتی کرنا۔

۳۔عورت سے حمل کی حالت میں ہمبستری کرنا۔

۴۔عورت پر ظلم کرنا۔

۵۔عورت کی پیدائش کا مقصد مرد کی خدمت و فرمابرداری ہونا۔

۶۔عورت کو شلوار کا ناڑا شمار کرنا۔

۷۔عورت کو ہمبستری سے انکار کرنے کا اختیار نہ ہونا۔

۸۔اس دنیا کا بہترین تحفہ مرد ہے۔

۹۔شوہر مجازی خداہوتاہے۔

ان تمام امور پر قرآن وحدیث کی روشنی میں، ہندوانہ کتابوں اور عقل کی روشنی میں گفتگو کی جائے گی۔

’’نساؤکم حرث لکم‘‘ کاشانِ نزول

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں’’اس آیت کا پس منظر سمجھنے کے لئے ہمیں قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا چاہئے،اور برادران وطن کی کتابوں کا بھی جائزہ لینا چاہئے،سورۂ بقرہ کی اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ اسلام کے آنے پہلے سے مکہ میں لوگ میاں بیوی کے جسمانی تعلق کے لئے مختلف طریقے اختیار کرتے تھے،سامنے کی طرف سے،پشت کی طرف سے،بیٹھ کر اور کروٹ کی شکل میں، عورت کی پیٹھ کے بل لیٹنے یا پیٹ کے بل لیٹنے کی حالت میں؛لیکن بہر حال یہ تعلق عورت کی آگے کی شرمگاہ میں ہی قائم کیا جاتا تھا،یہودیوں کے یہاں ایک ہی طریقہ کی قید تھی،مختلف انداز سے شوہر اور بیوی ایک دوسرے سے لطف اندوز نہیں ہوسکتے تھے،یہود مدینہ میں رہتے تھے اور مدینہ میں انصار مدینہ کا بھی قیام تھا،تو انصار کے یہاں بھی یہی مزاج تھا،شوہر و بیوی کے تعلق میں ایک ہی طریقہ کی پابندی ہوتی تھی، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے،تو ایک مہاجر مرد کی ایک انصاری عورت سے شادی ہوئی اور انھوں نے جسمانی تعلق میں اہل مکہ کے طریقہ کے مطابق مختلف انداز پر بیوی سے لطف اندوز ہونا چاہا،یہ بات اس خاتون کو ناگوار گزری،انھوں نے کہا کہ مجھے یہ گوارا نہیں ہے،اگر تم کو ایسا کرنا ہے تو مجھ سے دور رہو، یہ اختلاف دوسرے لوگوں تک بھی پہنچا،یہاں تک کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بھی،اسی موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بیویاں اپنے شوہروں کے لئے کھیتی کے درجہ میں ہیں،تو جس طریقہ پر وہ چاہیں اپنی کھیتی پر آئیں،یعنی شوہر کسی بھی طریقہ پر بیوی کے اس حصۂ جسم میں اپنا مادہ تولید ڈال سکتا ہے،جس میں بچہ کی نشو ونما ہوتی ہے اور طرفین کو اولاد کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔(۱)

یعنی اس میں کیفیت کا عموم ہے کہ جس کیفیت کے ساتھ چاہے صحبت کرے،مقام کا عموم نہیں ہے،وہ تو متعین ہے کہ جس راہ سے حمل کا استقرار ہوسکتا ہے،اسی کا استعمال کرے‘‘۔

---

(۱) الکشف والبیان عن تفسیر القرآن،سورۃ البقرۃ،بروایت ابن عباس322 :2، /161

کیامسلمان سے نکاح کے وقت زیادہ بچوں کاوعدہ لیاجاتاہے؟

حقیقت یہ ہے کہ نہ مسلمانوں کے یہاں دوسرے سماج کے مقابلہ زیادہ اولاد پیدا کرنے کی منصوبہ بند کوشش ہوتی ہے، اور نہ ہی آج تک کسی سے نکاح کے بعد اولاد پر جبر کیا گیا ہے، جانبین کی رضامندی سے اگرکثرتِ اولاد ہوتو بیچ میں کسی اورکو بھونکنے کی ضرورت کیاہے؟ کیایہ کسی کی آزادی میں دخل اندازی نہیں ہے؟ جب آپسی رضامندی سے کم اولاد کامنصوبہ آزادی ہے تو یہ آزادی کیوں نہیں؟

مسلمانوں کے گھروں میں دوفیصد بھی دس بچے دکھادیں ۱۱/لاکھ انعام

این سی پی کے شرد پوار دھڑے کے ایم ایل اے جتیندرآواڑ نے فلم پر پابندی لگانے کامطالبہ کیاہے" جتیندراواڑ" نے ایک پریس کانفرنس کہا کہ یہ فلم ایک مخصوص معاشرے کو بدنام کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔جتیندراواڑ نے کہا کہ جوبھی شخص مجھے 10 بچےکسی مسلمان کے گھردکھائےگامیں اسے 11 لاکھ روپے کاانعام دوں گا۔بنیادی طورپراب کسی مسلمان کے 10 یااس سے زیادہ بچےنہیں ہیں۔جب ایسی تصویرکہیں نہیں تولوگوں میں غلط فہمی کیوں؟ یہ کسی مذہبی کتاب یامذہبی کتاب میں نہیں لکھاہے۔ایسا کچھ بھی ہندو،مسلم،سکھ یابدھ مذہب کی مذہبی کتابوں میں کہیں نہیں لکھا۔کتنے بچوں کو جنم دینا چاہیے یہ اس میاں بیوی کا سوال ہے۔خداجانے سنسربورڈ کیا کررہاہے جبکہ یہ سب کچھ ہورہاہے،کس کے ماتحت کام کررہاہے۔ سنسرکو کچھ ذمہ داری کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔

بے شرم اکٹرانوکپورکے دوبیویاں چاربچے

انوکپور،جوایک مشہوربھارتی فلم اورتھیٹراداکار،گلوکار،اورٹی وی پرسنالٹی ہیں،کی دوشادیاں ہوئی ہیں:

۱۔مدھوکپور :انوکپورکی پہلی بیوی تھیں۔ان کے ساتھ ان کی شادی طلاق پرختم ہوئی۔

۲۔ارجیتاکپور :انوکپورکی دوسری بیوی ہیں۔ان کے ساتھ انوکپورکی شادی ابھی تک قائم ہے۔

انوکپورکےکل چاربچے ہیں،جن میں سے تین بچے ان کی دوسری بیوی ارجیتاکپورسے ہیں۔انوکپورکی

ذاتی زندگی اوران کی شادیاں ان کے کیریئر کے دوران اکثر موضوع بحث رہی ہیں۔

عورت کو قرآن میں کھیتی کیوں کہا گیا؟

"نساؤ کم حرث لکم" قرآن میں بیویوں کو کھیتیاں کیوں کہا گیا، یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے۔اس پر جتنا غور کرو اتنے ہی مفاہیم سامنے آتے ہیں :

(۱) طہارت:

اس کی تفسیر میں مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں: عورتوں کے لئے کھیتی کے استعارے میں ایک سیدھا سادا پہلو تو یہ ہے کہ جس طرح کھیتی کے لیے قدرت کا بنایا ہوا یہ ضابطہ ہے کہ تخم ریزی ٹھیک موسم میں مناسب وقت پر کی جاتی ہے۔نیز بیج کھیت میں ڈالے جاتے ہیں کھیت سے باہر نہیں پھینکے جاتے، کوئی کسان اس ضابطے کی خلاف ورزی نہیں کرتا"۔اسی طرح بیوی سے صحبت کرنے میں موقع محل دیکھے، پاکی کے ایام ہیں یا نہیں، بے موسم کھیتی نہیں اگتی ،بے طہارت نسل نہیں پیدا ہوتی ، اور اسلام نے جہاں اپنی بیویوں سے صنفی تعلق کی اجازت دی ہے وہیں حالت حیض میں ان سے صنفی تعلق کی ممانعت کی ہے۔
فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الۡمَحِيۡضِ (البقرہ ۲۲۲ :)

(۲) محبت:

کھیتی سے فصل اور بیوی سے نسل پیدا ہوتی ہے، فصل سے بھی محبت اور نسل سے بھی محبت ضروری ہے، آپ اگر کسان ہوں، آپ کے پاس زمین ہو لیکن آپ اس پر توجہ نہیں دیتے، اس کی خوشحالی کے لیے پیسے خرچ نہیں کرتے، کھیتی کو وقت نہیں دیتے، اپنا آرام سکون غارت کر کے اس کی خدمت نہیں کرتے تو کھیتی کا کیا حال ہوگا؟۔اس میں اشارہ ہے کسان کھیت کے لئے جیسے مشقت اٹھاتا ہے اسی طرح شوہر اپنی بیوی کے لئے اٹھائے، آپ شادی شدہ ہیں تو آپ کی بیوی اسی کھیتی کی طرح آپ کی توجہ چاہتی ہے۔وہ چاہتی ہے آپ اس کے نخرے اٹھائیں، اسے توجہ دیں، اس سے اپنی محبت کا اظہار کریں، اس کو وقت دیں، اس کی ضروریات کا خیال رکھیں، اس کے محافظ بنیں، اس پر پیسے خرچ کریں۔

(۳) حفاظت:

کسان اپنے کھیت میں آنے والے سوّر اور دیگر جانوروں سے اس کی حفاظت نہیں کرتے، اسے دوسروں کی گزرگاہ بننے سے بچانے کی کوشش نہیں کرتے، اسے اس کے مزاج کے مطابق کم یا زیادہ دھوپ سے نہیں بچاتے تو کیا حال ہوگا، اسی طرح شوہر اپنی بیوی کی حرکتوں سے غفلت برتے، یا کسی آوارہ شخص سے بیوی کی حفاظت نہ کرے تو جیسے کھیت اجڑے گا ویسے یہاں گھر اجڑے گا، شوہر کی ذمہ داری ہے کہ اس کی طرف دیکھنے والے سوروں کو مار بھگائے۔اس کی حفاظت کا سامان کرے۔

(۴) مقصدیت:

۱۔کھیت کا مقصد اناج و فصل اگانا ہے، اسی طرح بیوی سے صحبت کا مقصد نسل ہے، صحبت اسی جگہ کرو جہاں سے اولاد پیدا ہو۔ پیچھے کے راستہ سے صحبت کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے تو اب آیت ''نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَأْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ'' ''تمہاری عورتیں تمہارے لئے بمنزلہ کھیت کے ہیں'' کا مطلب ہوگا کہ جس میں نطفہ بجائے تخم کے ہے اور بچہ بجائے پیداوار کے ہے۔ بس اپنے کھیت میں آؤ جس طرف سے چاہو کروٹ سے ہو، پیچھے سے ہو آگے بیٹھ کر ہو اوپر یا نیچے لیٹ کر ہو یعنی جس ہیئت سے بھی چاہو لیکن ہر حال میں کھیت ہی میں آنا ہے، کھیت سے مراد قُبُل ہے کیونکہ قُبُل موضع حَرْث ہے دُبر مراد نہیں ہے کیونکہ وہ موضع فرث ہے یعنی پاخانہ کی جگہ ہے۔ دُبر میں نطفہ ڈالنے سے پیداوار یعنی اولاد نہ ہوگی، نطفہ ضائع جائے گا۔ اور قُبُل میں نطفہ ڈالنے سے اولاد کی تخم ریزی ہوگی۔ تو اصل کھیت قُبُل ہوا نہ کہ دُبر۔ وہ گندگی کی جگہ ہے۔ اسی لئے جماع فی الدبر حرام قرار دیا گیا ہے۔ (۱)

۲۔شادی کا مقصد نسل انسانی کو بڑھانا ہے، اگر کسان کھیت خریدنے کے بعد کھیت کے چکر لگائے، اس میں لائٹ لگائے، پائنٹ کرے مگر پانی ڈال کر ہل نہ چلائے اور امید رکھے اس سال مجھے بہترین فصل ملے گی تو وہ بے وقوف ہے، اسی طرح شادی کے بعد بیوی کو میک اپ کروائے، بہترین لباس پہنائے

---

(۱) معارف القرآن ۱ : / ۵۴۳

،دنیا بھر کی سیر کرائے مگر صحبت نہ کرے، مادّہ منویہ منتقل نہ کرے اور امید لگائے اس بار مجھے جوڑواں بچے پیدا ہوں گے تو وہ بے وقوف ہے، اگر فصل چاہتا ہے تو ہل چلائے اگر نسل چاہتا ہے تو صحبت کرے۔

(۵) ادائے حق:

کھیت کو بروقت پانی پہنچانا، اس کا حق ہے ورنہ وہ بنجر ہو جائے گی، کھیتی سوکھ اور اجڑ جائے گی، آپ کو پھل اناج نہیں ملے گا اور آپ اسے تباہ کر بیٹھیں گے، کھیت کو پیداوار کے لئے رکھو، اور بیوی کو اس کی خواہش کے وقت ساتھ دو زیادہ دور رہنا، لمباوقفہ صحبت سے محروم رکھنے سے ازدواجی زندگی بھی اجڑ جاتی ہے، خلع وطلاق کی نوبت آجاتی ہے۔ جب آپ اسے اس کی خواہش مہیا کریں گے تو یقیناً وہ ہری بھری رہے گی۔ اس کا لہلہانا آپ کے دل کو خوش کرے گا لیکن اگر ایسا نہیں کریں گے تو وہ مرجھا جائے گی۔

(۶) انسان اور جانور میں امتیازیت:

جانور اور انسان کی صحبت کے فرق کو واضح کیا گیا، جانور جس راستہ سے غلاظت کرتا ہے اسی راستہ اس کا نر جفتی کرتا ہے، انسان کو حکم ہے گندگی کے راستہ سے صحبت نہ کرو، ورنہ تم میں اور جانور کتے، گدھے، اور خنزیر کی حرکت میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ یہ سب حکمتیں صرف اس ایک لفظ ''کھیتی'' میں چھپے ہیں۔

''وفي هذا تشبيه جميل بليغ وفيه بيان لمقصد رئيس من النكاح وهو التكاثر والتناسل. ثم وضحت الآية أنه يجوز للرجل أن يأتي زوجته - وهي التي عبرت عنها الآية بالحرث - كيفما شاء بدون تقييد كون الإتيان من أمامها أو ورائها أو على جنبها أو بطنها أو ظهرها بشرط أن يكون الجمع في القبل، مخالفةً بذلك ما زعمته اليهود، وهذا معنى ''فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ''(۱)

گویا ایک مختصر سے لفظ میں اللہ رب العزت نے انسانی فطرت، اور اپنی قدرت کا اصول بیان فرمادیا، اور اپنے فرمابرادروں کو پیغام دیا کہ اپنی بیگم کو توجہ دیں، عزت دیں۔ روزانہ کی بنیاد پر اپنا وقت دیں، اس پر اپنا مال خرچ کریں، اس کی ضروریات پوری کریں۔ عورت اتنی ہی توجہ چاہتی ہے جتنا کسی بھی کھیتی کو اپنے

---

(۱) أبو جعفر الطبري: ۱۴۲۰، جامع البيان في تأويل القرآن، بيروت: دارالرسالة، ۴/۳۹۶)

کسان کی توجہ درکار ہوتی ہے۔

"نسأؤ کم ... حرث ... عن عطاء ,عن سعید بن جبیر ,عن ابن عباس : ... "

(۷)عورت کی اہمیت:

کھیتی غذاءواناج کے ذریعہ نسل انسانی کے زندہ رہنے کا ذریعہ ہے اسی طرح عورت نسل انسانی کے بقا کا ذریعہ ہے، زمین سے اناج و فصل اگنا بند ہو جائے تو انسان کہیں اور سے اناج اگا کر دکھائے ،اسی طرح انسان عورت سے بچہ جنم کرنے کے بجائے کہیں اور سے بچہ جنم کر کے دکھائے ،بارش کے قطروں سے ،درخت سے، بھینس و بیل سے انسانی بچہ پیدا کر کے دکھائے ۔کھیتی سے فصل اگنا عیب نہیں بلکہ مقصد ہے اسی طرح عورت سے ملاپ فصل پیدا کرنے کے مقصد سے ہے ،اس تشبیہ میں عورت کی اہمیت کو بتایا گیا کہ ,جس طرح پیداوار کا ذریعہ کھیتی ہے، کھیتی کے بغیر پیداوار نہیں ہو سکتی ،اسی طرح بیوی نسل کا ذریعہ ہے، نسل حاصل کرنے کا ذریعہ بیوی کے علاوہ کوئی نہیں ،بیوی کے علاوہ کسی عورت سے اولاد ہو تو وہ حرامی کہلائے گی ،اگر نسل حاصل کرنے کا ذریعہ بیوی کے علاوہ کوئی اور ذریعہ ہوتا تو بیوی کی اتنی اہمیت نہ ہوتی۔

(۸)اضافۂ عزت:

ا۔جس زمین سے پیداوار نہ ہو، بنجر ہو، کسان ایسے زمین میں پانی بہانے ،بیج ڈالنے کی حماقت نہیں کرتا،اسے یا تو فروخت کرے گا یا اس زمین کی مرمت کر کے اس میں عمارت بنادی جائے گی ، پھر اس زمین پر کھیتی کا اطلاق نہیں ہوتا ,جس عورت سے بچہ پیدا کرنے کا نظام ختم کر دیا جائے اس عورت پر پیسہ لٹانے ،اسکی حفاظت وعزت میں لوگ دل چسپی نہیں لیتے ,عورت کی عزت اولاد سے بڑھ جاتی ہے، محض صحبت تو بازاری عورت سے بھی لوگ کر لیتے ہیں، مگر طائفہ کو وہ عزت نہیں ملتی جو ایک بیوی کو ملتی ہے۔

۲۔ایک فیملی میں سب زیادہ عزت ماں کی ہوتی ہے،والدہ کو عزت ولادت کی وجہ سے ہے، اگر عورت زوجہ ہی رہتی ،ولادت کے مرحلہ تک نہ پہنچتی تو وہ ماں کہلاتی ؟ ماں کی ممتا ،ماں کے قدموں میں جنت

،وغیرہ سب حاصل ہوتا؟ ولادت عورت کا مقام بڑھا دیتی ہے۔انسانوں کے سماج میں عورت حمل سے ہوتی ہے تو ہی خوشی شروع ہو جاتی ہے،رسومات کی بھرمار ہوتی ہے، کیونکہ عورت اپنے مقصد تک پہنچ رہی ہے۔

(۹) جائز شہوت کی اہمیت:

ا۔میاں بیوی کے تعلق کا مقصد نسل انسانی کو بڑھانا ہے، تبھی جوانی کی اہمیت ہے،جوان عورت بھی جوان مرد بھی اولاد پیدا کرنے کی طاقت رکھتے ہونے کی وجہ سے سماج میں اہمیت کے حامل ہوتے ہیں ورنہ پچیس وتیس سال کی عمر کے مخنث بھی سماج میں رہتے ہیں، انہیں وہ اہمیت حاصل نہیں ہے،مرد وعورت میں صحبت کی طاقت وشہوت نہ ہوتو ان میں اور مخنث میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا ہے۔اسے وہی سمجھے گا جس میں یہ خوبی ہو۔''حرث'' کے لفظ سے جوانی اور جوانی کے تقاضے کی اہمیت بتائی گئی۔

(۱۰) کھیت میں دل چسپی نہ ہو تو کوئی اور دل چسپی لے گا

اللہ سبحانہ نے عورت کو''حرث'' سے تشبیہ دی ہے،اس سے اس کی تضحیک وتذلیل نہیں بلکہ اس کی عزت وناموس اور اس کو وقار واعتبار بخشا گیا ہے، دنیا جانتی ہے کہ ہر کھیتی کا کوئی نہ کوئی کسان ہوتا ہے اس کی دیکھ ریکھ میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا اور ہر طرح اسے ضرر ونقصان سے بچائے رکھنے کی تگ ودو میں رہتا ہے۔ چنانچہ کسان کھیت خریدنے کے بعد اگر اس میں ہل نہ چلائے ،اناج اگانے میں دل چسپی نہ لے تو جولوگ دل چسپی رکھتے ہیں وہ کسان سے یا زمیندار سے کھیت عاریت پر لے کر ہل جوت کر اناج اگا لیتے ہیں ،اسی طرح شادی کے بعد اگر شوہر صحبت میں دل چسپی نہ لے تو بیوی دوسرے مرد میں دل چسپی لینا شروع کر دیتی ہے۔

اس معنی میں عورت یقینا کھیتی ہے لیکن اس کھیتی کا تنہاء کسان (شوہر) ہوتا ہے، ظاہر ہے کسان کی غفلت سے لہلہاتی کھیتیاں مرجھا جاتی ہیں جو نتائج وثمرات ملنے چاہیے اس سے وہ محروم ہو جاتا ہے، نکاح کا ثمر اولاد ہے جس کا ہر انسان خواہشمند رہتا ہے، اولاد نہ ہو تو کیا کیا جتن کئے جاتے ہیں یہ کسی سے مخفی نہیں۔

شوہر اولاد کے قابل نہیں تو دوسرے مرد سے صحبت کرے

چنانچہ مذکورہ رواج کے پیشِ نظر ہندومت میں اگر شوہر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تو وہ اپنی بیوی کو

کسی اور مرد سے تعلقات پیدا کرنے کا کہہ سکتا ہے تاکہ وہ اولاد بنا سکے، یہ عورت دوسرے شخص سے ازدواجی تعلقات پیدا کرے گی حتی کہ اولاد بھی جنے گی مگر بیوی اُسی پہلے شوہر کی رہے گی، اور بیوی رہے گی بھی اُسی پہلے شوہر کے گھر میں، اور جو اولاد دوسرے مرد سے پیدا ہوگی وہ پہلے شوہر کی اولاد کہلائے گی، اس طریقے کو نیوگ کہا جاتا ہے۔

چنانچہ رگ وید ۱۰۔ میں آتا ہے کہ "جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو، تو اپنی بیوی کو ہدایت کرے کہ اسے سہاگ کی خواہش مند عورت! تُو میرے سوا کسی اور خاوند کی خواہش کر (کیونکہ اب مجھ سے اولاد کی پیدائش نہیں ہوسکے گی ایسی حالت میں عورت دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ مگر اپنے عالی حوصلہ شادی کیئے ہوئے خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے"۔ (رِگ وید، چیپٹر :۱۰)

نیوگ ایک قدیم ہندو رسم جس میں کوئی بھی شخص مقتول کی بیوی کے ساتھ صنفی تعلق قائم کر کے اولاد پیدا کرسکتا تھا، ہندو مذہب میں اولاد کے حصول کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ کسی عورت کو اولاد نہ ہوتی وہ شوہر کی مرضی سے کسی غیر مرد سے اولاد حاصل کرسکتی تھی، بشرطیکہ وہ شخص برہمن ذات سے ہو یہ عموماً کسی انت، مہاتما کسی رشی یا کسی نیک برہمن سے اولاد کا حصول ہے۔ العیاذ باللہ۔

اسلام کی نظر میں عفت وعصمت ایک اعلیٰ ترین قدر ہے، وہ ایک عورت کو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کی طرف، اسی طرح مردوں کو بھی اجنبی عورتوں پر نظر ڈالنے کی اجازت نہیں دیتا چہ جائے کہ اولاد کی خاطر کسی اور سے جنسی تعلقات استوار رکھے جائیں۔

(۱۱) بیوی پر خرچ کی اہمیت:

پیداوار والی زمین سے کسان کی دل چسپی باقی رہتی ہے، اسی طرح بچہ والی عورت سے شوہر کی دل چسپی باقی رہتی ہے، ورنہ جوانی میں شہوت کی وجہ سے عورت میں دل چسپی رہے گی اور جب شہوت ختم ہوجائے گی تو ساتھ رہنا، ایک دوسرے کی خدمت کرنا، پیسہ خرچ کرنا سب ختم ہوجائے گا، چونکہ اب عورت سے کوئی مطلب باقی نہ رہا، یا مرد سے کوئی مطلب باقی نہ رہا لیکن اگر ان کے بچے ہوں تو انہیں شہوت ختم ہونے کے بعد بھی بچوں کی محبت ایک دوسرے کو جوڑے رکھتی ہے۔

(۱۲)لینت :

اللہ نے''کھیتی''فرمایا''بنجر زمین نہیں فرمایا،جنگل نہیں فرمایا،سڑک اورراستہ نہیں فرمایا،یہ خود بھی غور کرنے کی بات ہے،وجہ یہ ہے کہ کھیتی نرم ہوتی ہے،سخت نہیں ہوتی، پیداوارکی زمین سخت،اور پتھریلی نہیں ہوتی بلکہ نرم ہوتی ہے،ایسے ہی عورت سے نسل پیدا ہوتی ہے مگروہ خودنرم ہوتی ہے،اس سے اولاد پیدا کرو مگراس کی نرمی کا بھی لحاظ رکھو،کسان نرم زمین پرضرورت سے زائدہل نہیں چلاتا،بیج بونے کے لئے زمیں کیسی ہونی چاہئے اس احساس کے ساتھ ہل چلاتا ہے،یہی سوچ ایک شورکی ہونی چاہئے ۔اللہ اکبر کتنے لطیف اشارے اللہ نے فرمائے !سمجھنے والی عقل چاہئے ۔

(۱۳)تخصیص کی نسبت :

جس کی کھیتی ہے وہی ذمہ داریاں نبھائے ،دوسرے کودخل دینے کا کوئی جائزطریقہ نہیں ہے، مولاناصادمحی الدین صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں''کہاں اسلام کی مبنی برحیاء پاکیزہ تعلیمات اورکہاں دروپدی کا قانون جس میں ایک عورت کے پانچ شوہرہوسکتے ہیں،پانڈوَ ہندورزمیہ مہابھارت کے مرکزی کردارہیں،یہ پانڈوکےکل پانچ بیٹے تھے جواس کی دوبیویوں کنتی اورمادری کےبطن سے پیدا ہوئے۔ان کے نام تھے :یدھشٹر،بھیم سین،ارجن،نکول اورسہدیو۔ان پانچوں بھائیوں کی ایک بیوی تھی جس کا نام دروپدی تھا۔بھارت کے ریاست ہماچل پردیش میں اب بھی ایک عورت کا چارمردوں سے بیک وقت شادی کارواج ہے۔اسلام توصرف اپنی بیوی سے صنفی تعلق قائم کرکے اولاد پیدا کرنے کی تعلیم دیتا ہے جبکہ دروپدی کے حوالہ سے ایک عورت پانچ مردوں سے شادی کرسکتی ہے گویااس کے معنی یہ ہوئے کہ ایک کھیتی کے پانچ کسان ہوسکتے ہیں اولاد پیدا ہوتوان میں تقسیم بھی ہوسکتی ہے۔العیاذ باللہ۔

اسلام میں نسب کی حفاظت کی بڑی اہمیت ہے،شوہرکی ایک بیوی ہو یاایک سے زائد چارتک بیویاں ہوں نسب کی حفاظت ممکن ہے ورنہ جس عورت کے پانچ شوہرہوں پیدا ہونے والا بچہ کس سے منسوب ہوگااورکیسے نسب کی حفاظت ہوگی؟اسلام دشمنوں نے شایداس پرکبھی غورنہیں کیاہے''۔

کھیتی کے لفظ سے شریک حیات کی اہمیت کو سمجھایا گیا

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں ”قرآن مجید کا بیوی کو کھیتی سے تشبیہ دینا ایک لطیف اشارہ ہے، کاشت کار کو اپنی کھیت سے بڑی محبت ہوتی ہے، وہ اس کی حفاظت کرتا ہے، نقصان دہ چیزوں سے اسے بچاتا ہے، اور ہر طرح سے اس کی دیکھ ریکھ کا لحاظ کرتا ہے، پھر موسم پر اس سے پھل حاصل کرتا ہے، اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شوہر کا بیوی سے صرف یہ تعلق نہیں ہونا چاہئے کہ وہ اپنی خواہش پوری کرے اور دور ہٹ جائے اور بیوی کے مسائل اور ضروریات سے بے تعلق ہو جائے، پھر جب بچہ پیدا ہو تو اولاد کی نسبت کا طلب گار ہو؛ بلکہ اس کو قدم قدم پر بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے، اس کی حفاظت اور نگہداشت کرنی چاہئے، اس کا علاج اور اس کی غذا کا معیاری انتظام کرنا چاہئے، اس کو پوری محبت اور توجہ دینی چاہئے، پھر اس کا پھل یعنی اولاد حاصل کرنی چاہئے، شوہر کا اپنی بیوی سے ایسا تعلق نہ ہو جو جانوروں میں نر اور مادہ کا ہوتا ہے کہ نر و مادہ کا تعلق قائم ہو گیا، اس کے بعد نر کو مادہ سے کوئی تعلق نہیں، نہ اس کی غذا سے نہ اس کے لئے رہائش کے انتظام سے، نہ اس کے علاج وضروریات سے؛ بلکہ اس کا تعلق ایسا ہونا چاہئے جیسا ایک کاشتکار کا اپنے کھیت سے ہوتا ہے، اور اس میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ عورت صرف لذت حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں ہے؛ بلکہ وہ شریک حیات ہے، جس سے جسمانی تعلق بھی بہتر اور جائز مقصد کے لئے ہونا چاہئے، جس میں دائمی محبت اور ایک دوسرے کا لحاظ ہو، افسوس کہ قرآن مجید کے اتنے اہم حکم کو اس کی روح کے برخلاف منفی انداز میں پیش کیا جا رہا ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ اس پروپیگنڈہ کی حقیقت کو خود سمجھیں اور برادران وطن تک بھی سچائی کو پہنچائیں؛ تاکہ جھوٹ کا پردہ چاک ہو؛ کیوں کہ جب صبح کی روشنی طلوع ہوتی ہے تو رات کی تاریکی چھٹ جاتی ہے“۔

ہندو مذہبی کتابوں میں جنسی تعلق ایک مقدس عمل ہے

ہندو مذہبی کتابوں میں بیوی کے ساتھ جنسی تعلقات کے بارے میں مختلف نکات بیان کیے گئے ہیں۔ یہ نکات مختلف کتابوں میں مختلف انداز سے پیش کیے گئے ہیں، مگر مجموعی طور پر یہ چند اہم اصولوں پر مبنی ہیں:

۱۔ویدک لٹریچر : ویدوں میں جنسی تعلقات کو زندگی کے ایک قدرتی اور ضروری حصہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔جنسی تعلقات کو اولاد کی پیدائش اور نسل کی بقا کے لئے ضروری سمجھا گیا ہے۔

۲۔کاماسوترا : کاماسوترا ایک مشہور ہندو متن ہے جو جنسی تعلقات کے مختلف پہلوؤں پر مفصل بحث کرتا ہے۔اس کتاب میں شوہر اور بیوی کے درمیان جنسی تعلقات کو خوشگوار اور محبت بھرے تعلق کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔کاماسوترا میں جنسی تعلقات کی اہمیت، تکنیک اور مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳۔منوسمرتی : منوسمرتی میں جنسی تعلقات کو ایک منظم اور اخلاقی دائرے میں رکھنے کی ہدایت دی گئی ہے۔شوہر اور بیوی کے درمیان جنسی تعلقات کو مقدس سمجھا گیا ہے اور انہیں اخلاقیات کے دائرے میں رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۴۔پران : پرانوں میں جنسی تعلقات کو ایک روحانی اور جسمانی تعلق کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔جنسی تعلقات کو شوہر اور بیوی کے درمیان محبت اور تعلقات کو مضبوط کرنے کے لئے اہم سمجھا گیا ہے۔

مجموعی طور پر، ہندو مذہبی کتابوں میں شوہر اور بیوی کے درمیان جنسی تعلقات کو ایک اہم اور مقدس عمل سمجھا گیا ہے جو دونوں کی زندگی میں محبت اور ہم آہنگی لانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

ہندو مذہب میں لڑکے کی خاطر کئی شادیاں کرنے کی ترغیب

ہندو ایک طرف تو وحدۃ الازواج کے قائل ہیں لیکن جب بیوی سے کوئی بیٹا نہ ہو رہا ہو تو مذکورہ بالا قانون کو توڑتے ہوئے کئی کئی شادیاں کرتے ہیں تاکہ بیٹا پیدا ہو، یہ سلسلہ آج کل کا نہیں بلکہ آریاؤں سے چلا آتا رہا

ہے۔ڈاکٹر گستاو لی بان (۱) لکھتے ہیں:

ویدی آریوں میں عام طور پر وحدۃ الازواج کی رسم تھی لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے زمانہ میں راجہ اور دولت مند لوگ کئی کئی بیویاں کرنے لگے تھے، جس چیز نے آریوں میں کثرت الازواج کی رسم کو جاری کیا، وہ بیٹیوں کی ضرورت تھی، جب پہلی بی بی سے صرف لڑکیاں ہوتی تو پھر اولاد ذکور کے لیے دوسری بی بی کرنا لازم آتا"۔(ڈاکٹر گستاو لی بان:۶۷) غور کریں اولاد کی خاطر ہی تو تعدد ازدواج کو رواج دیا گیا ہے، کثرتِ اولاد کا بھی ثبوت ہوا، نیز تعدد ازواج کا بھی ثبوت ہوا۔

ہندو مذہبی کتابوں میں دورانِ حمل ہمبستری پر کوئی ہدایت نہیں ہے

ہندو مذہبی کتابوں اور روایات میں حمل کی حالت میں ہمبستری کے بارے میں براہ راست اور تفصیلی ہدایات کم ملتی ہیں۔تاہم، کچھ اصول اور تصورات ہیں جو اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہیں:

---

(۱) ڈاکٹر گستاو لی بان (Gustave Le Bon) ایک مشہور فرانسیسی ماہرِ نفسیات، ماہرِ سماجیات، اور ماہرِ تاریخ تھے، ان کا پورا نام گستاوے لی بان تھا، اور ان کی ولادت 7 مئی 1841 کو ہوئی جبکہ وفات 13 دسمبر 1931 کو ہوئی۔لی بان کو بالخصوص ان کے سماجی نفسیات پر کام کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔

ا۔"دی کروڈ: اے اسٹڈی آف دی پاپولر مائنڈ" (1895): لی بان کی سب سے مشہور کتاب ہے جس میں انہوں نے ہجوم کی نفسیات پر بحث کی ہے۔ان کا نظریہ تھا کہ ہجوم میں فرد کی انفرادیت ختم ہو جاتی ہے اور وہ اجتماعی شعور کا حصہ بن جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے فیصلے اور اعمال الگ ہوتے ہیں۔

۲۔گروہی نفسیات: لی بان کے نظریات نے گروہی نفسیات اور سماجی نفسیات کے میدان میں بنیادی تبدیلیاں پیدا کیں۔ان کے مطابق، ہجوم میں افراد کی رائے، عقائد اور جذبات میں یکسانیت آجاتی ہے اور وہ تنقیدی سوچ سے محروم ہو جاتے ہیں۔

۳۔تہذیبوں کا عروج وزوال: لی بان نے تہذیبوں کے عروج وزوال پر بھی تحقیق کی۔ان کا ماننا تھا کہ تہذیبوں کا عروج انسانی تخلیقی صلاحیتوں پر منحصر ہوتا ہے، اور جب یہ صلاحیتیں کمزور پڑتی ہیں تو تہذیبیں زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔

۴۔لی بان کے نظریات نے نہ صرف سماجی نفسیات بلکہ سیاست، تاریخ، اور پروپیگنڈا کے مطالعے پر بھی گہرا اثر ڈالا۔ان کے کام کو فاشزم اور کمیونزم جیسی سیاسی تحریکوں نے بھی مطالعہ کیا اور اس سے استفادہ کیا۔جدید دور میں بھی لی بان کے نظریات گروہی سلوک اور سماجی تحریکات کے مطالعے میں اہم سمجھے جاتے ہیں، ڈاکٹر گستاو لی بان نے انسانی نفسیات اور سماجی سلوک کے مطالعے میں اہم کردار ادا کیا اور ان کے نظریات آج بھی اہم سمجھے جاتے ہیں۔ان کی تصانیف اور تحقیقات نے مختلف علمی شعبوں پر گہرا اثر ڈالا ہے اور وہ اب بھی مطالعہ اور تحقیق کا موضوع بنی ہوئی ہیں۔

۱۔کاما سوترا : کاماسوترا میں جنسی تعلقات کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے، مگر حمل کے دوران جنسی تعلقات کے بارے میں مخصوص ہدایات موجود نہیں ہیں۔

۲۔آیورویدک حکمت : آیوروید، جو کہ قدیم ہندوستانی طب کا نظام ہے، میں حمل کے دوران عورت کی صحت اور آرام پر زور دیا گیا ہے۔آیورویدک حکمت میں حمل کے دوران جسمانی صحت اور آرام کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمبستری کے بارے میں مشورے دیے جاسکتے ہیں، جو ہر فرد کے جسمانی حالت اور صحت پر منحصر ہوں گے۔

’’پتنی‘‘ کے معنی پر غور کرلیں

۲۔ڈاکٹر خالد علوی ہندومت میں عورت کی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

رسم ستی خود اس بات کا ثبوت ہے کہ عورت کی کوئی حیثیت نہیں،عورت کو خلع اور وراثت کا کوئی حق نہیں، اس کے رشتہ دار جائیداد لیں گے،لیکن اس کو کوئی حصہ نہیں ملے گا،اسے مذہبی تعلیم سے بھی محروم کیا جاتا تھا، سنسکرت میں لڑکی کو ’’دوہتر‘‘(دور کی ہوئی) بیوی کو ’’پتنی‘‘ (مملوکہ) کہا جاتا ہے۔۶۷

۲۔علاوہ ازیں کیا کھیتی والی تعبیر ہندو مذہب کی کتابوں میں ہے یا نہیں یہ بھی دیکھ لینا چاہئے، چنانچہ منوسمرتی میں لکھا ہے کہ ’’عورت کھیتی ہے اور مرد بیج ہے‘‘ (منوسمرتی، چیپٹر:۹)

ہندو مذہب میں بیوی سے جماع کی تعبیر کیا ہے؟

خود ہندو سماج میں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے؛ چنانچہ : یجروید میں ہے:

’’اے نیشو! جیسے بیل گایوں کو گابھن کر کے نسل بڑھاتا ہے، ویسے ہی گرہستی لوگ استریوں کو حمل رکھا کر پر جا بڑھاویں‘‘(۱) یہاں کو بیل اور عورت کو گائے کہا گیا، کیا یہ عورت کی شان کے مناسب ہے؟

رگ وید؛ کے سکت (بضم السین):۲۶،منتر:۲ میں لکھا ہے ’’اندر دیوتا دشمنوں کے شہروں کو اپنے قبضے میں ایسے ہی کرتے ہیں جیسے خاوند اپنی بیویوں کو‘‘۔ یہاں بیوی کو دشمن پر قبضہ کرنے کی طرح بنا کر پیش

(۱) یجروید بھاش، حصہ سوم، ادھیائے، 28، منتر 32، صفحہ 294 :، اردو ترجمہ : مطبع نگم پرکاش مسجد سوٹھ ضلع دہلی۔

کیا گیا۔کیا یہ تعبیر ”کھیتی“ کے لفظ سے زیادہ سنگین نہیں ہے؟

کیا بیمار بیوی کو جماع پر جبر کرنا جائز ہے؟

قرآن مجید میں شوہر و بیوی کے تعلق کے سلسلہ میں جو ہدایت دی گئی ہے، اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ عورت اپنی صحت اور حالات کی رعایت کئے بغیر شوہر کے جنسی استفادہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے اور یہ وہ اس سے انکار نہیں کر سکتی، چنانچہ فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ بیوی سے اس کی صلاحیت اور طاقت سے زیادہ جسمانی رشتہ قائم کرنا جائز نہیں ہے : ”ولو تضررت من كثرة جماعه لم تجز الزيادة على قدر طاقتها“(۱)

اور علامہ امام نووی ؒ نے لکھا ہے کہ اگر عورت بیمار ہو یا اس کو زخم ہو تو وہ شوہر کو جسمانی استفادہ سے روکنے میں حق بجانب ہوگی : ”ولو كانت مريضة أو كان بها قرح يضرها الوطء فهي معذورة في الامتناع عن الوطء“ (روضۃ الطالبین 9/95:)اس لئے یہ اثر دینا کہ مرد وعورت کے تعلق میں مرد کو مکمل من مانی کرنے کا حق دیا گیا ہے، سراسر غلط ہے، اور یہ شریعت کے مزاج ہی سے مطابقت نہیں رکھتا۔جبکہ فلم میں حیوانیت و درندگی والی حرکت کو اسلام و مسلمانوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

ہندو مذہب میں عورت شوہر کو خوش نہ کرے تو نسل نہیں چلے گی

منوسمرتی میں بھی عورت کو مرد کے خوش کرنے کا فریضہ سونپا گیا ہے: اگر عورت خاوند کو خوش نہیں رکھتی اور اس کی حسرت کی تدبیر نہیں کرتی، تو اس کی اس ناخوشی کی وجہ سے سلسلہ نسل آگے نہیں چل سکتا“ (منوسمرتی ، چیپٹر: ۵۷)

اور جگہ لکھا ہے: ”رات دن عورت کو پتی کے ذریعہ سے بے اختیار رکھنا چاہیے لڑکپن میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کریں، کیونکہ عورتیں خود مختار ہونے کے کوئی نہیں “(منوسمرتی:۵۸)

---

(۱) ردالمحتار 3/203:، دارالفکر

ہندو مذہبی کتابوں میں دورانِ حمل ہمبستری پر کوئی ہدایت نہیں ہے

ہندو مذہبی کتابوں اور روایات میں حمل کی حالت میں ہمبستری کے بارے میں براہ راست اور تفصیلی ہدایات کم ملتی ہیں۔ تاہم، کچھ اصول اور تصورات ہیں جو اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہیں:

۱۔ کاماسوترا : کاماسوترا میں جنسی تعلقات کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے، مگر حمل کے دوران جنسی تعلقات کے بارے میں مخصوص ہدایات موجود نہیں ہیں۔

۲۔ آیورویدک حکمت : آیوروید، جو کہ قدیم ہندوستانی طب کا نظام ہے، میں حمل کے دوران عورت کی صحت اور آرام پر زور دیا گیا ہے۔ آیورویدک حکمت میں حمل کے دوران جسمانی صحت اور آرام کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمبستری کے بارے میں مشورے دیے جاسکتے ہیں، جو ہر فرد کے جسمانی حالت اور صحت پر منحصر ہوں گے۔

جدید طبی اور سماجی نقطہ نظر

اسلام کا نقطۂ سمجھنے سے پہلے طبی نقطۂ نظر اور بھارتی قانون سمجھ لیں، جدید طبی نقطہ نظر کے مطابق حمل کے دوران ہمبستری عام طور پر محفوظ سمجھی جاتی ہے، بشرطیکہ عورت اور بچے کی صحت کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ تاہم، کچھ حالات میں ڈاکٹر کی رائے کے مطابق احتیاط برتنی چاہیے۔

۱۔ طبی مشورہ : حمل کے دوران ہمبستری کے بارے میں کسی بھی قسم کے شبہات کی صورت میں طبی مشورہ لینا بہتر ہوتا ہے۔ ہر حمل مختلف ہوتا ہے، اور ڈاکٹر بہتر رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔

۲۔ صحت اور آرام : حمل کے دوران عورت کی صحت اور آرام کو اہمیت دی جاتی ہے، اور اگر ہمبستری سے کسی قسم کی جسمانی یا نفسیاتی تکلیف ہوتی ہے، تو اسے روکنا بہتر ہوتا ہے۔

بیوی کا ہمبستری سے انکار کرنے پر جدید قانونی اور سماجی نقطہ نظر

جدید دور میں، ہندو معاشرتی اور قانونی اصولوں کے تحت بیوی کو اپنی جسمانی خود مختاری اور رضامندی کا حق حاصل ہے، چنانچہ جدید بھارتی قانون اور سماجی اصولوں کے مطابق، شادی شدہ عورت کو ہمبستری کے لئے مجبور کرنا قانونی جرم ہے۔ ازدواجی ریپ (Marital Rape) کو بھی جرم قرار دینے کے لئے مختلف

تحریکات چل رہی ہیں اور اس موضوع پر قانونی اور سماجی سطح پر غور و فکر جاری ہے،، سپریم کورٹ کے پانچ رکن بینچ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ عورت کو مرد کی ملکیت نہیں مانا جاسکتا اور آج کے دور میں اس طرح کے فرسودہ قانون کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے، دلیل یہ دی ہے کہ یہ قانون دستور کے آرٹیکل 14 اور 21 کے منافی ہے جو زندگی، آزادی اور مساوات کے حق کی ضمانت دیتے ہیں (العیاذ باللہ)۔

البتہ انڈین پینل کوڈ کی دفعہ 375 کے تحت جنسی زیادتی کی تعریف کی گئی ہے،لیکن شادی شدہ جوڑوں کے مابین ہونے والے جنسی تعلقات کو ازدواجی ریپ نہیں مانا گیا ہے، بشرطیکہ بیوی کی عمر 18 سال یا اس سے زیادہ ہو، اگر بیوی کی عمر 15 سال سے کم ہے، تو شوہر کے ذریعے جنسی تعلقات قائم کرنا بھی ریپ تصور کیا جاتا ہے۔ بعض حالات میں، اگر بیوی شوہر کے ظلم، علیحدگی، یا دیگر وجوہات کی بنا پر شکایت درج کراتی ہے، تو ازدواجی ریپ کے زمرے میں آسکتا ہے۔

فی الحال، ازدواجی ریپ کو واضح طور پر جرم نہ مانے جانے کی وجہ سے، اس کے لئے کوئی مخصوص سزا مقرر نہیں ہے، اگر بیوی 15 سال سے کم عمر کی ہے اور شوہر کے ذریعے جنسی تعلقات قائم کیے جاتے ہیں، تو IPC کی دفعہ 376 کے تحت یہ جرم ہے، اور اس کی سزا 10 سال کی قید سے لے کر عمر قید تک ہو سکتی ہے۔

۱۔قانونی حقوق : بھارتی قانون کے تحت کسی بھی فرد کو زبردستی جنسی تعلقات کے لئے مجبور کرنا جرم ہے، چاہے وہ شادی شدہ جوڑے کے درمیان ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔حقوق نسواں : موجودہ دور میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے شعور اور آگاہی میں اضافہ ہوا ہے، جس میں ان کی جسمانی خودمختاری اور رضامندی کے حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے۔

حالتِ حمل میں ہمبستری کا حکم قرآن اور حدیث کی روشنی میں

قرآن مجید میں حمل کے دوران ہمبستری کی براہ راست ممانعت کا ذکر نہیں ہے، لیکن باہمی رضامندی اور احترام پر زور دیا گیا ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ کی احادیث میں بھی حمل کے دوران ہمبستری کے بارے میں مخصوص ہدایات موجود نہیں ہیں، مگر عمومی طور پر صحت اور آرام کے اصولوں پر عمل کرنے کی تاکید

کی گئی ہے، جس کا خلاصہ یہ کہ اسلامی تعلیمات میں عورت کی صحت، آرام اور رضامندی کو اہمیت دی گئی ہے، اور ہر صورت میں ان کا احترام ضروری ہے۔ فقہاء کی رائے کے مطابق، حمل کے دوران ہمبستری جائز ہے بشرطیکہ:

۱۔ عورت کی صحت کو خطرہ نہ ہو: اگر ہمبستری سے عورت کی صحت یا بچے کی صحت کو کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، تو احتیاط برتنا ضروری ہے۔

۲۔ ڈاکٹر کی رائے: اگر ڈاکٹر یا طبی ماہرین ہمبستری سے منع کریں تو شوہر کو چاہئے کہ وہ ان کی ہدایات پر عمل کرے۔

۳۔ باہمی رضامندی: اسلامی تعلیمات کے مطابق، ہر صورت میں شوہر اور بیوی کی رضامندی اور باہمی احترام کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ طبعی آمادگی جب ہوتی ہے تب ہی دونوں اپنی مرضی سے صنفی تعلق بناتے ہیں، ظاہر ہے اس کے بغیر قائم کیا جانے والا تعلق راحت رساں نہیں ہوسکتا، جبکہ میاں بیوی کا رشتہ ایک دوسرے کو راحت رسانی کے لئے ہے۔

حمل کی حالت میں ہمبستری سے کچھ اثر ہوتا ہے؟

حاملہ عورت سے وطی کی جائے تو نطفہ وخون کا اثر بچے پر پڑتا ہے، اب یہ نطفہ ڈائریکٹ بچہ پر اثر انداز ہوتا ہے یا ماں کے جسم وخون میں اثر انداز ہونے کے بعد بچے پر بھی اثر ڈالتا ہے، یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن حدیث سے اتنا تو طے ہے کہ حاملہ کے ساتھی وطی کرنے پر اس کے حمل پر نطفہ وخون کا اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے کسی بھی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے سوا کسی اور کی کھیتی کو سیراب کرے، آپ ﷺ کا مطلب حاملہ لونڈی سے جماع کرنا تھا''۔ ''لَا یحلُّ لِامْرِئٍ یُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ أَنْ یَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ يَعْنِي: إِتْيَانَ الحبَالي'' [سنن أبي داود: رقم ۲۱۵۸: وحسنہ الالبانی]

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اس حدیث سے استدال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ: ''دوران حمل ہمبستری سے حمل بڑھتا ہے، کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کے الفاظ ہیں: دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرے اور یہ بات معلوم ہے کہ پانی سے جب کھیتی کو سیراب کیا جاتا ہے تو کھیتی کی نشونما ہوتی ہے اور وہ بڑھتی ہے''۔ ''ومن فوائد الحديث:"الإشارة إلى أن الجماع يزيد في الحمل، لقوله: يسقي ماءه زرع غيره، ومعلوم أن الماء إذا سقي به الزرع فإن الزرع ينمو ويزداد" (فتح ذي الجلال وال إكرام بشرح بلوغ المرام ط المكتبة ال إسلامية ۵: ۱۲۹)

حاملہ عورت سے نکاح کے بعد صحبت کرنا بھی جائز نہیں

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے کسی بھی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے سوا کسی اور کی کھیتی کو سیراب کرے، آپ ﷺ کا مطلب حاملہ لونڈی سے جماع کرنا تھا''۔ قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي ماءه زرع غيره، يعني إتيان الحبلى رواه أبو داود والترمذي وقال حديث حسن. اهـ. شرنبلالية" (الدر المختار وحاشية ابن عابدين ۳/ ۴۹)

مذکورہ حدیث سے شریعت کے اس حکم کی حکمت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ حاملہ عورت سے وضع حمل سے قبل شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حاملہ عورت سے نکاح کرنا حرام ہے خواہ اس کا حمل شوہر سے ہو، یا آقا سے ہو، یا شبہ سے ہو (یعنی انجانے میں اس کے ساتھ کسی نے وطی کی ہو)، یا زنا سے ہو''۔ وفي هذا دلالة ظاهرة على تحريم نكاح الحامل سواء كان حملها من زوج أو سيد أو شبهة أو زني" (زاد المعاد، ن مؤسسة الرسالة ۵: ۱۴۲) یاد رہے کہ اگر کسی عورت کے ساتھ زنا کیا گیا اور پھر اسے حمل ٹھہر گیا تو وضع حمل (یعنی بچے کی پیدائش) سے پہلے اس عورت سے وہ زانی بھی شادی نہیں کر سکتا جس کے نطفہ سے یہ حمل ٹھہرا ہے۔

کیونکہ مذکورہ حکم کے عموم میں یہ بھی شامل ہے نیز زانیہ کا حمل حرام نطفے کا ہوتا ہے اور اس حالت میں

اس کے ساتھ شادی کی جائے گی تو اس کے ساتھ حلال نطفے کا اختلاط ہوگا اور بچہ حرام اور حلال خون کا مجموعہ ہوگا اس بنا پر بھی یہ شادی جائز نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض وہ اہل علم جو عدم تنازع کی صورت میں زنا سے نسب کو ثابت مانتے ہیں وہ بھی زانیہ حاملہ سے اس کے زانی کی شادی وضع حمل سے پہلے جائز نہیں مانتے تا کہ حرام اور حلال خون کا اختلاط نہ ہو۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ جو عدم تنازع کی صورت میں نسب کے اثبات کو ترجیح دیتے ہیں وہ لکھتے ہیں: ''کیونکہ زانی کے نطفہ (خون) کا گرچہ کوئی احترام نہیں ہے لیکن شوہر کا نطفہ (خون) قابل احترام ہے، تو شوہر کے لیے کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ حرام نطفہ (خون) کے ساتھ اپنے حلال نطفہ (خون) کو خلط ملط کرے۔'' ولأنّ ماء الزاني وإن لم يكن له حُرْمة فماء الزوج محترم، فكيف يسوغ له أن يخلطه بماء الفجور؟ '' (تهذيب سنن أبي داود- ط عطاءات العلم ۱/ ۴۵۳) مالکہ اور حنابلہ کی یہی رائے ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ابن القیم، شیخ بن باز اور شیخ البانی رحمہم اللہ وغیرہم کی بھی یہی رائے ہے ۔واللہ اعلم۔ (بحوالہ: الاسلام؛ سوال وجواب)

حالتِ حمل میں ہمبستری سے بچہ پر کیا اثر ہوتا ہے؟

اصل کے اعتبار سے یہی ہے کہ حمل کی حالت میں جماع کرنے سے نہ تو عورت کو کوئی نقصان ہے، اور نہ ہی بچہ کو کوئی ضرر ہوتا ہے، بلکہ نبی کریم ﷺ نے تو پیٹ میں پائے جانے والے بچے کو کھیتی سے مشابہت دی ہے، اور آدمی کی منی کو اس پانی سے جو اس کھیتی کو لگایا جاتا ہے؛ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی کے پانی سے ماں کے پیٹ میں بچے کو فائدہ ہوتا ہے، جس کا معنی یہ ہوا کہ حالت حمل میں بیوی کے ساتھ جماع کرنا اور رحم میں انزال کرنے سے فائدہ ہوتا ہے نقصان نہیں؛

فقہاء نے لکھا ہے کہ حالتِ حمل میں ہم بستری کرنے سے بچے کے بال بڑھتے ہیں اور اس کی بینائی اور سماعت بھی تیز ہوتی ہے، ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں : امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: وطیٔ بچے کی سماعت اور بصارت میں اضافہ کا باعث بنتی ہے''۔''لأنَّ الوطء يزيد في خِلْقَة الولد، كما قال الإمام أحمد:الوطء يزيد في سمع الولد وبصره ''(التبيان في أيمان القرآن ۱/ ۵۳۶، زاد

المعاد ۱۴۰/۵) لہٰذا حمل کے پانچویں، چھٹے اور ساتویں مہینے سمیت کسی بھی مہینے میں بیوی سے ہم بستری کرنے کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔

حمل کی حالت میں ہمبستری کا دوسرا فائدہ

امام ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اور مشاہدہ بتلاتا ہے کہ جب حاملہ سے بکثرت جماع کیا جائے تو بچہ صحت منداور ہرا بھرا پیدا ہوتا ہے، اور جب حاملہ سے ہمبستری ترک کردی جائے تو بچہ کمزور ونحیف پیدا ہوتا ہے''۔ ''وقد دلّت المشاهدةُ على أنَّ الحامل إذا وُطِئت كثيرًا اجاء الولد عَبْلًا ممتلئًا، وإذا هُجِر وطؤها جاء الولد ضئيلًا ضعيفًا'' (التبیان فی أیمان القرآن۔ط عطاءات العلم ۱/۵۳۸)

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے بھی یہی بات کہی ہے، لکھتے ہیں: اور یہ بات معلوم ہے کہ جس پانی سے کھیتی کو سیراب کیا جاتا ہے اس سے کھیتی میں اضافہ ہوتا ہے اور کھیتی اس سے پھلتی پھولتی ہے۔ ''ومعلوم أن الماء الذي يُسقي به الزرع يزيد فيه، ويتكوّن الزرع منه'' (تہذیب سنن أبي داوٗد ۱/۴۶۰)

حمل کی حالت میں اگر ہمبستری نقصاندہ ہو تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی دِین دار و ماہر طبیب یا ڈاکٹر کسی عذر کی بنا پر احتیاط کا مشورہ دے تو اس کی بات پر عمل کرنا ضروری ہے تا کہ حاملہ اور بچے کو نقصان نہ ہو، اس لیے خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی حاملہ بیوی کی نفسیات کا بھی خیال کرے، اور اس کی تکلیف کا بھی، اور خاص کر آخری ایام میں کیونکہ اس کے لیے تو بیٹھنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے، اس لیے خاوند کو جماع کے لیے مناسب حالت اختیار کرنی چاہیے تا کہ بیوی کو ضرر نہ ہو، اور نہ ہی بچے کو نصان پہنچے۔ واللہ اعلم۔

کیا حمل کی حالت میں ہمبستری سے جلد ولادت ہو جاتی ہے؟

رہا مسئلہ کہ بچے کی پیدائش جلد ہو جاتی ہے، یہ قول صحیح نہیں، ماہر ڈاکٹر نے کسی کسی عورت کی ذاتی کمزوری کی وجہ سے منع کیا ہو تو ممکن ہے، مگر صحبت سے جلد ولادت کی بات عمومی نہیں ہے، الا یہ کہ اگر جماع بڑی زبردستی اور شدت سے کیا جائے، اور عورت کا رحم کمزور ہو تو پھر تجربہ کار لوگوں کا قول یہی ہے، ایسی صورت میں

شوہر کو صحبت کرنا درست نہیں ہے۔

کیا اسلام میں عورت پر ظلم کی اجازت ہے؟

ٹریلر میں دکھایا گیا کہ اسلام میں عورتوں پر کس قدر ظلم ہوتا ہے، جبکہ اسلام میں عورت پر ظلم کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ قرآن اور احادیث میں عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک پر زور دیا گیا ہے۔

۱۔عورتوں کے ساتھ حسن سلوک: ''وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ'' (اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو۔(سورہ النساء (4:19) اس آیت میں اللہ تعالیٰ مردوں کو ہدایت دے رہے ہیں کہ وہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزاریں۔

۲۔حقوق کی برابری: ''وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ'' اور عورتوں کے لئے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر۔(-سورہ البقرہ (2:228) اس آیت میں اللہ تعالیٰ عورتوں اور مردوں کے حقوق کی برابری کی بات کر رہے ہیں۔

۳۔خطبہ حجۃ الوداع: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

''عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ وہ تمہارے پاس پابند ہیں۔ تم ان کے ساتھ نیکی کا سلوک کرو، کیونکہ وہ تمہارے پاس (بشکل امانت) ہیں، اور تم ان کے ساتھ کچھ اور نہیں کر سکتے، سوائے اس کے کہ وہ واضح فحاشی کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو بستروں میں الگ کر دو اور ان کو ایسی مار مارو جو تکلیف دہ نہ ہو۔ اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر زیادتی کا کوئی راستہ نہ نکالو۔ تمہارا حق ہے کہ وہ تمہارے ناپسندیدہ لوگوں کو تمہارے بستروں پر نہ لائیں اور تمہارے گھروں میں داخل نہ ہونے دیں۔ اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کے کھانے اور کپڑوں میں احسان کرو۔'' اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ، لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ، إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا، إِنَّ لَكُمْ مِنْ نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا

تكرَهُونَهُ، وَأَنْ لَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ. أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ" حفاظت اور عزت :اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی حفاظت اور عزت کی تاکید کی ہے اور انہیں امانت قرار دیا ہے۔

حقوق اور فرائض :دونوں فریقین کے حقوق اور فرائض کو واضح کیا گیا ہے، جس سے خاندانی نظام میں توازن برقرار رہتا ہے۔

احسان اور نرمی :حدیث میں نیکی، احسان اور نرمی کی تاکید کی گئی ہے، جو ایک خوشگوار اور مستحکم خاندانی زندگی کے لیے ضروری ہے۔

حاصل یہ کہ اس حدیث کی روشنی میں، مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے حقوق کا احترام کرنے کی تاکید کی گئی ہے، تاکہ معاشرتی انصاف اور سکون قائم رہ سکے۔

۴۔عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک: جامع الترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :"خيركم خيركم لأهله، وأنا خيركم لأهلي"(تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، اور میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ سب سے بہتر ہوں)۔

۵۔اسلام میں ظلم کرنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے، چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو:

ا۔ظلم کی ممانعت:"إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ"۔الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔(-سورہ الشوری (42:42)اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظلم کرنے والوں کو خبردار کیا ہے، جب اغیار پر ظلم منع ہے تو اپنے بچوں کی ماں رفیق حیات پر ظلم کیسے گوارا ہوگا؟۔

حاصل یہ کہ اسلام میں عورت پر ظلم کی بالکل بھی اجازت نہیں ہے۔قرآن اور احادیث میں عورتوں کے حقوق کی حفاظت، ان کے ساتھ حسن سلوک، اور برابری کی تاکید کی گئی ہے۔اگر کوئی شخص عورت پر ظلم کرتا ہے، تو وہ اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اس کے لئے اللہ کے حضور جوابدہ ہے، اگر معاشرہ میں کچھ لوگ اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہوں تو نمونہ نہیں ہوتے ہیں کیونکہ ہر مذہب میں ایسے لوگ پائے

جاتے ہیں جو مذہب کے نام پر دھبہ ہوتے ہیں ،ان کے ذریعہ مذہب کوبدنام نہیں کیاجاتاورنہ ہندومذہب کے ماننے والوں کے کالے کرتوتوں پرفلمیں بننے لگےتوقیامت تک کسی اورموضوع پرفلم بننے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔

ہندوعورتوں پرظلم کی شکلیں

ہندوعورتوں پرظلم مختلف شکلوں میں ظاہرہوتاہے،جن میں سے چنداہم درج ذیل ہیں:

ا۔گھریلوتشدد : گھریلوتشددایک اہم مسئلہ ہے جس میں جسمانی،ذہنی،اور جذباتی زیادتی شامل ہے۔یہ تشددعام طورپرشوہریاسسرال کی طرف سے ہوتاہے۔

۲۔دہیج (جہیز) کامسئلہ : بہت سی ہندوعورتیں دہیج کی وجہ سےتشددکاشکارہوتی ہیں۔شادی کے بعد، اگردہیج کی توقعات پوری نہ ہوں توانہیں جسمانی اورذہنی تشددکاسامنا کرناپڑتاہے۔

۳۔عزت کے نام پرقتل : بعض علاقوں میں،اگرعورتیں خاندان کی توقعات کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں،جیسےکہ پسندکی شادی کرنا،توانہیں عزت کے نام پرقتل کیاجاتاہے۔

۴۔جنسی تشدداورہراسانی : ہندوعورتیں عوامی مقامات،کام کی جگہوں،اورگھروں میں جنسی تشدداور ہراسانی کاشکارہوسکتی ہیں۔

۵۔تعلیمی اورمعاشی مواقع کی کمی : بہت سی ہندوعورتوں کوتعلیم اورمعاشی مواقع سےمحروم رکھاجاتاہے، جوان کی ترقی اورخودمختاری کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

۶۔بال وِواہ (بچپن کی شادی) : کچھ علاقوں میں ابھی بھی بچپن کی شادی کارواج ہے،جوعورتوں کی تعلیم اورذاتی ترقی کومحدودکرتاہے۔

۷۔ ذات پات کی بنیادپرتفریق : نچلی ذات کی ہندوعورتوں کوذات پات کی بنیادپرامتیازی سلوک اورتشددکاسامنا کرناپڑتاہے۔

یہ مختلف شکلیں ہندوعورتوں کی زندگیوں کومتاثرکرتی ہیں اوران کی ترقی اورخوشحالی میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

ہندوعورتوں پرظلم کی رپورٹس

مذکورہ شکلیں بلاحوالہ نہیں ہیں، بلکہ ہندوعورتوں پرظلم کے متعلق کئی رپورٹس اورمطالعات موجود ہیں جو مختلف اداروں اور تنظیموں کی طرف سے جاری کی گئی ہیں۔ چند اہم رپورٹس اوران کے نکات درج ذیل ہیں:

ا۔نیشنل فیملی ہیلتھ سروے (NFHS): بھارت میں خواتین پرگھریلوتشدد کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔(NFHS-5 (2019-2021) کے مطابق، بھارت میں تقریباً30٪ خواتین نے اپنے شوہر یا سسرال کی طرف سے جسمانی یا جنسی تشدد کی شکایت کی ہے۔

۲۔نیشنل کرائم ریکارڈز بیورو (NCRB) ہرسال بھارت میں خواتین کے خلاف ہونے والے جرائم کے بارے میں رپورٹ جاری کرتا ہے۔ 2020ءکی رپورٹ کے مطابق، بھارت میں خواتین کے خلاف جرائم کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے، جن میں گھریلوتشدد، جہیز کے لیے ہراسانی، اورجنسی تشدد شامل ہیں۔

۳۔اقوام متحدہ کی رپورٹ (UN Women) کی رپورٹوں میں بھارت میں خواتین کے حقوق اور ان پرہونے والے تشدد کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

-اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق، بھارت میں خواتین کوجنسی تشدد، گھریلوتشدد، اور دیگر اقسام کے امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔

۴۔ہیومن رائٹس واچ (Human Rights Watch): ہیومن رائٹس واچ بھارت میں خواتین کے حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں رپورٹس جاری کرتا ہے۔ 2017ءکی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بھارت میں خواتین کو ذات پات کے نظام، دہیج کے مطالبات، اورگھریلوتشدد کی وجہ سے شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

۵۔نیشنل کمیشن فارویمن (NCW): کے حوالے سے یہ رپورٹ ہے کہ بھارت میں خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے کام کرتا ہے اورمختلف رپورٹس جاری کرتا ہے، NCW کی رپورٹس میں خواتین کے خلاف ہونے والے مختلف اقسام کے تشدد کے واقعات اوران کے اسباب پرروشنی ڈالی جاتی ہے۔

یہ رپورٹس اورمطالعات خواتین پرہونے والے مختلف اقسام کے ظلم کی تفصیلات فراہم کرتی ہیں اوراس

مسئلے کے حل کے لیے مختلف تجاویز بھی پیش کرتی ہیں۔

عورت کے گال پر تھپڑ مارنا

فلم کے ٹریلر میں عورت کے گال پر بار باایک مسلمان نماجیوان کامسلمان نما بے حیاءعورت کو تھپڑ مارتے دکھایا گیا، جبکہ اسلام میں عورت کو مارنے اور گال پر مارنے کی تو سخت ممانعت آئی ہے۔

۱۔اسلام میں مارنا کوئی حکم نہیں بلکہ ناگزیر حالات میں صرف اس کی اجازت ہے اور یہ بھی بالکل کوئی پسندیدہ عمل بھی نہیں ہے۔تنبیہ اور تادیب کے طور پر ہلکے انداز میں مارنا کہ جسم پر کوئی نشان تک نہیں پڑ جائے جبکہ منہ پہ مارنا تو صریحا منع ہے۔

۲۔اور مستقلا اس روش پہ قائم رہنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔اگر اصلاح نہیں ہوسکتی تو پھر مزید مراحل کے بعد بالآخر جدائی ہے۔

۳۔"اسلامی نظام معاشرت میں گھر کی مثال ایک چھوٹی سی ریاست کی ہے جس کی سر براہی قدرت اور فطرت نے شوہر کو سونپی ہے بیوی اس ریاست میں شوہر کی معاون اور اس کے مال وآبرو کی محافظ ہے۔اگر کسی موقع پر بیوی کے رویے میں ایسا بگاڑ آجائے کہ اس' ریاست خاندانی 'کی ٹوٹ پھوٹ کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو ازدواجی زندگی بچانے کی خاطر قرآن حکیم نے شوہر کے لیے چند اقدامات اور تدابیر تجویز کی ہیں اور بدرجہ مجبوری ایک خاص انداز میں مرد کو اجازت دی گئی ہے، مگر اس کے ساتھ حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے"ولن یضرب خیارکم""یعنی اچھے مرد یہ مارنے کی سزا عورتوں کو نہ دیں گے۔

۴۔مار پیٹ، تشدد اور گالم گلوچ کی نہ فطرت اجازت دیتی ہے اور نہ اسلام اس کا حکم دیتا ہے۔حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:"لا یجلد احدکم امراتہ ثم یجامعھا فی آخر الیوم"۔تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو نہ پیٹے کہ پھر دن ختم ہو تو اس سے مجامعت کرنے بیٹھ جائے۔

۵۔اگر بیوی سے واقعی ایسا قصور ہو بھی جائے جس میں خود شریعت نے مارنے کی اجازت دی ہے تو وہاں بھی مارنا صرف جائز ہے واجب نہیں البتہ نہ مارنا افضل ہے اور مار بھی ہلکا جو اذیت ناک نہ ہو۔" بنے

ہوئے رومال یا ہاتھ سے مارے، کوڑا اور ڈنڈا استعمال نہ کیا جائے الغرض ہلکے سے ہلکا طریقہ اختیار کیا جائے۔

حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی کے ساتھ واقعہ

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس طرز عمل میں خانگی زندگی کی حسن کے لئے دنیا جہاں کی سبق موجود ہے۔ کتنا پیارا رویہ، طرز عمل، سوچ اور نصیحت ہے۔

"ایک بدو صبح امیر المومنین عمر ابن الخطابؓ کے گھر اپنی بیوی کی زبان درازی کی شکایت کرنے آیا، آپ ایک معمولی گھر میں رہتے تھے کوئی سو گز زمین کا محل تو تھا نہیں اندر کی بات باہر صاف سنائی دیتی تھی، بدو جونہی دروازے کے پاس پہنچا، اس نے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کی بیوی کو بولتے سنا جو بولتی جا رہی تھی اور آگے سے جناب فاروقؓ کی آواز تک نہیں آرہی تھی، اگر عمر ابن الخطابؓ کا یہ حال ہے جو اتنے سخت ہیں اور امیر المومنین بھی ہیں تو میرا شمار تو کسی شمار میں نہیں ہے، پھر شکایت کا کیا فائدہ؟

ادھر بدو واپسی کے لئے پلٹا ادھر امیر المومنین صورتحال کو ٹھنڈا کرنے کے لئے گھر سے باہر نکل آئے، آپؓ نے بدو کو واپس جاتے دیکھا اور اس کی چال ڈھال سے سمجھ لیا کہ یہ مدینے کا باسی نہیں کوئی مسافر ہے آپ نے اس کو آواز دی کہ بھائی کسی کام سے آئے تھے؟ وہ واپس پلٹا اور کہا کہ امیر المومنین میں اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا کہ وہ مجھے بہت ڈانٹتی ہے مگر آپ کو بھی اسی مصیبت میں مبتلا دیکھ کر واپس جا رہا تھا کہ جب امیر المومنین کا خود اپنا یہ حال ہے تو پھر ہمارے لئے بھی صبر کے سوا چارہ نہیں، امیر المومنین عمر فاروقؓ نے اسے نصیحت کی، فرمایا، میرے بھائی، اس کی یہ ساری باتیں میں اس کے ان احسانات کے بدلے برداشت کرتا ہوں جو وہ مجھ پر کرتی ہے، وہ میرا کھانا تیار کرتی ہے، میری روٹی پکاتی ہے، میرے کپڑے دھوتی ہے، میری اولاد کو دودھ پلاتی ہے اور میرے دین کی حفاظت کرتی ہے اور مجھے حرام سے بچاتی ہے اور یہ سب اس پر واجب بھی نہیں ہیں،، اس شخص نے کہا کہ امیر المومنین میری بیوی بھی یہ سب کام کرتی ہے، آپ نے فرمایا تو پھر اس کو برداشت کرو بھائی، فانھا مدۃ یسیرہ، یہ تھوڑی سی مدت ہی کی تو بات ہے، پھر نہ ہم رہیں گے اور نہ وہ، صدقت یا امیر المومنین، بدو نے نے کہا آپ سچ کہتے ہیں امیر المومنین اور واپس چل پڑا، اسے عملی سبق مل چکا تھا کہ بولنا عورت کا عیب نہیں، برداشت کرنا مرد کا امتحان ہے۔

کونسی کتاب کے حوالے سے عورت کے گال پر تھپڑ مارنا دکھایا گیا؟ اگر اس سے مسلمانوں کے عمل کی ترجمانی کرنا ہے تو غیر مسلم تو اس عمل میں مسلمانوں سے بہت آگے ہیں، وہ تو ناراضگی پر آگ سے جلا دینے کے بھی واقعات ملتے ہیں، گلا کاٹ دینے کے بھی واقعات ملتے ہیں۔

کیا عورت صرف مرد کی فرمابرداری کے لئے پیدا کی گئی ہے؟

ٹریلر میں یہ بھی مولوی نما شیطان نے یہ بھی کہا کہ ”عورتیں صرف مردوں کی فرمابرداری کے لئے پیدا کی گئی ہیں“ اس متعلق پہلے ہندو دھرم کی کتاب کا حوالہ دیکھ لیں، یہ کسی مذہب کی تحقیر کی غرض سے نہیں بلکہ ہر شخص کو اپنے مذہب کے ساتھ دوسرے کے مذہب کا احترام بھی کرنا چاہئے ورنہ اس شعر کا مصداق ہونا پڑے گا۔

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا میں الزام اس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

ہندو ہو تو کم از کم منوسمرتی تو پڑھ لیتے!

ہندو مذہب میں عورت کی حیثیت یہ تھی کہ اس کی کسی بات کو معتبر نہیں سمجھا جاتا تھا، جھوٹ اور عورت کو ایک ہی سکے کے دو رُخ کی طرح قرار دیا گیا تھا، منوسمرتی میں واضح درج ہے کہ:

۱۔ جھوٹ بولنا عوتوں کا ذاتی خاصہ ہے۔ (منوسمرتی، چیپٹر: ۶۲)

۲۔ عورت کا بچپن ہو، جوانی ہو یا کہ بڑھاپا، وہ محکومی اور غلامی کی زندگی ہی گزارے گی۔ کبھی بھائی کے احکام کی پابند، کبھی باپ کی حکمرانی اور کبھی شوہر کی غلامی ہی اس کی زندگی کا مقدر ہوگا۔ منو میں ہے کہ : عورت نابالغ ہو، جوان یا بڑھی ہو، گھر میں کوئی کام خود مختاری سے نہ کرے، عورت لڑکپن میں اپنے باپ کے اختیار میں رہے، اور جوانی میں اپنے شوہر کے اختیار میں اور بعد میں اپنے شوہر اور بیٹے کے اختیار میں رہے، خود مختار ہو کر کبھی نہ رہے۔ ((منوسمرتی، چیپٹر: ۶۳)

۳۔ ہندو مذہب کے مطابق شوہر والی عورت کے ذمہ کوئی عبادت نہیں وہ شوہر کی خدمت اور سیوا کرے یہ سب سے بڑی عبادت ہے۔ منو میں ہے کہ:

چونکہ عورتیں شادی ہونے پر شوہر کا آدھا انگ ہو جاتی ہیں، اس واسطے عورتوں کے لیے علیحدہ یگیہ (۱) و برت (ہندوانہ مذہب کا روزہ) کرنا پاپ ہے، انہیں صرف شوہر کی خدمت کرنا چاہیے۔(۲)

ایک ہندو مصنفہ شکنتلا رائے بھی اسی قسم کے اظہارات کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ۔ The Scope of the activities of a wife in the religious field is restricted. He thus declares a wife is not independent with respect to other fulfillment of the sacred low. ۶۵۔

فلم بنانے کا شوق ہے تو اسلام پر بیجا تہمتیں باندھنے کے بجائے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیے جہاں کئی چھید ہیں، اس سے آنکھیں موندھے اسلام کے دامن میں جہاں کوئی چھید ہی نہیں ہے اس میں من گھڑت چھید بتانا اور اسلام کو متہم کرنے کی ناپاک سازش رچنا اسلام دشمنی کے سوا اس کو اور کیا نام دیا جاسکتا ہے۔

کیا اسلام میں بھی عورت خادمہ ہے؟

اسلام نے عورت کو عزت و احترام، حقوق اور فرائض عطا کیے ہیں، جو کہ مردوں کے برابر ہیں۔ یہ تصور کہ عورت صرف مرد کی خدمت کے لیے ہے، اسلامی تعلیمات کی صحیح عکاسی نہیں کرتا۔

۱۔ مرد کے برابر حقوق اور احترام:

اگر عورت صرف مرد کی خادمہ ہے تو کیا دنیا میں کسی خادم کو آقا کے برابر حقوق دیے جاتے ہیں؟ ارشادِ باری ہے ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً“ اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس

---

(۱) یگیہ (یگ یا یجن) ہندو مذہب میں ایک مقدس اور روحانی رسم ہے جس کا مقصد دیوتاؤں کی عبادت، روحانی صفائی، اور بھلائی کی دعائیں کرنا ہے۔ اس رسم میں آگ جلائی جاتی ہے اور مختلف اشیاء جیسے کہ گھی، اناج، اور جڑی بوٹیاں آگ میں چڑھائی جاتی ہیں۔ یہ رسم ویدوں میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے اور مختلف مقاصد کے لئے مختلف یگیہ کیے جاتے ہیں۔

(۲) منوسمرتی، چیپٹر: ۶۴

نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔(سورہ النساء (4:1)

اس آیت میں واضح ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک ہی اصل سے پیدا کیے گئے ہیں اور ان میں کوئی بھی دوسرے سے کمتر نہیں ہے۔

۲۔ باہمی حقوق: اگر عورت صرف مرد کی خادمہ ہے تو کیا خادمہ کو مخدوم کی برابری حاصل ہوتی؟ "وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ" اور عورتوں کے لئے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر" (سورہ البقرہ (2:228) اس آیت میں عورتوں اور مردوں کے حقوق کی برابری کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ ازدواجی رشتہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عورتیں مردوں کی شریک حیات ہیں۔(ابوداؤد)۔

اس حدیث میں عورتوں کو مردوں کا شریک حیات قرار دیا گیا ہے، جو برابری اور شراکت داری کی عکاسی کرتا ہے۔ کیا کوئی اپنی نوکر کو شریک حیات بنانے تیار ہوتا ہے؟

۴۔ حقوق وفرائض: اسلام میں عورت کے متعدد حقوق ہیں، جن میں تعلیم، ملکیت، وراثت، اور شادی کے حقوق شامل ہیں۔ کیا خادمہ کو یہ سارے حقوق دئے جاتے ہیں؟

رہی یہ بات کہ عورت پر بھی کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں، جن کا مقصد ایک متوازن اور خوشگوار معاشرتی زندگی قائم کرنا ہے۔ حاصل یہ کہ اسلام میں عورت صرف مرد کی خدمت کے لیے نہیں ہے۔ اس کا مقصد دونوں کے درمیان محبت، احترام، اور تعاون پر مبنی رشتہ قائم کرنا ہے۔ عورت کو بھی ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے مرد کو، اور اس کا کردار معاشرتی زندگی میں اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام عورت کو مرد کے برابر حیثیت دیتا ہے اور دونوں کے حقوق وفرائض میں توازن برقرار رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جبکہ فلم میں عورت کو کیسے پیش کیا گیا ہے؟ کیا یہ مذہبی منافرت ودرندگی نہیں ہے کہ مذہب کی صحیح معلومات حاصل کئے بغیر غلط ترجمانی پر فلم بنادینا؟۔

کیا عورت شلوار کا ناڑا ہے؟

فلم کے ٹریلر میں جہاں عورتوں کو "عورتیں شلوار کے ناڑے کی طرح ہوتی ہیں جب تک اندر رہیں گی

بہتر رہیں گی۔'' کہا گیا، ایسی گھٹیا تعبیر قرآن وحدیث میں کہیں استعمال کی گئی اور نہ مسلمان اپنی عورتوں کو ایسا سمجھتے ہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی سورہ البقرہ کی آیت نمبر 187 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ'' (البقرہ 2:187) وہ (تمہاری بیویاں) تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو''۔

اس آیت میں شوہر اور بیوی کے درمیان تعلق کو لباس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اس تشبیہ کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی جاسکتی ہے:

۱۔ قربت اور انسیت : جس طرح لباس انسان کے قریب ہوتا ہے، اسی طرح شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے راز دار اور ساتھی ہوتے ہیں۔

۲۔ محافظت : لباس انسان کو سردی، گرمی اور دیگر نقصانات سے بچاتا ہے۔ اسی طرح شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے لیے سکون اور راحت کا باعث بنتے ہیں۔

۳۔ پردہ پوشی : لباس انسان کے جسم کو ڈھانپتا ہے اور اس کی عیبوں کو چھپاتا ہے۔ اسی طرح شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی کمزوریوں کو چھپاتے ہیں اور ایک دوسرے کے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔

۴۔ زینت : لباس انسان کے لیے زینت کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی زندگی کی زینت ہوتے ہیں۔

حاصل یہ کہ اس آیت کے ذریعہ، اسلام ازدواجی زندگی میں شوہر اور بیوی کے درمیان محبت، احترام، قربت اور تعاون کی تعلیم دیتا ہے۔ ان اصولوں پر عمل کرتے ہوئے، دونوں ایک خوشگوار اور مضبوط ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اس طرح "هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ" کا مطلب یہ ہے کہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے لیے محبت، حفاظت، قربت اور عزت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے لیے سکون اور خوشی کا باعث بنتے ہیں۔

یہاں سے دو باتیں سمجھ لیں کہ اسلام نے عورت کو لباس کہا جبکہ فلم میں شیطان نے ''شلوار کا ناڑا'' کہا، دوسری بات یہ کہ جس طرح اس آیت مرد وعورت کو لباس سے تعبیر کرنے کی حکمتیں ہیں اسی

طرح دوسری آیت میں ”کھیتی“ کہنے کی بھی حکمتیں ہیں۔ گویا کلامِ الٰہی کا لفظ لفظ حکمتوں سے بھرا ہے۔

کیا مرد دنیا کا بہترین تحفہ ہے؟

ٹریلر میں بہت گھٹیا انداز میں دکھایا گیا کہ ”مرد دنیا کا بہترین تحفہ ہے“ اس سے عورت پر مرد کی بے جا برتی دکھانے کی کوشش کی گئی، دنیا کا بہترین تحفہ ایک پیچیدہ و نسبتی (subjective) تصور ہے، اور اس کا جواب دینے کے لیے مختلف نظریات اور تناظر کا جائزہ لینا پڑتا ہے۔ کسی بھی فرد کے لیے بہترین تحفہ مختلف ہو سکتا ہے اور یہ ان کی ضروریات، خواہشات، تجربات، فرد کی ذاتی ترجیحات، ثقافتی پس منظر، سماجی حالات، اور روحانی معتقدات پر منحصر ہوتا ہے۔ کسی بھی ایک چیز کو دنیا کا بہترین تحفہ قرار دینا مشکل ہے کیونکہ ہر فرد کی ضروریات اور خواہشات مختلف ہوتی ہیں۔

مرد یا عورت ہونے کو بہترین تحفے کے طور پر دیکھنا ایک ثقافتی اور سماجی نقطہ نظر ہو سکتا ہے۔ مختلف معاشروں میں مختلف روایات اور اقدار ہیں جو جنس کو مختلف انداز میں اہمیت دیتی ہیں۔ لہٰذا، دنیا کا بہترین تحفہ کیا ہے، یہ ہر فرد کے نقطہ نظر پر منحصر ہے اور اس کا کوئی واحد یا حتمی جواب نہیں ہے۔ مثلاً:

محبت اور تعلقات : کچھ لوگوں کے لیے محبت اور قریبی تعلقات سب سے بڑا تحفہ ہوتے ہیں۔ یہ ان کے لیے جذباتی سکون اور خوشی کا باعث بنتے ہیں۔

صحت : بہت سے لوگوں کے لیے صحت سب سے قیمتی تحفہ ہے، کیونکہ بغیر صحت کے دیگر تمام چیزیں بے معنی ہو جاتی ہیں۔

تعلیم : علم اور تعلیم ایک ایسی چیز ہے جو زندگی کو بہتر بنانے میں مدد کرتی ہے اور بہت سے لوگوں کے لیے یہ ایک عظیم تحفہ ہے۔

آزادی : ذاتی آزادی اور خودمختاری بھی بہت سے لوگوں کے لیے سب سے بڑا تحفہ ہے۔ لہٰذا ہر انسان کے لیے بہترین تحفہ وہی ہے جو اس کی زندگی کو خوشحال اور بامعنی بناتا ہے۔

ذاتی نقطہ نظر: ہر شخص کے لیے بہترین تحفہ مختلف ہو سکتا ہے۔ کسی کے لیے محبت اور دوستی، کسی کے لیے صحت اور خوشی، اور کسی کے لیے علم اور ترقی اہم ہو سکتی ہے۔ یہ فرد کی ضروریات، خواہشات، اور زندگی کے

تجربات پر منحصر ہوتا ہے۔

ثقافتی اور سماجی تناظر: مختلف معاشروں میں بہترین تحفے کی تعریف مختلف ہوسکتی ہے۔ کچھ ثقافتوں میں بیٹے کی پیدائش کو بہترین تحفہ سمجھا جاتا ہے جبکہ کچھ معاشروں میں بیٹی کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔اسی طرح مختلف معاشرتی حالات میں بھی بہترین تحفے کی تشریح مختلف ہوسکتی ہے۔

مادی اور غیر مادی تحفے: بعض لوگ مادی چیزوں کو بہترین تحفہ سمجھتے ہیں، جیسے گھر، گاڑی، یا مال و دولت۔ دوسری طرف، کچھ لوگ غیر مادی چیزوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، جیسے محبت، اعتماد، علم، یا تجربات۔

روحانی نقطہ نظر: روحانی طور پر، بہترین تحفہ وہ ہوتا ہے جو انسان کی روح کو سکون اور اطمینان فراہم کرے۔ یہ کوئی مذہبی تجربہ، خدا کے ساتھ قربت، یا روحانی تعلیمات ہوسکتی ہیں۔

قدرتی اور ماحولیاتی پہلو: کچھ لوگوں کے لیے قدرتی وسائل اور ماحولیاتی تحفے سب سے اہم ہوتے ہیں، جیسے صاف پانی، تازہ ہوا، اور قدرتی خوبصورتی۔

مختلف مذاہب میں دنیا کا بہترین تحفہ

دنیا کے بہترین تحفے کے تصور میں مذہبی لحاظ سے بھی فرق پایا جاتا ہے۔مختلف مذاہب اور عقائد کے پیروکاروں کے لیے بہترین تحفہ مختلف ہوسکتا ہے، اور یہ ان کے مذہبی نظریات، تعلیمات، اور اقدار پر منحصر ہوتا ہے۔ یہاں کچھ مذاہب کے لحاظ سے بہترین تحفے کے تصورات کی وضاحت کی گئی ہے:

اسلام کی نظر میں دنیا کا بہترین تحفہ کیا ہے؟

اسلام میں دنیا کا بہترین تحفہ اللہ کی طرف سے دیا گیا ایمان اور تقویٰ ہے۔قرآن اور حدیث میں ایمان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے سب سے بڑا تحفہ قرار دیا گیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"انسان کا سب سے بہترین مال ایمان ہے"۔عورت بھی اس کائنات کا حسین تحفہ ہے، حدیث پاک میں نیک وصالح خاتون کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیا گیا ہے۔ خیر متاع الدنیا الامراۃ الصالحۃ۔

علامہ اقبال رحمہ اللہ نے اس کی ترجمانی گویا اس طرح کی ہے

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ   اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

اسلام نے عورت کو حسین تحفہ قرار دیا ہے جبکہ اس فلم میں اسلام کی نسبت سے مرد کو حسین تحفہ قرار دیکر عورت کو مرد سے کمتر قرار دینے کی شاطرانہ کوشش کی گئی ہے۔

مسیحیت کی نظر میں دنیا کا بہترین تحفہ کیا ہے؟

مسیحیت میں بہترین تحفہ یسوع مسیح کی محبت اور نجات کا پیغام ہے۔ عیسائی عقائد کے مطابق، یسوع مسیح نے انسانیت کے گناہوں کی معافی کے لیے قربانی دی، اور یہ سب سے بڑا تحفہ سمجھا جاتا ہے۔

" کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا دے دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔" (یوحنا 3:16)

ہندومت کی نظر میں دنیا کا بہترین تحفہ کیا ہے؟

ہندومت میں بہترین تحفہ موکشا (نجات) ہے، جو انسان کو زندگی اور موت کے چکر سے نجات دلاتا ہے۔ یہ روحانی آزادی اور ابدی سکون کا مقام ہے۔

بدھ مت کی نظر میں دنیا کا بہترین تحفہ کیا ہے؟

بدھ مت میں بہترین تحفہ نروان ہے، جو ذہنی سکون اور تمام خواہشات اور درد سے نجات کا مقام ہے۔ بدھ مت کے پیروکاروں کے لیے نروان تک پہنچنا زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے۔

یہودیت کی نظر میں دنیا کا بہترین تحفہ کیا ہے؟

یہودیت میں بہترین تحفہ تورات کی تعلیمات اور خدا کے ساتھ عہد و پیمان ہے۔ یہودی عقائد کے مطابق، خدا کے قوانین کی پیروی اور اس کی رضا حاصل کرنا سب سے بڑا تحفہ ہے۔

صوفیانہ نقطہ نظر میں دنیا کا بہترین تحفہ کیا ہے؟

صوفیانہ نقطہ نظر میں، بہترین تحفہ خدا کے ساتھ قربت اور عشق ہے۔ صوفیاء کے نزدیک روحانی تجربات اور خدا کی محبت میں مستغرق ہونا سب سے بڑا تحفہ ہے۔

الحاصل مذہبی لحاظ سے دنیا کا بہترین تحفہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے لیے مختلف ہوسکتا ہے۔ ہر مذہب کی تعلیمات اور عقائد کی بنیاد پر، بہترین تحفے کا تصور مختلف ہوتا ہے، اور یہ ان کی روحانی ضروریات اور اہداف کے مطابق ہوتا ہے۔

پھر دنیا کا بہترین تحفہ کیا ہے؟

تاہم، یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ دنیا کا بہترین تحفہ وہ چیز ہے جو محبت، احترام، خوشی، اور سکون فراہم کرے۔ یہ کوئی شخص، تجربہ، یا یہاں تک کہ علم بھی ہوسکتا ہے۔ ہر انسان کی زندگی میں کچھ نہ کچھ ایسا ضرور ہوتا ہے جو ان کے لیے بہت قیمتی ہوتا ہے اور وہی ان کے لیے دنیا کا بہترین تحفہ بن جاتا ہے۔

کیا شوہر مجازی خدا ہے؟

''اس فلم میں کی اسلام کی نسبت سے شوہر کو بیوی کا مجازی خدا بتایا گیا ہے اور یہ بھی الزام رکھا گیا ہے کہ مجازی خدا کی خلاف ورزی کفر ہے، اور کفر کی سزا موت ہے''

مفتی صادق محی الدین صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں''اسلام کے بنیادی ماخذ قرآن وسنت میں دور دور تک کہیں اس کا حوالہ نہیں نہ ہی شارحین اسلام نے کہیں شوہر کو مجازی خدا بتایا ہے، جبکہ اسلام میں صرف ایک اللہ (خدا ہے)، ارشاد باری ہے تمہارا اللہ ایک اللہ ہے (البقرہ/ ۱۶۳)۔ اب ان کو ضرور اس میں غور وفکر کرنا چاہیے جن کے ہاں مخلوقات میں سے کئی ایک خدا ہیں اور کئی ایک وہ خدا بھی ہیں جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر مورتیاں بنالی ہیں۔ اعاذن اللہ۔

اسلام نے شرک کے ہر روزن پر روک لگائی ہے، مرد کو مجازی خدا قرار دینا گویا شرک ہے، اسلام شرک کو ظلم عظیم قرار دیتا ہے۔ اِن الشرک لظلم عظیم (لقمان/ ۱۳)۔ جو ناقابل معافی گنا ہے، شوہر کی خلاف

ورزی ہر گز ہر گز کفر نہیں ہے تو ظاہر ہے اس کی سزا قتل کیسے ہوگی، اس دنیا میں اللہ سبحانہ کے ماننے والے بھی ہیں اور اس کے منکر بھی اور اس کی ذات وصفات میں مخلوقات کو شریک کرنے والے بھی، اسلام نے ان کی سزا قتل تجویز نہیں کی ہے یہی وجہ ہے کہ صدر اسلام میں اسلامی ممالک میں غیر مسلم بحیثیت شہری بڑی شان بان اور عزت ووقار کے ساتھ رہے ہیں اور موجودہ دور کے مسلم ممالک میں بھی اربوں کھربوں غیر مسلم بھائی اپنے حقوق کے تحفظ کے ساتھ رہتے بستے ہیں، کفر وشرک کی سزا قتل ہوتی تو پھر سوائے مسلمانوں کے دنیا میں کہیں بھی کافر ومشرک زندہ نہیں رہ پاتے"۔

حاصل یہ کہ صرف ٹریلر اس قدر جھوٹ پر مبنی ہو تو اندازہ کرلیں مکمل فلم کس قدر جھوٹ اور مکر پر مشتمل ہوگی، ایسی فلمیں جب ریلیز ہوں تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے، اس متعلق مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ دینا ضروری ہے:

بھارت میں کسی بھی مذہب کا مذاق اڑنا قانونا جرم ہے

ہندوستان میں کسی بھی مذہب کی توہین یا مذہبی جذبات کو مجروح کرنے پر قانونی کارروائی ہوسکتی ہے۔ ہندوستان کا آئین اور قانون اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تمام مذاہب کے پیروکاروں کا احترام کیا جائے اور کسی بھی قسم کی مذہبی توہین یا فرقہ واریت کو روکا جائے۔

فلم میں کسی مذہب کا مذاق اڑانا بھی قانوناً جرم ہے

فلم میں کسی مذہب کا مذاق اڑانے یا مذہبی جذبات کو مجروح کرنے پر قانونی کارروائی ہندوستان میں ممکن ہے۔ ہندوستانی قانون اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ مختلف مذاہب اور ان کے پیروکاروں کا احترام کیا جائے۔ اگر کسی فلم میں مذہب کا مذاق اڑایا جاتا ہے یا مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی جاتی ہے، تو اس کے خلاف قانونی کارروائی درج ذیل طریقوں سے کی جاسکتی ہے:

قانونی دفعات

چنانچہ آرٹیکل 295(A) جس میں جان بوجھ کر اور بدنیتی سے کسی مذہب یا اس کے ماننے والوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے ارادے سے کیا گیا عمل۔ اس دفعہ کے تحت کسی بھی قسم کی تحریر، تقریر،

یا کسی بھی طریقے سے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے پر سزا دی جاسکتی ہے جو کہ تین سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں ہو سکتی ہے۔

آرٹیکل 153 (A) کے تحت مختلف گروہوں کے درمیان دشمنی، نفرت یا فرقہ وارانہ جھگڑوں کو فروغ دینے کی کوشش، اس دفعہ کے تحت کسی بھی فرقہ یا گروہ کے درمیان نفرت یا دشمنی پھیلانے کی کوشش پر سزا دی جاسکتی ہے جو کہ پانچ سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں ہو سکتی ہے۔

آرٹیکل 298 کے تحت کسی بھی شخص کے مذہبی جذبات کو جان بوجھ کر اور بدنیتی سے مجروح کرنے کے ارادے سے کیے گئے الفاظ یا حرکات، اس دفعہ کے تحت بھی سزا دی جاسکتی ہے جو کہ ایک سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں ہو سکتی ہے، ان آرٹیکلز کا مقصد ملک میں مذہبی ہم آہنگی برقرار رکھنا اور تمام مذاہب کے پیروکاروں کے جذبات کا احترام کرنا ہے۔ قانونی کارروائی کے ساتھ ساتھ سنسر بورڈ کا کردار بھی اہم ہے جو کہ ایسے مواد کو روکنے کی کوشش کرتا ہے۔

کیس درج کرنے کا طریقہ

کیس کے تین مرحلے ہوتے ہیں پہلا : اگر کسی فلم میں مذہب کا مذاق اڑایا گیا ہو یا مذہبی جذبات مجروح کیے گئے ہوں، تو سب سے پہلے مقامی پولیس اسٹیشن میں شکایت درج کی جاسکتی ہے۔

دوسرا ایف آئی آر : پولیس اس معاملے کی تحقیقات کرتی ہے اور اگر الزامات ثابت ہو جائیں تو ایف آئی آر (فرسٹ انفارمیشن رپورٹ) درج کی جاتی ہے۔

تیسرا عدالتی کارروائی : معاملہ عدالت میں پیش کیا جاتا ہے جہاں فلم ساز، پروڈیوسر، یا دیگر متعلقہ افراد کے خلاف مقدمہ چلایا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا اپنی فلم انڈسٹری بنانا

بعض دانشمند حضرات موجودہ فلمی دنیا کے نقصانات سے دیکھ کر ایک مشورہ یہ دیتے ہیں کہ ”مسلمانوں کو موجود فلم انڈسٹریز میں سرگرمی کے ساتھ شرکت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے درمیان ایک اور فلم انڈسٹری کو جنم

دینے کی کوشش کرنی چاہیے" چونکہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے، فلمی دنیا کا فساد فلمی دنیا سے ہی ختم کیا جاسکتا ہے،

کتنے مسلمان آرٹسٹ جنہیں فلم انڈسٹری میں موقع نہیں ملا، وہ مالیگاؤں، حیدرآباد وغیرہ ریاستوں میں مزاحیہ پروگرام بنا کر خوب مقبول اور مشہور ہوئے ہیں۔ کتابوں میں تو مسلمانوں نے بہت ساری اچھی تخلیقات پیش کی ہیں جنہیں فلموں اور ڈراموں میں منتقل کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ایک مبنی برانصاف انڈسٹری میں ان کہانیوں کو اپنے آپ ہی موقع ملنا چاہیے، مسلم تخلیقی صلاحیت رکھنے والے نوجوانوں کو بھی اپنی تخلیق کو اسکرین پر لانے کے لیے ہر طرح کا سپورٹ دیا جانا چاہیے"۔

مسلم فلم انڈسٹری کے قائل حضرات کی دلیل

سنگھ پریوار کی نفرت جو فلموں میں ظاہر ہو رہی کا جواب کیسے دیا جاوے؟ کیا مسلمانوں کی کہانیاں ہندوستانی آڈینس تک پہنچنا ضروری ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کو اس ملک میں برابر کے شہری ہیں تو انہیں اس ملک کے سبھی میدانوں میں برابری کی شرکت کے ساتھ ہونا چاہیے کہ نہیں؟ مسلمانوں نے اس ملک کی آزادی میں کیا کردار ادا نہیں کیے، ہمارے سبھی مجاہدین آزادی کی زندگیوں پر شاندار فلم بنانا جمہوری حق ہے تو کیا موجودہ فلم انڈسٹری ہم سے چھین رہی ہے؟ کیا ایسا نہیں ہو رہا ہے، ہزاروں پیروں اور صوفیاء نے اس ملک میں محبت اور امن کی تعلیم عام کی لیکن خواجہ اجمیری سمیت سبھی صوفیوں کے کردار کو داغدار نہیں کیا جارہا ہے؟ ہندوستانی مسلمان سیاست میں پوری طرح یتیم بلکہ مظلوم بن کر رہ گئے ہیں کیا اسکا ازالہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟۔

ارطغرل غازی کا ترکی ڈرامہ اسی لیے بہت مقبول ہوا تھا کیونکہ مسلمان اپنی کہانیاں سننے کے لیے ترسے ہوئے تھے، سالوں سے انہوں نے خود کو اچھے اور خوبصورت کرداروں میں نہیں دیکھا تھا، ترکی کی فلم انڈسٹری نے ثابت کیا کہ ایک مسلمان آرٹسٹ بھی ہر قسم کی اچھی کہانیاں اسکرین پر مقبول بنا سکتا ہے۔

کیوں نہیں کوئی بڑا مسلمان سرمایہ دار کمزور لوگوں کے لیے دو چار فلم سٹی نہیں بنا لیتا جہاں فلم شوٹنگ سے لے کر پروڈکشن تک سستے سے سستے داموں میں ممکن ہو۔ سیکڑوں نوجوانوں کو نوکریاں مل سکتی ہیں، سیکڑوں کہانی لکھنے والے مقبول ہونے کے لیے منتظر ہیں، ہزاروں شاندار نظمیں دنیا کو اپنی طاقت دکھائے بغیر کتابوں

میں دفن ہیں، ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ آپ کی کہانی کون دیکھے گا، ایک دن آپ کی کہانی ضرور سنی جائے گی اور اس ملک کے عوام آپ کی فلموں پر کھڑے ہو کر شاباشی دیں گے، بس آپ مقابلے کے میدان میں ضروری ساز و سامان سے لیس ہو کر آجائیں"! (روزنامہ راسٹریہ سہارا، November 22, 2022)

مگر از روئے شرع اسکی اجازت تو نہیں ہو سکتی جس کی تفصیل عاجز کی کتاب "ارطغرل حقائق اور غلط فہمیاں" کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے، البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو مسلمان فلمی دنیا میں ہیں اور اسی میں رہنا چاہتے ہیں، تو ایک مشورہ دیا جا سکتا ہے کہ اسلام کی حقانیت ظاہر کرنے والی فلمیں بنائیں۔

کسی بھی فلم کو بائیکاٹ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

کسی بھی فلم کا بائیکاٹ کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جا سکتے ہیں:

۱۔ سوشل میڈیا مہم شروع کریں: ٹویٹر، فیس بک، انسٹاگرام، اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر ہیش ٹیگ کے ساتھ پوسٹس کریں، جیسے BoycottFilmName#۔ لوگوں کو فلم کی مخالفت کرنے کی وجوہات سے آگاہ کریں اور انہیں بائیکاٹ کی تحریک میں شامل کریں۔

۲۔ آن لائن پٹیشنز شروع کریں Change.org: یا دیگر پٹیشن ویب سائٹس پر ایک پٹیشن بنائیں اور لوگوں سے اس پر دستخط کرنے کی درخواست کریں۔ پٹیشن میں فلم کے بائیکاٹ کی وجوہات بیان کریں اور اسے سوشل میڈیا پر شیئر کریں۔

۳۔ میڈیا میں آواز اٹھائیں: مقامی اور قومی میڈیا کے ساتھ رابطہ کریں اور انہیں فلم کی مخالفت کی وجوہات سے آگاہ کریں۔ انٹرویوز دیں اور اخباروں میں مضامین لکھیں۔

۴۔ فلمی تھیٹروں کے باہر احتجاج کریں: فلمی تھیٹروں کے باہر پرامن احتجاج کا اہتمام کریں جہاں فلم دکھائی جا رہی ہو۔ بینرز اور پلے کارڈز کے ذریعے اپنی مخالفت کا اظہار کریں۔

۵۔ معروف شخصیات اور تنظیموں کا ساتھ حاصل کریں: معروف شخصیات، سماجی کارکنان، اور تنظیموں سے رابطہ کریں اور ان سے بائیکاٹ کی حمایت کی درخواست کریں، ان کی حمایت سے تحریک کو مزید مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔

۶۔ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر منفی ریویوز دیں :-IMDb، Rotten Tomatoes، اور دیگر ریویو ویب سائٹس پر فلم کے بارے میں منفی ریویوز دیں، لوگوں کو فلم نہ دیکھنے کی ترغیب دیں۔

۷۔لوگوں کو متبادل مواد فراہم کریں: لوگوں کو دیگر فلموں اور مواد کی طرف راغب کریں جو ان کی دلچسپی کے حامل ہو سکتے ہیں اور جو ان کے نظریات سے مطابقت رکھتے ہوں۔ یہ اقدامات کسی بھی فلم کا بائیکاٹ کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں اور اگر صحیح طریقے سے انجام دیے جائیں تو کافی مؤثر ہو سکتے ہیں۔

۸۔فلم میں جھوٹ اور مکاری سے بدنام کرنے کی سازش کو دلائل کی روشنی میں عوام کے سامنے معلومات فراہم کریں، اور سچ کو بہترین طریقہ سے واضح کریں۔

فلم اس وقت تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک سیاست وتجارت ہے

ہندوستانی عوام کوئی امریکہ اور برطانیہ کے عوام نہیں ہیں جو فلموں کو فلموں کی طرح دیکھتے ہوں اور اس کو فلم ہال کے اندر بھلا کر باہر نکلتے ہوں، یہاں فلموں کا استعمال ایک سیاست ہے اور سیاسی پروپیگنڈہ کا حصہ بن چکا ہے۔ایسے میں ملک میں ایک بہت بڑی سیاسی تبدیلی بلکہ انقلاب جاری ہے جس انقلاب میں ملک کی سیاست میں ایک پارٹی، ایک نظریہ اور ایک طرز سیاست غالب ہو رہی ہے اور ساری سیاسی جماعتیں صرف اور صرف ہندو رائے دہندگان کے جذبات اور احساسات کا خیال کرنا ضروری سمجھتی ہیں اور مسلمانوں کے احساسات اور جذبات کو وہ صرف بند کمرے میں خفیہ طریقے سے ہی سننا اور بات کرنا چاہتی ہیں۔

مسلمان احتجاج کرنے کے بجائے خوب کیس درج کروائیں

جب ریاست تمل ناڈو میں دو تمل فلموں میں مسلمانوں کی کردارکشی کے تعلق سے ریاست میں مسلمان سخت نالاں ہوئے یہاں کی تمام سیاسی وسماجی تنظیموں کی ایک فیڈریشن جو 24 تنظیموں پر مشتمل ہے، اس فیڈریشن نے ''توپپا'' کی نامی فلم جس میں مسلمانوں کی جم کر کردارکشی کی گئی تھی، اس فلم کے خلاف پرزور احتجاج کیا گیا، جس کے نتیجے میں تمل ناڈو حکومت نے اس معاملے میں دخل اندازی کر کے معاملے کو سلجھا لیا، اور اس فلم سے ایک حد تک قابل اعتراض مناظر کو حذف کیا گیا، اور اس فلم کے ڈائرکٹر کلائی پلی ایس تھانو اور

اداکار وجئے نے میڈیا کے توسط سے مسلمانوں سے عام معافی مانگی۔

کملا ہاسن کی تمل فلم پر کیس کا نتیجہ

فلم ''وسواروپم'' جس کو اداکار کمل ہاسن نے خود اس فلم کی کہانی لکھ کر اس فلم کو ڈائرکٹ کیا ہے، اور اس میں انہوں نے اہم کردار بھی نبھایا ہے، فلم کے تعلق سے بھی ریاست کی مسلم متحدہ تنظیموں کی فیڈریشن نے کمل ہاسن سے ملاقات کر کے اس فلم کے تعلق سے اپنا شبہ کا اظہار کیا، کمل ہاسن اور ریاست تمل ناڈو کے داخلہ سکریٹری سے مطالبہ کیا کہ وہ اس فلم کو مسلمانوں کو دکھانے کے بعد ہی ریلیز کریں، اداکار کمل ہاسن نے مسلمانوں کے اس مطالبے کو پورا کرتے ہوئے ریاست تمل ناڈو کی 24 متحدہ مسلم تنظیموں کے فیڈریشن کو اس فلم کی خصوصی نمائش کا اہتمام اپنے دفتر میں کیا، جب فلم دیکھی گئی تو محسوس ہوا کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس سے قبل مسلمانوں کی کردارکشی اس فلم کی طرح کسی اور فلم میں نہیں کیا گیا ہے، تمل ناڈو کی مسلم فیڈریشن نے 22 جنوری کو چنئی پولیس کمشنر جارج سے ملاقات کر کے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس فلم کے ریلیز کو روکیں ورنہ ریاست میں لاء اینڈ آرڈر بگڑنے کے امکانات ہیں، تمل ناڈو حکومت کے سامنے اس فلم پر پابندی لگانے کے لیے اقدامات اٹھانے کا مطالبہ رکھا گیا، اور اسی رات تمل ناڈو حکومت نے ریاست کے نظم وضبط کا خیال رکھتے ہوئے مذکورہ فلم کی ریلیز پر پندرہ دن کی پابندی عائد کرنے کا اعلان کر دیا۔

چنئی ہائی کورٹ کے جج ''وینکٹا رامن'' نے کہا کہ فلم کے بجٹ کے تعلق سے فکر کرنے سے زیادہ ملک میں امن وامان کے ماحول کو بحال رکھنا بہت ضروری ہے، اس کے بعد تمل ناڈو وزیر اعلیٰ ''جئے للیتا'' نے ایک پریس میٹ کے ذریعے اس فلم کے تعلق سے حکومت کے موقف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ اس فلم کی وجہ سے ریاست میں لاء اینڈ آرڈر بگڑ جائے، اس کے علاوہ انہوں نے اضافی اطلاع دی کہ انہیں خفیہ ایجنسیوں کے ذریعے اطلاع ملی ہے کہ اس متنازعہ فلم کی ریلیز ہونے پر ریاست میں بڑے پیمانے پر فسادات رونما ہو سکتے ہیں، اور ریاست کے امن امان میں خلل پیدا ہونے کے امکانات ہیں،

فیڈریشن نے اس فلم سے قابل اعتراض مناظر حذف کرنے کے لیے اداکار کمل ہاسن سے ہی ملاقات

کرنے کاارادہ کیا،کملا ہاسن سے مذاکرے کے دوران فیڈریشن کے وفد نے اس فلم میں تقریبا 14 قابل اعتراض مناظر کی نشاندہی کی، جس کے نتیجے میں کمل ہاسن کی جانب سے درخواست کیا گیا کہ وہ اس فلم سے 7 مناظر مکمل طور پر حذف کر دیں گے، اور بقیہ جگہوں پر بولے جانے مکالموں میں بیک گراؤنڈ آواز کو بند رکھا جائے گا، اس کے علاوہ اہم اور خاص طور پر فلم میں شروع میں دکھایا جانا والا اسکرین منظر جس میں لکھا ہوا تھا کہ 'اس فلم کی کہانی حقیقت پر مبنی ہے، اس پر فیڈریشن نے سخت اعتراض کیا تھا، اس کو کمل ہاسن نے بدل دیا، اور اس کی جگہ یہ دکھانے کی رضامندی ظاہر کی کہ 'اس فلم کی کہانی فرضی اور تخیل پر مبنی ہے'. جس کے بعد فیڈریشن نے کمل ہاسن سے فلم میں حذف کرنے والے مناظر کے تعلق سے ایک کمل ہاسن سے تحریری اقرار نامہ اور معاہدہ میں دستخط بھی حاصل کرلیا، فیڈریشن نے حکومت تمل ناڈو کا شکریہ کیا کہ انہوں نے اس معاملہ میں بروقت مداخلت کر کے اس معاملہ کو سلجھانے میں اہم کردارادا کیا ہے۔

سنسر بورڈ کی ذمہ داری

سینٹرل بورڈ آف فلم سرٹیفیکیشن (CBFC) بھی فلموں کی جانچ کرتا ہے اور اگر کسی فلم میں مذہب یا کسی طبقے کے خلاف توہین آمیز مواد ہو تو اسے ریلیز ہونے سے پہلے ہی کاٹ دیا جاتا ہے یا فلم کو سرٹیفیکیٹ دینے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ بھارتی سینٹرل بورڈ آف فلم سرٹیفیکیشن (CBFC) فلموں کو سرٹیفیکیٹ دیتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ فلموں میں کوئی ایسا مواد شامل نہ ہو جو کسی مذہبی یا نسلی گروہ کی توہین کرے۔ اگر کوئی فلم کسی مذہب یا گروہ کے خلاف منفی تصویر کشی کرتی ہے، تو اس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے اور سنسر بورڈ اس کے مواد کو نظر ثانی کر سکتا ہے۔ سنسر بورڈ کے خلاف بھی کیس درج کروایا جا سکتا ہے، آپسی تنظیموں کا اتحاد یہ سب کام کروا سکتا ہے۔

مرتب کی کتابیں

۱۔رمضان المبارک معروفات ومنکرات
۲۔اصلاحی واقعات دو جلدیں
۳۔اصلاح الرسوم (تسہیل، تعلیق وتخریج)
۴۔عصری خطبات مجلدات (زیر طبع)
۵۔جماعت اولی کی اہمیت و جماعت ثانیہ کی حیثیت
۶۔نیاسال مغرب اور اسلام کا نقطہ نظر
۷۔کرسمس کی حقیقت عقل ونقل کی روشنی میں
۸۔ویلنٹائن ڈے تاریخ کے آئینہ میں
۹۔اپریل فول کی تاریخی حیثیت
۱۰۔خیر البیان (مدارس کے طلبہ کے لئے)
۱۱۔ہندوستانی مسلمان آزادیٔ وطن سے تعمیرِ وطن تک (زیرِ طبع)
۱۲۔نفع المفتی والسائل (عربی تحقیق وتخریج، زیرِ طبع)
۱۳۔اللمعة اذا جتمع العید والجمعة
۱۴۔کھیل کود کی تاریخی وشرعی حیثیت
۱۵۔احکام اعتکاف
۱۶۔خواتین رمضان کیسے گذاریں؟
۱۷۔یوم جمہوریہ حقیقت کے آئینہ میں
۱۸۔پتنگ بازی حقائق ونقصانات
۱۹۔وجودِ باری وتوحیدِ باری عقل کی روشنی میں
۲۰۔ضیافت فضائل ومسائل
۲۱۔عظمتِ اہلِ بیت اور مسئلہ زکوۃ
۲۲۔ارطغرل غازی سیریل حقائق اور غلط فہمیاں
۲۳۔یتیمی اور یتیموں کے کارنامے

۲۴۔لون (قرض) کے جدید مسائل

۲۵۔ظالموں کاانجام سچے واقعات کی روشنی میں

۲۶۔کرکٹ کی تاریخی وشرعی حیثیت

۲۷۔فروع الایمان (تسہیل،تخریج وتضمیم)

۲۸۔قربانی۔مذاہب ومسالک کے اختلافات کاحل

۲۹۔عصمت دری اسباب وسد باب

۳۰۔سنتِ فجر فضائل ومسائل

۳۱۔خطباتِ قاسمیہ

۳۲۔برادرانِ وطن سے تعلقات۔حدود وحقوق

۳۳۔کمیشن اور بروکری کے احکام

۳۴۔کرایہ کے جدید مسائل

۳۵۔ٹوپی کی شرعی حیثیت

۳۶۔اسلام میں تجارت کی اہمیت

۳۷۔جبراً تبدیلیٔ مذہب کی حقیقت

۳۸۔اسلام میں تقسیمِ میراث کی اہمیت اور ہمارا سماج

۳۹۔مروّجہ مضاربت کے احکام

۴۰۔اولاد کے حقوق شریعت وسماج کی روشنی میں

۴۴۔لو جہاد حقیقت یافسانہ

۴۵۔صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت وضرورت

۴۶۔تیسیر المبتدی بترتیب جدید فارسی (حصہ اوّل، دوم، سوم)

۴۷۔مطلّقہ، معلّقہ، مختلعہ وبیوہ کے حقوق

۴۸۔تعلیم بالغان وبزرگان۔اہمیت وضرورت

۴۹۔خواتین کے علمی کارنامے۔تعلیمِ نسوان ومکاتب بالغات کی اہمیت

۵۰۔مکاتب کی اہمیت وضرورت

۵۱۔منظم ومؤثر مکاتب کے اصول وآداب

۵۲۔کامیاب امامت کے اصول وآداب
۵۳۔ذمہ دارانِ مسجد کی ذمہ داریاں
۵۴۔قتل کا گناہ اور سماج کی صورتِ حال
۵۵۔زمینات ومکانات
۵۶۔ملٹی لیول مارکیٹنگ۔اقسام واحکام
۵۷۔ذکرِ حبیب ﷺ کی برکات
۵۸۔ووٹر آئی ڈی۔ووٹنگ۔الیکشن
۵۹۔معراجِ مصطفی ﷺ کے چالیس سبق
۶۰۔نکاحِ بیوگان کی اہمیت